31

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

۱:- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (اسرالنبی ص ۲۲۳)
ان کا عقیدہ کی اساس لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہے ۔
۲:- قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِی فَامْسِکُوْا (اسرالنبی ص ۲۲۳)

نقوشِ صحابہؓ

و

خلافت و ملوکیت

عبد الرشید حنیف

مکتبہ تنویرِ ادب ۔ جھنگ صدر

(کاتب : قدرت اللہ نادر ساہیوال)

GAR ACADEMY LAHORE

Marfat.com

۲۹ ۶ ۹۲ ح
۸۲ ن
۱۷۲۸۳

نام کتاب ——— "نقوشِ صحابہ وخلافت وملوکیت"

مصنف ——— عبدالرشید حنیف

تاریخ ——— ۲، ستمبر ۱۹۷۰ء

صفحات ——— ۲۲۵

ناشر ——— ادارہ نشرِ علوم اسلامی
جھنگ صدر

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— اعلیٰ قسم ۵ - ۵۰ - ۵
دوم ۲ - ۵۰

ضروری گذارش

اس کتاب میں جہاں انبیاءؑ، صحابہؓ اور آئمہ دینؒ کے نام آئے ہیں وہاں بالترتیب علیہ السلام، رضی اللہ عنہ، رحمت اللہ علیہ پڑھیں،

(ادارہ)

Marfat.com

نگارش :

دورِ حاضر میں بے شمار فتنے موجود ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک اور مہلک فتنہ صحابہ کرام کی زندگی کو سیاسی موقف کی مضبوطی کیلئے پیش کیا جا رہا ہے اور خصوصاً حضرت عثمان غنیؓ کی مقدس زندگی کے اوراق اس انداز سے پیش کئے جا رہے ہیں جن سے انسان اپنی ایمانی حرارت کو برودت میں بدل کر مذہب سے کلی طور پر بدظن ہو کر اسلامی شعار کا تارک ہو جاتا ہے۔

سیاسی اور مذہبی افکار کے لوگ اپنے موقف کی مضبوطی کے لئے قرآن سے استدلال پیش کر کے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ کامیابی کا انحصار آں حضرتؐ کی سیرت سے انکار اور صحابہ کی شان میں گستاخی سے کبھی حاصل نہیں ہوتا۔۔ ترک اور انحراف سنت سے اسلامی نظام کی دیوار مکمل نہیں ہو سکتی۔ اور آج ایک ایسا گروہ جن کی زندگی کا ایک ایک سیاسی اور مذہبی پہلو اپنی وضعی اور مصنوعی تشریح پر ہے وہ لوگ تقدیس صحابہ کی آڑ لیکر عوام سے اپنی صداقت کا سکہ منوانا چاہتے ہیں۔ حالات کی نزاکت حائل نہ ہوتی۔ تو ان کی مقدس کتابوں سے بیان کیا جاتا۔ کہ ابوہریرہؓ کی ذات کو کس کی لسانی چھری نے ذبح کیا۔ اور قرآن میں آیات کا تعارض ثابت کر کے تساقط کس حدیث اور قرآن کی نصوص صریحہ سے اخذ کیا۔ اور امی پوری عملی اور عبادات اور معاملات کی زندگی کو سنت کے عطر سے محروم رکھنا، پھر صحابہ کی عصمت اور عفت کی علمبرداری چہ معنی دارد۔

اس کتاب " نقوشِ صحابہؓ۔ و خلافت و ملوکیت " میں صحابیؓ کے لفظ پر لغوی اور اصولی تعریف، ایمانِ صحابہ بہ قرآن اور احادیث بلسانِ رسالتؐ، صحابہ کا آپس میں اصولی تنازع پر تبصرہ، عصمت اور عفت، دیانت و امانت، پر نفیس بحث، وراثتِ انبیاء کی عدم ملکیت پر امام ابن تیمیہؒ اور مولف کا تبصرہ، مقامِ صحابہ پر قاضی ابن عربیؒ اور ابوزرعہؒ محقق

Marfat.com

کا فیصلہ، مدارج صحابہ، پوزیشن صحابہ، اور سب وشتم اور دشنام طرازی کرنے والوں کا انجام، خلافت راشدہ، خلفاء کے کارنامے، اور حضرت علیؓ کے صحابہ سے مشورے اور ان کی تعریفات، خلافت وملوکیت کے مصنف کی سیرت، ان کی کتاب کے اہم مقامات پر تبصرہ، اور ان کا صحابہ پر تنقید کرنا موقف اور عوام اور علماء کے ردعمل کا تجزیہ اور مصنف کی کتاب کے اقتباسات پر تبصرہ، خدام الدین کے بانی کا حضرت عثمانؓ کے متعلق موقف، اور ان کی تحریرات میں موازنہ، اور ان کا مسلکی فکر اور انداز، کے موضوعات سے بھرپور ہے۔ اس کے پڑھنے کے بعد صحابہ کے متعلق تمام شکوک اور شبہات کلیتہً قلوب اور اذہان سے محو ہوجاتے ہیں۔ اور ایمان میں ازدیاد کی لہر آراستہ ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے!

تشکر

راقم حضرت مولانا حکیم عبدالقادر صاحب حلیم آف میاں چنوں کا بہت مشکور ہے کہ موصوف نے اس کتاب کے سلسلہ میں عربی کتب خصوصاً کنز العمال، اسد الغابہ، طبقات ابن، و فتح الاستار دے کر اپنی علیمی کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم اور عمل میں مزید اخلاص بخشے (آمین)

عبدالرشید حنیف،

ناظم ادارہ نشر علوم اسلامیہ

جھنگ صدر۔

Marfat.com

أقوالِ صحابہ !

لاخلافۃ الاعن مشورہ ! سیدنا عمر فاروقؓ ۔ کنز العمال

خلافت کا مدار مشورہ پر ہے ۔

من ولی امر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لم یقم فیھم ۔۔۔

بکتاب اللہِ فعلیہ بھلۃ اللہ ۔ سیدنا ابو بکرؓ ۔ کنز العمال ج۳ / ۱۳۶

جو شخص امت محمد کا والی بن کر کتاب کے دستور کو نافذ نہیں کرتا ۔ وہ اللہ کے عذاب میں گرفتار ہے ۔

فلا طاعۃ لاحد فی المعصیۃ ، الطاعۃ فی المعروف ، الطاعۃ فی المعروف سیدنا علیؓ ، (کنز العمال)

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں معصیت نہ کرنا ۔ اور اطاعت معروف میں کرنا ۔

انی متبع ولست بمبتدع سیدنا عثمان غنیؓ

حضرت عثمان ــــ میں سنت کی اتباع کرنے والا ہوں ۔ اور نئے امور کا موجد نہیں ہوں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ .... لَا تَحْزَنْ ۔

صاحب عربی لغت میں الملازم، المعاشر، صاحب الشیٔ، مالکہ، صاحب امر الملک، وزیرہ، (ملازم، ساتھی، مالک، مختار، بادشاہی امور کا نگران، وزیر کو کہتے ہیں) المنجد عربی صـ ۴۲۸

صحابہ اصحاب نبی المسلمین الذین راوٗہ وطالت صحبتہم معہٗ

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتھیوں کو جنہوں نے آپ کا دیدار کیا اور طویل عرصہ آپ کی معیت میں رہے ـــــ انہیں صحابہ کہتے ہیں۔ (المنجد صـ ۴۲۸)

صحابی صحابہ۔ اصحاب ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ جناب محمد عربی کی طرف نسبت سے صحابی ہوگا۔

بعض اصول حدیث نے صحابی کی تعریف میں "رویۃ نبوی" کو شرط قرار دیا ہے اور بعض نے مطلق آپ کے ساتھ ایمان لانا شرط قرار دیا ہے۔ اگر مقدم الذکر تعریف کو شرط قرار دیا جائے تو اس سے (اعمیٰ) نابینا حضرات زمرہ صحابیت سے خارج ہو جائیں گے۔

صحابی کی جامع اور کامل تعریف یہ ہے جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالتِ ایمان میں ملاقات کی ہو۔ اور اسی حالت میں اس کا خاتمہ ہوا اگرچہ اس کی حالت درمیانی بہتر نہ رہی ہو تو وہ کامل صحابی ہے (مقدمہ ابن صلاح، نخبۃ الفکر، رفع الاستار)

امام بخاریؒ نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے۔

من صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او راٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ،
جو شخص آپ کا ساتھی بنا یا اس نے اسلام کی حالت میں آپ کو دیکھا۔ پس وہ آپ کے اصحاب میں شمار ہوں گے۔ (صحیح بخاری ج ۱ صـ ۵۱۵)

پوزیشن صحابہ :ـــ والصحابۃ کلھم عدول، تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔

مدارج صحابہ :ـــ اوّل خلفاء اربعہ، (ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ)

Marfat.com

دوم :- عشرہ مبشرہ

سوم :- اصحابِ بدر، ۳۱۳

چہارم :- اصحابِ اُحد،

پنجم :- بیعتِ رضوان ۔ اصحابِ عقبتین ۔

ششم :- السابقون الاولون (مہاجرین اور انصار) دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی ۔

ہفتم :- معاویہؓ بن ابی سفیانؓ، عادل، فاضل، اصحابِ اخیار میں آپ کا شمار ہوتا ہے ۔ صحابہ کی آپس میں حروب اور جنگ سیاسی نقطۂ نظر اور شبہات کی بناء پر ہونے کی وجہ سے انہیں درجہ عدالت سے خارج کرنا عقل سے عداوت کے مترادف ہے ۔ چونکہ ان کا جنگِ جمل، صفین وغیرہ کا مسئلہ اجتہادی کی بناء پر تھا ۔ اس لئے ان کا اختلاف فی الاجتہاد ان کے ۔ درجۂ صحابیت میں نقص اور کمی ایمان یا عدمِ ایمان کا موجب نہیں ہے ۔

بعض نے خدیجہؓ اور عائشہؓ اور فاطمہؓ میں تفاضل بیان کیا ہے ۔ چنانچہ مقدم اور موخر اپنے اپنے بعض مدارج میں ایک دوسری سے افضل ہیں (مرقاۃ ملا علی قاریؒ برحاشیہ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۵۲)

سبِّ صحابہ :- صحابہ کو سب وشتم اور دشنام طرازی کا کرنا ۔ حرام اور اکبر فواحش ہے ۔ ان سب الصحابۃ حرام ومن اکبر الفواحش ۔ صحابہ کرام کو گالی دینا حرام اور بدترین کام ہے ۔

ومذھبنا ومذھب الجمھور انہ یعزر ۔ علماء شوافع اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ایسے فرد کو تعزیر کی جائے ۔

۱:- مذہب شوافعؒ وجمہورؒ :- تعزیر دی جائے ۔

۲:- بعض مالکیؒ :- قتل کیا جائے ۔

۳:- قاضی عیاضؒ :- صحابہ کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے ۔

۴:- بعض علماء احناف :- شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کو گالی دینے والے کو قتل کیا جائے ۔

(شرح مسلم نوویؒ بحوالہ المرقاۃ برحاشیہ مشکوٰۃ ج ۲ ۔ ص ۵۵۲)

قرآنِ مجید اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تمام صحابہ اور صحابیات عادل ہیں ۔ اور ان کے اعتقادات ۔ معاملات ، عبادات ، شعائرِ اسلامی ، اور ان کی نجی اور غیر نجی زندگی مرقع اور مکمل دستاویز ۔ صادق اور اصدق یہ کتاب ہے ۔ جس نے ان کی مقدس زندگی پر رضی اللہ عنہ اور رضوا عنہ کا تحفہ دیا ہے ۔

Marfat.com

قرآن اور حدیث کی تائید کے بعد ان کی ذات اور ایمان پر تبصرہ کرنا اپنے ایمان کو برباد کرنا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

عام مسلمان کو گالی دینے والا فاسق اور مسلمان کو قتل کرنے والا کافر ہے ع۱

سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر ۔ ع۱

ع۱ ۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۱

Marfat.com

ایمانِ صحابہ پر قرآنی شہادت

۱:— اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔ (پ ۲۶)

جو لوگ جناب محمد عربیؐ کی محفل (یا حکم) میں نرمی سے بات کرتے ہیں۔ یہی گروہ ہے جن کے قلوب کو تقویٰ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔ ربانی مغفرت اور اجر عظیم کے مستحق یہی افراد ہیں۔

۲:— جو لوگ جناب رسول عربی صلعم کے اتباع اور اطاعت کو اپنا آئینہ بناتے ہیں۔ وہ خالص ایمان دار ہیں۔ مغفرت اور اجر عظیم ان پر ناز کرتا ہے۔

۳:— وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ (پ ۲۶)

اللہ تعالیٰ نے نعمت ایمان تمہارے (صحابہ کے) لئے محبوب بنایا اور تمہارے قلوب میں منقش کیا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے کفر، بخل، عصیان کو تم سے کلیتہً دور پھینک دیا۔ ایمان سے آراستگی رشد کی کامل دلیل ہے۔

۴:— لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا (پ ۲۶، فتح)

اللہ تعالیٰ صحابہ کے طرز ایمان سے راضی ہو چکا ہے۔ خصوصاً جب درخت کے زیر سایہ آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کا جائزہ لیا۔ اور اس کے عوض انہیں عظیم الشان فتح سے نوازا۔ اس بیعت میں ایک ہزار چار صد افراد شریک تھے۔ بیعت کا نام صلح حدیبیہ جو کہ ۶ھ میں ہوئی۔ (بخاری ص ۱۲)

۵:— اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (پ ۲۶۔ فتح)

اس موقع پر کفار کے دلوں میں کفر کی مستی سرایت کر چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تسلی جناب رسولؐ اور مومنوں پر نازل کی۔ اور توحید کے کلمہ کو ان کے دلوں میں مسخر کر دیا۔ کیونکہ مقدس نعمت کا استحقاق انہی کے لئے تھا۔ اور علم الٰہی کا تقاضا ایسا ہی تھا۔

۶:- فان امنوا بمثل ما آمنتم به فقد اھتدوا (پ ۱ / بقرہ)

یہ منافقین صحابہ کرام جیسا خالص ایمان لاتے تو ہدایت ان کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتی۔

۷:- لقد تاب اللہ علی النبی والمھاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم ثم تاب علیھم انہ بھم رؤف رحیم (پ ۱۱ توبہ)

اللہ تعالیٰ نے (اپنی مہربانی سے) اپنے نبی اور اس کے ساتھی مہاجرین اور انصار اور غزوہ تبوک کے مجاہدین کی (لغزشات) کو معاف کر دیا۔ صورت حال یہ تھی۔ ان کے بعض کے قلوب میں (زیغ) بھی سرایت کر چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے موقعہ کی نزاکت کے پیش نظر انہیں معاف کر دیا۔

۸:- والذین تبوؤ الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون۔ والذین جاؤ من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم (پ ۲۸ / حشر)

جن اہل مدینہ نے اپنا مرکز مدینہ سنبھال لیا تھا۔ اور انہوں نے مہاجرین سے محبت کی اور اپنی پوری پونجی سے ان کی تواضع کی اس حالت میں کہ اپنے نفوس اور عیال سے بالکل بے نیاز ہو کر ان کی خدمت کی۔ اسی بناء پر یہ لوگ فلاح یاب ہیں۔ اور بعد میں آنیوالا طبقہ اپنے بھائیوں کی مغفرت کا طالب ہے۔ اور یوں گویا ہوتا ہے مولا کریم! ہمارے قلوب میں اہل ایمان کے لئے کینہ نہ ڈالنا تیری ذات رؤف اور رحیم کی صفت سے موصوف ہے۔

۹:- والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنات تجری تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا۔ ذالک الفوز العظیم (پ ۱۱ / ۲۶)

للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون (پ ۲۸ / حشر)

Marfat.com

۱ مہاجرین اور انصار کا پہلا طبقہ اور ان کے نقش قدم پر نیکی کی صورت میں چلنے والوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا ہے۔ اور وہ اس سے خوش ہو چکے ہیں ان اصحاب کے لئے جنات ہیں جس میں وہ ہمیشہ زندگی بسر کریں اور انہیں وہاں ہمیشگی نصیب ہوگی یہی فوز عظیم ہے۔

۲ مہاجرین سے فقیر گروہ جس نے اپنا مال اور اولاد سے بے نیازی اختیار کرلی محض فضل الٰہی اور رضائے الٰہی کے لئے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے دین کی نصرت کرتے ہیں حقیقت میں یہ لوگ سچے ہیں۔

۱۰۔ واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھآء الا انھم ھم السفھآء ولکن لا یعلمون (پ ۱ بقرہ)

اور جب بھی (یہود، نصاریٰ، منافقین) کو دعوت ایمان دی جاتی ہے جس طرح کے صحابہ کرام ایمان لائے تو یہ لوگ (اصحاب جیسے ایمان) کو نادانی اور حماقت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہی لوگ نادان ہیں اور یہ اپنی نادانی سے ناواقف ہیں (تفسیر خازن ۱۷)

۱۱۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (پ ۲۶/۱۰)

صحابہ کا آپ کی بیعت کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کی بیعت کرنا ہے ربانی ہاتھ ان کے ہاتھوں کے ساتھ ہے۔

۱۲۔ ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم (پ ۲)

۱۳۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنات تجری من تحتھا الانھار ثوابا من عند اللہ پ ۴ / آل عمران۔

۱۴۔ والذین ھاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنھم فی الدنیا حسنۃ ولاجر الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون (پ ۱۴/نحل)

۱۵۔ الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھم المومنون حقا لھم مغفرۃ ورزق کریم (پ ۱۰/انفال)

۱۶۔ ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم (پ ۱۴/نحل)

Marfat.com

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لا کر مہاجر بنے اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ لوگ رحمت الہیہ کے حقدار ہیں۔ اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔

جن لوگوں نے اپنے گھر اور مال کو اللہ کی رضا کے لئے ترک کر دیا۔ اور انہیں اس راہ میں ایذا ملی اور انہوں نے قتال کیا۔ اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کے کبیرہ اور صغیرہ گناہوں کو معاف کروں گا۔ اور انہیں اس کے عوض میں تمام انعامات سے بھرپور جنت دوں گا۔

جن لوگوں نے مظلومیت کے عالم میں اپنے وطن کو اللہ کے لئے ترک کر دیا۔ وہ دنیا میں شاد اور آخرت میں اجر اکبر کے حقدار ہوں گے۔ بشرطیکہ یہ فلسفہ کسی کے ذہن نشین ہو جائے۔ تب کمال ہے۔

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ترک وطن کیا، جبکہ وہ مختلف مصائب کا شکار بنے بعدہٗ انہوں نے جہاد کیا۔ آزمائش میں پورے اترے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کی تمام لغزشات کو معاف کر دے گا۔

ایمان اور ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کی خوبیوں سے آراستہ اور جنہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو سنبھالا - یہ سچے مومن ہیں۔ انہیں ربانی بخشش اور جنت ملیگی۔

۱۱۷ - والذین امنوا معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم واولئک لھم الخیرات واولئک ھم المفلحون (پ۱۰/توبہ)

جو لوگ جناب رسول عربی صلعم کے ساتھ ایمان لائے مال اور جان سے جہاد کیا وہ لوگ خیرات (جنت) اور فلاح یاب ہیں

۱۱۸ - یا ایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین (اللہ نبی تجھے اور آپ کے صحابہ کو میری ذات کافی ہے۔

۱۱۹ - وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا (پ۲/بقرہ)

ہم نے تمہیں (صحابہ) ایک معتدل اور منصف اور پسندیدہ جماعت بنایا ہے۔ تاکہ تم میدان محشر میں سابقہ امم کیلئے گواہ بن سکو۔ اور اس تمہاری شہادت ہی پر آخری شہادت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیار ہوگی (ابن کثیر ص۱۹۱ ج۱، جامع البیان ص۲۳۳، بخاری ج۲ ص۱۳)

۱۲۰ - ولا یاتل اولوا الفضل والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ والمساکین و

Marfat.com

المهاجرین فی سبیل اللہ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم و اللہ غفور رحیم (پ۱۸ - نور)

دولت مند اور سرمایہ دار نیکیوں سے آراستہ (فضل) والوں کے لئے کام اچھا نہیں ہے کہ وہ اقرباء اور مساکین کی امداد و اعانت روک لیں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں کیونکہ معافی نامہ اللہ کے پاس ہے۔

اس آیت کے نزول پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے مسطح بن اثاثہ کی جملہ امداد اور ضروریات بحال کر دیں اور کہا واللہ انی احب ان یغفر لی۔ واللہ مجھے ربانی مغفرت پسند ہے (بخاری ص ۶۹۸ پ ۲۷)

نوٹ: مسطح بن اثاثہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا قریبی رشتہ دار تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ (افک) میں پیش پیش تھا۔ مسطح آپ کی خالہ کا لڑکا تھا۔

۱۲۱۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ ذالک مثلھم فی التوراۃ والانجیل کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات منھم مغفرۃ واجرا عظیما (پ۲۶)

سید العرب والعجم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں، دشمنان حق کے مقابلہ میں نہایت سخت مگر آپس میں نہایت رحمدل ہیں۔ انہیں تم ہمیشہ اللہ کے آگے عالم رکوع اور سجود میں پاؤ گے کہ اللہ کے فضل اور خوشنودی کے طالب ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر کثرت سجود کی وجہ سے نشان بن گئے ہیں (الہلال ۱۲ نومبر ۱۹۱۳ء) یہی جماعت ہے جسے تورات اور انجیل میں ایک کھیتی سے تمثیل دی ہے (ایضاً ۱۲-۱۹ نومبر ۱۹۱۳ء) مثل اس کھیتی کے کہ اس نے پہلے زمین سے اپنی سوئی کونپل نکالی۔ پھر اس نے غذائے نباتی کو ہوا اور مٹی سے جذب کر کے اس کونپل کو قوی کیا۔ پس وہ بتدریج بڑھی اور موٹی ہو گئی یہاں تک کہ کھیتی اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ اور اپنی سرسبزی اور شادابی سے کسانوں کو خوشی بخشنے لگی خدا نے یہ ترقی انہیں اس لئے عطا کی کہ کفار اسے دیکھ کر غصے میں جلیں (الہلال ۱۹ نومبر ۱۹۱۳ء ص۶) اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے وعدہ فرماتا ہے۔ جو تم میں سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ اختیار

Marfat.com

کیجئے۔ ان سے بخشش اور بڑے ثواب کا (مولانا آزاد) الہلال ۳۰ جولائی ۱۹۱۳ء ص ۵۰، ترجمان القرآن ج ۲ ص ۹۱ تا ۹۲

۱۲۲۔ وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیہم الارض بما رحبت و ضاقت علیہم انفسہم وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ ثم تاب علیہم لیتوبوا ان اللہ ھو التواب الرحیم (پ ۱۱ / توبہ)

غزوہ تبوک ۹ ھ میں ہوا۔ اس میں تین کارکن (کعب بن مالک، ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع) شریک نہ ہو سکے۔ ان کے لئے سرزمین مدینہ میں رہنا دشوار ہو گیا۔ حالانکہ انہیں مادی اسباب کی تنگی نہ تھی بلکہ روحانی اسباب کی کمی تھی۔ ان افراد نے اپنے گناہوں کی تلافی کیلئے ربانی دروازہ پر دستک دی تو اللہ نے ان کے جملہ گناہ معاف کر دیئے۔ ربانی صفت میں توبہ اور رحمت موجود ہے۔

۱۲۳۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم فالئٰن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم بقرہ

اللہ تعالیٰ کے علم میں تمہاری (خیانت) یعنی نفس پر کنٹرول نہ کرنا ہے۔ کہ واقعہ تم رمضان کی رات میں صبر نہیں کر سکتے۔ اب تمہارے لئے قانون تبدیل کر دیا ہے۔ رات کو تمہیں کھلی چھٹی ہے۔ پس اب اپنی بیوی سے جنسی تعلقات وابستہ کرو۔ اور اپنی زندگی کو خوش رکھو یعنی اولاد کے لئے۔

۱۲۴۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور رحیم (پ ۴ / ۷)

جو لوگ (غزوہ احد میں) میدان سے فرار ہو گئے تھے۔ دراصل انہیں شیطان نے پھسلا دیا تھا (محض ان کی اپنی عملی لغزش کی بناء پر) اللہ تعالیٰ نے ان کی اس لغزش کو معاف کر دیا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا حلیم ہے۔

۱۲۵۔ یایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین (پ ۶ / مائدہ)

جو شخص ایمان کی دولت سے محروم ہو کر مرتد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی جگہ ایک ایسی قوم لائے گا جو اس سے محبت کرے گی۔ اور وہ ان سے محبت کرے گا۔ جن کی صفت میں مومنوں سے ہمدردی اور کفار سے تشدد ہو گا۔

Marfat.com

۱۲۶۔ فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا۔
اسلام کی نعمت نے تمہیں آپس میں بھائی بھائی بنادیا۔

۱۲۷۔ ولتکن منکم امّۃ یدعون الی الخیر۔
صحابہ کی جماعت سے اصحاب خیر نیکی پھیلانے والے ہونے چاہئیں۔

۱۲۸۔ استغفر لھم وشاورھم فی الامر
صحابہ کے لئے استغفار مانگو اور انہیں مجلس مشاورت کا ممبر بناؤ۔

۱۲۹۔ کنتم خیر امّۃٍ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللّٰہ (پ۴/ ع۳۲)
صحابہ کی جماعت سے ایک پارٹی اسلامی تحریک کی دعوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے امور کو انجام دے اور اس دعوت پر ایمان باللہ مقدم ہے ورنہ یہ تحریک اچھے نتائج سے عاری ہوگی

عصیان وتنازع صحابہؓ

۱۳۰۔ ولقد صدقکم اللّٰہ وعدہٗ اذ تحسّونھم باذنہٖ حتّٰی فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما ارٰکم ما تحبّون منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاٰخرۃ ثُمّ صرفکم عنھم لیبتلیکم ولقد عفا عنکم واللّٰہ ذو فضل علی المؤمنین
رب ذوالجلال والاکرام نے غزوہ احد (جو ۳ھ شوال میں ہوا) کے موقع پر اپنی کمال مہربانی سے تمہیں قوت دی تمہارے بعض .... کہ مشرکین کا استیصال کر رہے تھے یکایک تمہارے قلوب میں تنازع اور عصیان اور بزدلی جاگزیں ہوگئی اور تمہارے بعض کے ارادوں میں دنیا کی طلب اور بعض آخرت کی طلب میں تھے۔ اس میں تمہاری آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تمام .... خطائیں معاف کردیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل مومنوں پر ہوتا ہے۔ (بخاری ج۲، ص۵۷۵)

۱۳۱۔ لیوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثُمّ ولّیتم مدبرین. ثُمّ انزل اللّٰہ سکینتہٗ علٰی رسولہٖ

وعلى المؤمنين وانزل جنوداً لم تروها (پ ۱۰ / توبہ)

غزوۂ حنین میں تمہاری زندگی کثرت تعداد پر نازاں تھی اور یہی ناز تمہارے حق میں ناکامی کا موجب بنا۔ تمہیں اس کا احساس اس وقت ہوا جب تم اس زمین پر چلنا دشوار جانتے تھے۔ اور پھر تم نے میدان سے فرار کی راہ تلاش کی (ان سب امور کے ہوتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے اپنی سکینت اپنے رسول صلعم اور مومنوں پر نازل کی۔ اور ایسی فوج اتاری جسے تم دیکھ نہ سکے۔

۱۳۱ـ لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا وكلاً وعد الله الحسنى والله بما تعملون خبير (پ ۲۷ / حدید)

قبل فتح مکہ شرہ مال خرچ کرنے والے اور جنگ کرنے والے تعداد میں جنگ اور مال خرچ کرنیوالوں سے درجہ میں بہت بڑے یعنی عظیم المرتبت ہیں۔ وعدہ ہر گروہ سے جنت کا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانی اعمال پر خوب جتنا ...... دیتا ہے۔

۱۳۲ـ انما المومنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم ايته زادتهم ايماناً وعلى ربهم يتوكلون ۝ الذين يقيمون الصلوة ومما رزقنا هم ينفقون ۝ اولئك هم المومنون حقاً لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم (پ ۹ / انفال)

اہل ایمان کے قلوب ذکر الٰہی سے ہمیشہ خوف زدہ ہوتے ہیں۔ اور آیات قرآنی کی تلاوت سے ان کی ایمانی زندگی کی کھیتی لہلہاتی ہے۔ کیونکہ ان کا توکل اسی ذات اقدس پر ہوتا ہے۔ ان کے اوصاف میں نماز ادا کرنا۔ زکوٰۃ دینا ہے۔ ایسے ہی اصحاب کے لئے جنات میں درجات اور مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ کیا گیا ہے۔

۱۳۳ـ ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة فاتقوا الله لعلكم تشكرون (پ ۴ / آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری (صحابہ) جب تم صرف اور صرف ۳۱۳ تھے) اس نے تمہاری مقام بدر میں اس قلیل تعداد کے پیش نظر کامل نصرت کی جبکہ (تمہارا دشمن قریباً ایک ہزار کی تعداد میں تھا) پس اس کامیابی کے پیش نظر تمہیں ربانی توحید اور توکل پر کامل شکر کرنا چاہیئے۔

۱۳۴ـ ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون (پ ۲۸ / ع ۱)

عزت اور غلبہ اللہ کی ذات اقدس اور اس کے رسول مقبول اور مومنوں کیلئے ہے اور منافق اس نعمت سے سراسر محروم ہیں۔ یہ رئیس المنافقین کی بات کا جواب ہے جس نے کہا تھا ہم شرفاء مدینہ ذلیل لوگوں کو سرزمین مدینہ سے نکال دیں گے

Marfat.com

۱۲۵۔ لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون (پ ۲۸/حشر)

اہل ایمان اللہ اور اس کے رسول صلعم کے اعداء سے کبھی بھی محبت اور الفت سے پیش نہیں آتے۔ اس سلسلہ میں اگر ان کے والدین، اولاد، بھائی، اقرباء بھی ہوں تب بھی وہ لوگ جن کے قلوب میں ایمان ثبت ہو چکا ہے اور انہیں ربانی روح سے تائید ہو چکی ہے وہ لوگ باغات ربانی میں داخل ہوں گے۔ اور اس میں جملہ انتظامات ہوں گے۔ اور جاودانی زندگی ملے گی۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو چکے ہیں۔ یہ گروہ حزب اللہ ہے اور کامیابی حزب اللہ کے لئے ہے۔

۱۲۶۔ التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون لحدود اللہ وبشر المؤمنین (توبہ)

توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے۔ روزہ رکھنے والے، جہاد کرنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے اور خدائی حدود کی نگرانی کرنے والے مومن کو ربانی شہادت ہی کافی اور وافی ہے۔

خلافت الٰہیہ اور صحابہؓ

۱۲۷۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفاسقون (پ ۱۸ نور)

اللہ تعالیٰ نے جو تم سے (صحابہ) سے پختہ ایمان والے ہیں ان سے خلافت ارضی کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ اس منصب کو سابقین نے ادا کیا۔ جس نے دین کو ان کے لئے منتخب کیا اور

خوف کی جگہ امن دیا۔ اس کے لئے صرف ایک شرط ہے۔ میری خالص عبادت کرنا اور اس میں کسی کو شریک نہ بنانا۔ جس نے اس اصول دین کا انکار کر دیا۔ وہ یقیناً ایمان کی نعمت سے عاری ہو کر فاسق بن جائے گا۔

۱۳۸- ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریۃ۔ جزاؤھم عند ربھم جنٰت عدن تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ابدا رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ (پ۳۰/البینۃ)

جو لوگ ایمان اور اس کے ساتھ صالح عمل سے آراستہ ہیں وہی لوگ کائنات ارضی اور سماوی میں بھی بہتر مخلوق ہیں۔ اور ان کے اعمال کا معاوضہ انہیں عند اللہ باغات عدن جس کے تحت انہار اور جملہ انتظامات انسانی ہوں گے۔ وہ انہیں دیا جاوے گا انہیں اس میں خلود ہمیشگی نصیب ہوگی۔ اور خوشی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان اور عمل صالح پر راضی ہو چکا ہے اور یہ بھی اپنی کمائی پر شاداں ہیں۔ اور یہ انہیں کو انعام ملتا ہے جو لوگ ربانی خشیت کو اپنا آئینہ ایمان اور عمل بنا لیتے ہیں۔

۱۳۹- اعملوا ما شئتم

اصحاب بدر تمہاری بدر کی زندگی تمام گناہوں کی معافی کے لئے کافی ہے

۱۴۰- ان المسلمین والمسلمات تا اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما (پ۲۲/احزاب)

۱۔ مسلمان مرد و عورت (۴) سچ بولنے والا مرد اور عورت (۷) صدقہ کرنے والا مرد اور عورت

۲۔ مومن " " (۵) صبر کرنے والا " " (۸) روزہ رکھنے والا " "

۳۔ عجز کرنیوالا " " (۶) خشوع کرنیوالا " " (۹) اپنی جنسی خواہش پر کنٹرول کرنے والا مرد اور عورت (۱۰) کثرت سے ذکر کرنے والا مرد اور عورت۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم عنایت کیا ہے (جامع البیان صا پ۲۲)

ربانی دستور میں عورت کا حق

۱۴۱- قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا۔ تا۔ ان اللہ سمیع بصیر (پ۲۸/مجادلہ)

اللہ تعالیٰ نے اس عورت (خولہؓ) کی نحیف آواز کو سن لیا جو درحقیقت قوی آواز تھی۔

Marfat.com

آواز مسئلہ ظہار کے لئے تھی۔ اور اس کی درخواست ربانی دربار میں تھی۔ اور اس نے آں حضرت صلعم سے مشورہ کیا۔ چونکہ اسے یقین کامل تھا۔ میری درخواست کی سماعت میرا بصیر ہی کر سکتا ہے۔

عرب کا دستور مسئلہ ظہار میں یہ تھا کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہہ دے تو مجھ پر والدہ کی پشت کی طرح حرام ہے تو وہ اسے عمر بھر گھر میں نہ لاتے تھے۔

خولہؓ کو جب اس کے خاوند نے یہ الفاظ کہے تو پھر اس نے دوبارہ اس سے تعلقات وابستہ کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ قریب تھا کہ وہ اس سے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن یہ برہنہ جسم پڑوس کے گھر میں بھاگ گئی۔ وہاں کپڑا لیا۔ اور آں حضرت صلعم کے پاس رات کو پہنچی۔ اور مسئلہ دریافت کیا۔ اس پر رب العزت نے قانون بنا دیا۔ ظہار کرنے والے کو تین سزاؤں سے ایک کو اختیار کرنا ہوگا۔ بعدہٗ اپنی بیوی سے مراسم قائم کرنا ہوگا۔ ؎ۛ

(۱) غلام آزاد کرنا۔

(۲) دو ماہ کے لگاتار روزے رکھنا۔

(۳) ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

نوٹ :۔ آپ سے حضرت صلعم نے کہا کہ خولہؓ تم صلح کر لو۔ جواب دیا۔ اللہ ہی فیصلہ کرے گا۔

ع۱ : (اسد الغابہ باب الخاء)

نوٹ :۔

اسلام نے جہاں مردوں کے حقوق کا تفصیلی تذکرہ اور حق بیان کیا ہے۔ وہاں عورت کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت کی ہے۔ اور امور ایسے ہیں جہاں عورت منصب امامت، خلافت سے بالکل آزاد ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

احادیث نبویہ

۱۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم
ثم الذین یلونہم ثم یجیئ قوم تسبق شہادۃ احدہم
یمینہ و یمینہ شہادتہ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۵) عبداللہ رض

۲۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکرموا اصحابی فانہم خیارکم
ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یظہر الکذب حتی ان
الرجل یحلف ولا یستحلف لیشہد ولا یستشہد الامن سرّہ
بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وہو
من الاثنین ابعد۔ ولا یخلون رجل بامراۃ فان الشیطان ثالثہم
ومن سرتہ حسنۃ وساءتہ سیئۃ فہو مومن (بخاری ص ۵۵۴ ج ۲) عمر رض

۳۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ
فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم
ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن اذاہم فقد اذانی ومن
اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ

(رواہ ترمذی مشکوۃ ج ۲۔ عبداللہ بن مغفل)

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن احد من اصحابی یموت
بارض الابعث قائدا ونورا لہم یوم القیامۃ (ترمذی ج ۲ مشکوۃ ص ۵۵۴ ج ۲)

۵۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبون
اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم (ترمذی ج ۲)

۶۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم
انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ (مشکوۃ ص ۵۵۳ ج ۲ متفق علیہ)

۶۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان فیغزوا فئام من الناس فیقال ھل فیکم من صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لھم فیقال ھل فیکم من صاحب من صاحب اصحاب رسول اللہ فیقولون نعم فیفتح لھم (بخاری ج ۱۔ ص ۵۱۵)

۷۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر اصحابی فامسکوا (اسد الغابہ ص ۲۲، ۳۵۱)

ترجمہ ۱۔ جناب رسول عربی صلعم نے فرمایا تمام لوگوں سے بہترین میرا عہد ہے۔ بعدہ صحابہ اور تابعین کا۔ پھر ایک قوم ایسی آئے گی جن کی شہادت قسم پر غالب اور قسم شہادت پر غالب ہوگی۔

۲ ارشاد لسان رسالت صلعم۔ میرے اصحاب کی تکریم کرو۔ کیونکہ اخیار ہیں۔ پھر تابعین کی بعدہ جھوٹ عام ہوگا۔ حتیٰ کہ انسان بغیر قسم لینے کے قسم کھائے گا۔ اور شہادت کے گواہی دیگا یاد رکھو جس نے جنت میں جگہ لینا ہے اسے چاہیئے وہ جماعت میں شمولیت کرے کیونکہ شیطان منفرد پر جلدی قبضہ کرتا ہے۔ اور دو آدمی اس کا شکار نہیں ہوسکتے۔ اسی لئے کہا کوئی شخص اجنبی عورت سے خلوت نہ کرے۔ جب تک کہ تیسرا آدمی شریک نہ ہو۔ جو شخص اپنی برائی اور خوبی میں امتیاز کرتا ہے۔ ایمان دار ہے (عمرؓ)

۳ ارشاد نبوی صلعم۔ میرے صحابہ کو خدا کیلئے نشانہ نہ بنانا یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ کہا۔ میری حیات قدسی کے بعد ان کی زندگی کو نشانہ (طعن تشنیع، دشنام طرازی) نہ بنانا جس نے انہیں میری وجہ سے محبت کی میں ان سے محبت کروں گا۔ اور جس نے ان سے بغض کیا میرے بغض کی بنا پر میں ان سے بغض کروں گا۔ اور جس نے انہیں لسانی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ اور ایسے مجرم کو اللہ تعالیٰ خوب پکڑے گا (عبداللہ بن مغفلؓ)

۴ ارشاد نبوی صلعم۔ جو میرا اصحابی کسی علاقہ میں فوت ہوگا۔ وہ اس زمین سے قائد اور نورانی شکل میں اٹھایا جائے گا (عبداللہ بن بریدہ)

۵ جناب رسول مقبول صلعم نے فرمایا۔ جب تم میرے اصحاب کو گالی دینے والوں کو دیکھو تو انہیں اس قبیح فعل پر لعنت بھیجو۔

۶ ابی سعید خدری بیان کرتے ہیں۔ جناب رسول عربی صلعم نے فرمایا میرے اصحاب کو گالی مت دو۔ کیونکہ ان کا ایمان اور عمل صداقت کا مظہر ہے۔ اگر تم احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرو۔ تو

Marfat.com

تم ان کے (مد) ایک رطل برابر (آدھ سیر) اور نہ آدھے کے مساوی کو پہنچ سکتے ہو۔

۷ ارشاد نبوی صلعم ۔ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آوے گا کہ لوگ جنگ کریں گے اور ان میں صحابہ کی تلاش کی جاوے گی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو فتح نصیب کرے گا۔ اسی طرح تابعین کے ساتھ —— مل کر جنگ کریں گے تو فتح نصیب ہو گی یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

۸ سید العرب والعجم جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے اصحاب کا ذکر کیا جائے۔ تو ان پر تنقید اور تبصرہ سے رک جانا افضل ترین عمل ہے۔

اقوالِ صحابہؓ

۹ جو شخص سنت اختیار کرنا پسند کرتا ہے اسے ان اصحاب کے نقوش کو مشعل راہ بنانا چاہیئے جو صحبت نبویؐ کے تربیت یافتہ تھے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کے فتنہ سے پاک اور صاف تھے۔ اور یہ لوگ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے موسوم تھے۔ یہ تمام امت سے افضل تھے۔ ان کے قلوب صاف اور ان کا علم وسیع اور دنیاوی تکلفات سے بالکل بے نیاز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ ان کے فضائل کو پہنچانو اور ان کے نقوش کی اتباع کرو۔ اور ان کی سیرت اور اخلاق سے اپنی زندگی کو آراستہ کرو۔ کیونکہ یہ لوگ۔ علی الہدی المستقیم" صراط مستقیم اور کامل ہدایت پر تھے (قول ابن مسعودؓ۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۲)

۱۰ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا ذکر اصحابی فامسکو۔ . . . . واذا ذکر القرآن فقولوا کلام اللہ عزّ وجل غیر مخلوق ومن قال غیر ذالک فھو کافر (اسد الغابہ ج ۳ ۔ ص ۲۰۰)

عبد اللہ بن عبد النافر کہتے ہیں ارشاد نبویؐ جب میرے صحابہ کا تذکرہ کیا جائے تو ان پہ لب کشائی نہ کرنا۔ اسی طرح نجوم (ستاروں) کے ذکر میں خاموشی اختیار کرنا۔ اور جب قرآن کا ذکر آئے تو اسے کلام الٰہی کہنا مخلوق نہ کہنا جس نے اسے مخلوق کہا وہ کافر ہے

۱۱ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یلج النار احد شھد بدرا و بیعۃ الرضوان (اسد الغابہ ج ۲ ۔ ص ۲۷۵)

حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام سعد نے اپنے مالک کے متعلق دریافت کیا وہ آگ میں داخل

ہوگا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ وہ شخص جو جنگ بدر اور بیعت رضوان میں شامل ہوا۔ وہ ہرگز ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا۔

ابو زرعہؒ کا فتویٰ

اذا رایت الرجل ینتقص احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق۔ لان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم عندنا حق والقرآن حق وانما ادی الینا ھذا القرآن والسنن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانما یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولی وھم زنادقۃ" (العواصم من القواصم ص۳۲۔ ابن عربی ولادت ۴۶۸ھ۔ وفات ۵۴۳ھ)

ابو زرعہؒ کہتے ہیں۔ جب آپ کسی انسان کو جناب رسول عربی صلعم کے صحابہ کی تنقیص کرتا دیکھ لے یقین کرنا وہ انسان زندیق (خارج اسلام) ہے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت برحق اور قرآن مجید برحق ہے۔ اور قرآن مجید اور سنن نبویہ کو ہم تک لانے والے یہی مقدس گروہ صحابہ کرامؓ کا اور جو شخص ان کی زندگی میں نقص بیان کرتا ہے۔ وہ دراصل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ پر ابطال کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا صحابہ کی ذات جرح اور تعدیل سے بالکل پاک ہے۔ اور تنقیص کرنے والا بذات خود جرح کے قابل ہے۔ ایسا گروہ یقیناً زندیق ہے۔

ابو زرعہ کا اصل نام عبداللہ بن عبدالکریم رازی ہے۔ یہ بنو مخزوم کے موالی سے ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں میرے نزدیک ابو زرعہ سے زیادہ کوئی حافظ نہیں ہے۔ حضرت امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں۔ ابو زرعہ نے اپنے بعد اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا ابو زرعہ نے سنہ ۲۶۴ھ میں وفات پائی۔

۱۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختارنی واختار اصحابی فجعلھم اصھاری وجعلھم انصاری وانہ سیجیئ فی آخر الزمان اقوام ینتقصونھم الا فلا تناکحوھم الا فلا تنکحوا الیھم الا فلا تصلوا معھم الا فلا تصلوا علیھم حلت اللعنۃ (العواصم من القواصم ص ۳۴) (۲) الصواعق المحرقۃ)

ارشاد نبوی صلعم۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مختار بنایا۔ بعدہ میرے صحابہ کو مختار (پسندیدہ) کیا ان سے میرے سسرال اور انصار بنائے۔ آخر زمانہ ایک قوم ایسی آئے گی جو ان کی تنقیص

Marfat.com

کرے گی۔ یاد رکھنا ان سے رشتے ناطے نہ قائم کرنا۔ اور ان کے میت کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھنا اور انہیں اپنے ساتھ نماز بھی نہ پڑھنے دینا۔ کیوں کہ وہ لوگ لعنت کے حقدار بن چکے ہیں۔

ابو بکر بن خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ صحابہ کے موقف کے متعلق ربانی شہادت جو کہ قرآن میں موجود ہے اس کے بعد ان مقدس افراد کی ذات پر جرح اور تعدیل کرنا بے سود ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے باطن اور ظاہر دونوں پر نگاہ رکھ کر ان کی طہارت ایمانی کا قرآن میں ذکر کر دیا ہے۔ اور ہمارا ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ چہ معنی دارد؟

وانهم افضل من جميع المقدسين والمزكين يجيئون من بعدهم ابد الأبدين۔

۱۳ ارشاد نبویؐ۔ جس کسی نے اہل مدینہ کو خوف زدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے خوف زدہ کریگا اور اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور جمیع انسانوں کی لعنت دھتکار ہوگی۔ یہی بس نہیں بلکہ اس کا کوئی فرضی اور نفلی عمل اور فرضی اور نفلی صدقات قبول نہ ہوگا۔

(اسدالغابہ ج ۲ ص ۴۵۲ ۔ المتوفی سنہ ۶۳۵ھ)

۱۴ بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اصحابہ کو پسند کیا اور ان سے میرے سسرال بنائے۔ بعد! ایک قوم ایسی آئے گی جو صحابہ کی تنقیص اور گالی دیں گے۔ اگر تم ایسے افراد کو دیکھو۔ تو ان سے نکاح بھی نہ کرنا اور نہ ان کے ساتھ مل کر کھانا کھانا۔ اور نہ پانی پینا۔ ان کے ساتھ مل کر نماز بھی نہ پڑھنا۔ اور ان کے نماز جنازہ میں بھی شریک نہ ہونا۔ ص۱

۱۵ ۱۔ من سب الانبياء قتل ومن سب اصحابي جلد ص۲

انبیاء کو گالی دینے والا قتل کیا جائے۔ اور صحابہ کو گالی دینے والا کوڑے کی سزا کا مستوجب ہے۔

۱۶ ۲۔ ان شرار امتی اجرءهم على صحابتي ص۲

میری امت کا بدترین وہ ہے جو میرے صحابہ کی شان میں گستاخی کرے

۱۷ ۳۔ لاتذكروا مساوى اصحابي فتختلف قلوبكم عليهم

میرے صحابہ کی شان میں گستاخی ذکر نا اس سے دل مختلف ہو جائیں گے۔

۱۸ ۴۔ واذكروا محاسن اصحابي حتى تاتلف قلوبكم عليهم۔

ص۱: کنز العمال ج ۱۴ ۔ ص ۱۵ ۔ احدیث ۱۹۷ ۔ ص۲ ۔ کنز العمال ج ۱۲ ۔ ص ۱۵۵ ۔ المتوفی سنہ ۹۷۵ھ

Marfat.com

میرے صحابہ کی خوبیوں کو یاد کرو اس سے تمہارے دل میں الفت پیدا ہوگی۔

۱۹ ۵۔ من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض ومن لم یحفظنی فی اصحابی لم یرنی یوم القیامۃ الا من بعید (کنز العمال ج ۱۲ ۔ ص ۱۵۵)

جس نے میرے صحابہ کی عزت کی وہ مجھے حوض کوثر پہ ملیگا اور جس نے ان کی تنقیص کی یوم قیامت میرے دیدار سے محروم رہے گا۔

۲۰ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے دو قسم کے ساتھی بنائے ایک کا نام حواری (HELPER) معاون اور دوسرے کا نام اصحاب (FRIENDS) ساتھی رکھا۔ ان کا کام "یاخذون بسنتہ ویقتدون بامرہ" سنت پر گامزن رہنا اور نبی کے اوامر کی اقتداء کرنا۔ پھر جو طبقہ ان کے بعد غلط امور پر قائم ہوگا۔ تو جو شخص ان کے غلط امور پر ان سے جہاد (لسانی، قلبی، یدی) زبان، ہاتھ، دل سے کرے گا۔ وہ اپنے اپنے مرتبہ میں مومن ہوگا۔ جو ایسا نہ کرے گا۔ وہ ایمان کی نعمت سے محروم ہوگا (مسلم)

۲۱ ارشاد نبوی صلعم۔ صحابہ میں تمہیں تقویٰ اور امیر کی سمع اور اطاعت کا حکم دیتا ہوں امیر خواہ حبشی غلام بھی ہو اس کی اطاعت (کتاب وسنت) تم پر لازم ہے۔ جو شخص تم سے میرے وفات کے بعد زندہ رہا۔ وہ بے شمار اختلاف دیکھے گا۔ اس صورت میں ـــــ میری سنت اور خلفاء راشدین کے ضابطہ کو اختیار کرنا۔ اور اس معاملہ میں پوری قوت اور طاقت کا مظاہرہ کرنا۔ اور شریعت میں نئے نئے پیدا شدہ امور کی طرف مطلق التفات نہ کرنا۔ کیونکہ شریعت سے بے نیازی والا مسئلہ بدعت ہے۔ اور بدعت سراسر گمراہی اور اس کا انجام آگ ہے۔ ؏۱

۲۲ جناب رسول عربی صلعم نے صراط مستقیم ایک سیدھا خط کھینچ کر بتایا۔ اور ساتھ ہی اس سیدھی لائن کے قرب وجوار میں خط کھینچے اور فرمایا سیدھی لائن کے علاوہ ہر خط پر شیطان ہے۔ جو مختلف راستوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ اور تمہاری اتباع کے لئے صرف صراط مستقیم ہے ؏۲

۲۳ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ میری امت یا یوں کہا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہی پہ جمع نہ ہونے دیگا۔ اللہ کی حمایت اور ہاتھ شیرازہ حق پر ہے اور جو جماعت سے علیحدگی اختیار کرے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔ ؏۱

صحابہ کو گالی مت دو خدا کی قسم ان کا مقام رسول اللہ کے ساتھ تمہارے عمر بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔ ؏۲

؏۱۔ مشکوٰۃ ج ص ۳۱ ۔ ؏۲ ۔ کنز العمال ج ۱۲ ۔ ص ۱۲۶ ۔ (ابن مسعود رض)

Marfat.com

۲۴ آپ نے اس جماعت کی نشانی یوں بیان کی سوادِ اعظم یعنی جس جماعت میں، میں اور میرے صحابہ ہیں جس نے اس جماعت کو چھوڑا وہ آگ کا ایندھن بنے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱)

۲۵ ایک روایت میں ہے جس شخص نے جماعت (حقہ) سے ایک بالشت جدائی کی اس نے اسلام کا مقدس ہار گلے سے نکال دیا۔ (ایضاً) دوسری روایت میں یوں ہے شیطان انسان کے حق میں بھیڑیا ہے۔ جس طرح وہ ریوڑ سے علیحدہ بکری کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہے۔ اسی طرح اس انسان کو لقمہ بنا لیتا ہے جو جماعت حق سے دور رہتا ہے۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے گروہ بندی، فرقہ بندی، جتھہ بندی اور معمولی معمولی شاخوں میں مت بٹو۔ بلکہ مسلمانوں کی جماعت عامہ میں رکن کی حیثیت اختیار کرو۔ اسی میں کامیابی ہے

۲۶ اجتماعی رنگ ہمیشہ اپنی جھلک دکھاتا ہے۔ اس لئے حکم ہے جس نے میری اس سنت کو زندہ کیا جو انسانی خیالات سے بالکل بعید تھی۔ تو اس کو آشکارا کرنے پر تمام عاملین کار سے ثواب ملے گا۔ اور ان کے عمل میں کسی قسم کا نقص نہ ہوگا۔ اور جس نے علیحدگی اختیار کی وہ بدعت کا شکار ہوا۔ اور ایسا شخص اہل بدعت کے تمام عوامل کے گناہ اور اپنے گناہ کا حامل ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) مشکوٰۃ ج ا

صحابہ کی کرامات

اس مقدس گروہ نے دین کے لئے جو کام کیا ہے۔ اس پر موجودہ دور کا انسان ششدر اور حیران ہے آیا یہ لوگ انسان تھے۔ یا کہ فرشتہ تھے۔ ۲۳ سال کے مقدس برس میں انہوں نے عظیم انقلاب (Revolation) پیدا کیا۔ جو لوگ اللہ اور رسول اور والدین، اولاد اور انسانی حقوق سے بالکل ناآشنا تھے۔ آج وہ ملک اور ملت کے سرخیل اور سید کل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور وہی غزوات میں کمانڈر انچیف۔ اور عدالت میں جج اور جسٹس، بجائے اونٹوں کے انسانوں کے نظام ان کے مقدس اور پاک ہاتھوں میں ——— ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور سید العرب والعجم کی مقدس تعلیم کا اثر تھا۔ اور ان کے اندر جذبہ اطاعت اور جہاد اور تربیت نفس اتنا ہے کہ بحر و بر ان سے خوف زدہ ہی نہیں بلکہ تابع ہیں۔ اور آسمان والا بھی ان پر خوش ہے۔

حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کو پروانہ لکھا۔ یا بحر ان کنت تجری بامر اللہ

Marfat.com

اگر تیرا چلنا اللہ کے امر سے ہے تو بہتر. ورنہ ہمیں تیرے پانی کی ضرورت نہیں. ہم تو وہ پانی پئیں گے جس پر اللہ کا قبضہ ہے. اس کا اثر دیکھو آج تک دریائے نیل میں خشکی کا نام ونشان تک نہیں (تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ 99) الصواعق المحرقہ

فوجی کمانڈر ساریہؓ سے کہا کہ پہاڑ کی پوزیشن لے لو تو کامیابی ہے چنانچہ یہ آواز ساریہؓ کے کانوں نے خود سنی اور اس پر عمل کرنے سے کامیابی نصیب ہوئی۔ (ایضاً)

اسید بن حضیر قاری اور عبادہ بن بشر رات کی تاریکی میں آنحضرت سے اہم مسائل پر بات چیت کر کے واپس لوٹے سخت تاریکی ہے. رب العزت نے ان کی لاٹھیوں میں روشنی کی بتی روشن کر دی اور ہر ایک اپنی لاٹھی کی ..... روشنی پر حیران تھا. کہ اس میں روشنی کہاں سے پیدا ہو گئی (بخاری جلد ۲، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۲)

ہجرت کے موقعہ پر صدیقؓ نے ام معبد کی بکری کو تھپکی دی جس نے دودھ دینا شروع کر دیا حالانکہ اس میں دودھ دینے کی اہلیت نہ تھی (ایضاً)

حضرت ابن مسعودؓ کی تلاوت کے متعلق ربانی ارشاد نبی کریم کو ہوا. کہ آپ ان سے قرآن پاک سنیں

یہ سب کچھ ان کی عملی زندگی کی بناء پر تو جو ان کے اذہان وقلوب اور افکار پر چڑھ چکا تھا. اس کا اتارنا کسی کے بس کا روگ نہ تھا. ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نظام کے سوا تمام نظام باطل، طاغوتی اور لادینی تھے. اس لئے انہیں ایسی کامیابی نصیب ہوئی کہ ملائکہ بھی ان کی نصرت پر فخر کرتے تھے. اور آسمان والا عرش پر ان کی فرش والی مقدس زندگی پر نازاں تھا. اور ان کے لئے انعام اور وظائف اور مغفرت کے پروگرام وسعت سے بن رہے تھے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار مقدس افراد نے جس ہادیٔ کل کا ساتھ دیا —— وہ یکا یک پندرہ روز یا کم وبیش بستر علالت پر رہے. اور یہ لوگ آپ کی تیمار داری کرنے میں فخر محسوس کرتے اور خدمت کرنا تو ان کا مقدس اور پاکیزہ شیوہ تھا. حتیٰ کہ ایک موقعہ پر ابوسفیانؓ نے بھی کہہ دیا تھا. میں نے دنیا کی تاریخ میں اصحاب محمدؐ جیسا محبت کرنے والا اپنی کفر کی زندگی میں نہیں دیکھا. ان کے قلوب کو دولت اور مادی اسباب سے قطعاً نہیں خریدا جا سکتا. ان کی نگاہیں جس کو بھانپ چکی ہیں. یہ اسی کے حوالے اپنا تن. من حتیٰ کہ سب کچھ دے چکے ہیں. اور رسول عربیؐ کی توہین تو کجا کانٹا چبھنا اور بال بیکا ہونا پسند نہیں کرتے۔" (اسد الغابہ صفحہ ۲۳۰ ج ۲) یہ ابوسفیان کا کفر کی حالت کا فیصلہ ہے۔

Marfat.com

ان کی مقدس زندگی نے ایک جانکاہ صدمہ دیکھا جب ان کا روحانی باپ، بولتا ہوا مفسر قرآن، محدث اعظم، مجسمۂ اخلاق اور عدل وانصاف، شفقت اور محبت کا پیکر سوموار ۱۱ھ ماہ ربیع الاول میں قیامت تک کے لئے حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں مدفون ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ دَائِمًا اَبَدًا سَرْمَدًا لَا یُحْصِیْہِ الْعَدُّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ط

قیام اللیل مروزی رح

یہ کتاب قیام اللیل کے موضوع پر بے نظیر کتاب ہے چونکہ اصل عربی میں تھی۔ اس کو عبدالرشید حنیف نے اردو میں رواں دواں ترجمہ کر دیا ہے۔ تاکہ اردو خواں حضرات اس سے استفادہ حاصل کریں

ملنے کا پتہ:

ادارہ اسلامیہ۔ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

بستر علالت اور صحابہؓ کے مطالبات

جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۳ یوم علیل اور مریض رہے ان ایام میں مختلف واقعات رونما ہوئے :

۱ ۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی امامت کو پسند کیا اور حضرت عائشہؓ نے اصرار کیا ۔ اگر آپ ابو بکرؓ کو امامت کے منصب پر کھڑے کریں گے ۔ تو لوگ قرابت کا خیال کریں گے ۔ لیکن آپ نے امام بنا لیا ۔ آپ نے صبح کی نماز صدیقؓ کے ساتھ مل کر ادا کی ۔ اور جو رکعت باقی رہ گئی تھی اسے اٹھ کر پورا کیا ۔ ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے مصلی پر نماز شروع کر دی آپ نے حجرہ سے آواز سنتے ہی کہا ۔ لا ۔ لا ۔ لا نہیں نہیں ، نہیں ابو بکرؓ ہی نماز ادا کرائیں گے ۔ چنانچہ ابو بکرؓ ہی نے نماز پڑھائی ۔ ؎۱

۲ ۔ حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ نے اپنی قرابت کا رنگ ظاہر کیا ۔ کہ ہم آنحضرت صلعم سے اپنے متعلق گفتگو کر لیں تاکہ بعد میں تنازعہ نہ ہو جائے ۔ اس پر حضرت علیؓ نے حجت پیش کی ۔ اگر ہم نے آپ کے سامنے یہ مسئلہ رکھا ۔ اور آپ نے ہمارے لئے منظوری نہ دی ۔ تو ۔ صحابہ ہمیں اپنی زندگی میں قریب نہ لائیں گے ۔ لہذا ۔ واللہ انی لا اسئلہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (علیؓ) خدا کی قسم میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی اس معاملہ میں کسی قسم کا سوال نہ کروں گا ۔ ؎۲

۳ ۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم مرض میں کہا میرے پاس کاغذ اور قلم لاؤ ۔ اکتب لکم کتابا لن تضلوا ۔ تم ہرگز کبھی راہ حق سے نہ بھٹکو گے ۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا اہجر مت ۔ آپ کی طبیعت پر غنودگی طاری ہے ؎۳

۴ ۔ یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر ۔ میری زندگی کی ترجمانی کا حقدار ابو بکرؓ ہے اس پر اللہ اور تمام مومن راضی اور خوش ہیں ۔ حضرت عثمانؓ نے کہا معاذ اللہ ۔ ان یختلف المؤمنون فی ابی بکر ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اہل ایمان ابی بکرؓ کے معاملہ میں اختلاف کریں ۔ اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ زمین میں خطاء کرے (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۶۰)

نوٹ :۔ حضرت عائشہؓ کا اصرار ، انکار اس بنا پر تھا کہ لوگ آنحضرتؐ کو مطعون نہ کریں ۔ کہ چونکہ آپ کی بیٹی حضورؐ کے نکاح میں ہے تب آپ صدیقؓ کی امامت پر اصرار کرتے ہیں ۔ حکم کی عدم تعمیل تھی ۔ (مولف)

؎۱ طبقات ابن سعد ج ۲ صفحہ ۲۱۷ ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ ؎۲ بخاری ج ۲ ص ۶۳۹ ؎۳ کنز العمال ج ۷ صفحہ ۱۰۰۱

وفات

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ...... الآیۃ

سید العرب والعجم، خاتم الانبیاء، رحمت للعلمین، شفیع المذنبین، صاحب لواء الحمد جناب محمد بن عبداللہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۱ھ بروز سوموار ماہ ربیع الاول سرزمین مدینہ کے مقام روضۃ من ریاض الجنۃ میں ربانی اذن اور حکم کو لبیک کہتے ہیں اپنی ترسیٹھ سالہ عمر اپنے مالک حقیقی کو پیش کر دی۔

اس واقعہ سے صحابہ کے نقطہ نظر سے اور والہانہ عقیدت سے تمام مدینہ میں تاریکی اور ظلمت چھاگئی تھی۔ صحابہ اور صحابیات اور ازواج مطہرات کے لئے عجیب و غریب صدمہ کی کیفیت اور ہر فرد اپنی زندگی کی موت تصور کر رہا تھا۔ اور بعض محبان رسول عربی صلعم اس واقعہ کی تصدیق سے بالکل بے نیاز نظر آ رہے تھے۔ اس موقعہ پر کبار صحابہ نے مختلف پیغام تعزیت پیش کئے۔

حضرت انسؓ خادم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انکرنا قلوبنا" ہمارے دل اس واقعہ کے تسلیم سے انکاری تھے۔

حضرت عثمان غنی رضؓ نے خاموشی اختیار کی، بات کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔

سیدنا حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ فوت نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ کا روح عروج پر گیا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے واقعہ پیش آیا تھا۔ آپؐ فوت نہیں ہوئے کیونکہ ابھی آپؐ نے مجرمین کے ہاتھ اور پاؤں کو قطع کرنا ہے۔ (دارمی۔ العواصم من القواصم ص۳۸)

حضرت حسن رضؓ نے فرمایا میں حضرت عمر رضؓ کی رائے سے پورا پورا اتفاق کرتا ہوں (کنز العمال ج ۴ ص ۱۴۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ حضرت عمر رضؓ کے ساتھ حجرہ اقدس میں تشریف لائے تو فاروقؓ نے کہا ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ولکنک رجل تحوشک الفتنۃ ولن یموت رسول اللہ حتی یفنی المنافقین۔ جناب رسول عربی فوت نہیں ہوئے (میرا تیرا خیال

Marfat.com

درست نہیں) آپ دنیا سے ہرگز ہرگز رخصت نہیں ہو سکتے جب تک کہ منافقین کا صفایا ہو گا۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا واللہ مات رسول اللہ۔ بخدا آپ فوت ہو چکے ہیں۔ اس منزل محبت میں حضرت فاروقؓ نے مغیرہؓ سے کہا کذبت۔ اس معاملہ میں تو جھوٹا ہے (بخاری ج۲ ص۱۶۶) یہی کیفیت (ماھجر) ہذیان کا مطلب ہے۔ بخطبہ صدیقی سے موصوف کی تسلی ہوئی۔

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جناب رسول عربی صلعم کا حکم پیش نظر نہ ہوتا تو میں اس وقت صبر اور جزع فزع کے تمام جام توڑ ڈالتا (نہج البلاغہ مصری ج۲ ص۲۵۶)

سیدنا ابوبکر صدیق (عبداللہ) رضؓ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی تو آپ اس وقت مدینہ سے باہر مقام سنخ سے تشریف لائے۔ اور حجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اندر سے آواز آئی۔ لا اذن الیوم۔ صاحب خانہ تمام اجازتیں منسوخ کر گئے ہیں۔ سب سے پہلے آپ نے آپ کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا۔ تیری زندگی اور موت مجسم پاک اور اعلیٰ ہے۔ ما اطیب حیاتک واطیب میتتک (کنز العمال ج۷ ص۱۶۰ و ص۱۵۹ ج۷ ص۱۵۸)

حضرت عائشہؓ نے اس موقعہ پر اپنے والد کو خواب سنایا کہ میری گود میں تین چاند ڈالے گئے ہیں۔ جس کی تعبیر میرے نزدیک آپ کے تین فرزند ہیں۔ حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا۔ خیر اقمارک ذھب، تیرا ایک چاند تیری گودی سے چلا گیا۔ باقی کی انتظار کر۔ وہ ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ ہیں۔ (ایضاً)

حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا آپ بشر (آدمی) ہیں۔ آپ کو بشری عوارض لاحق ہوں گے یعنی آپ پر دو دو تین موتیں نہیں آسکتیں (دارمی، کنز العمال ج۷۔ ص۱۷۸)

حضرت عمر رضؓ کو عقیدت اور محبت کی نرالی امنگ نے اس امر پر مجبور کر دیا۔ کہ آپ محض عشق کی شدت میں مبتلا ہیں۔ فوت نہیں ہوئے۔ چنانچہ اس پر آپ نے مسجد نبوی کے سامنے ایک لیس تقریر کی۔ جس کا متن یہ ہے۔

"جو شخص یہ کہے گا کہ جناب رسول کریم صلعم فوت ہو چکے ہیں۔ میں اس کی گردن قلم کر دوں گا۔ آپ کی وفات اس وقت ہوگی جب آپ کی زندگی میں منافقین کا پورا پورا استیصال ہوگا۔ اور مجرمین کو اپنے جرم کی پاداش میں ہاتھ اور پاؤں کو قطع کیا جائے گا"

تقریر آپ کی جاری تھی۔ لوگ خاموشی سے سن رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حجرہ نبوی

Marfat.com

سے واپس تشریف لائے۔ موصوف کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اسکت۔ فسکت۔ موصوف پر خاموشی طاری ہوگئی۔ سیدنا صدیق رضؓ نے فراست ایمانی اور تعلق باللہ سے لبریز خطاب عام کیا۔

حضرات۔ ان کان محمد الٰھکم الذی تعبدون فان الٰھکم محمد اقد مات۔ وان کان الٰھکم فی السماء فان الٰھکم لم یمت۔

لوگو! اگر تمہارے اعتقاد میں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم الٰہ ہیں۔ تو تمہارا الٰہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اگر تمہارا الٰہ آسمان والا ہے۔ تو وہ زندہ اور قائم، دائم ہے (کنز العمال ج ۴ صفحہ ۱۶۳) آپ نے یقیناً فوت ہونا ہے۔ کیونکہ سابقہ انسان بھی فوت ہو چکے ہیں (۲) جناب محمد کریم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ سے بیشتر لوگ دنیا سے سدھار گئے ہیں۔ اور یاد رکھو اگر آپ فوت ہوگئے یا شہید کر دیئے گئے تو کیا تم مذہب سے مایوس ہو جاؤ گے؟ ہرگز ہرگز نہیں (۳) انسانی تاریخ میں ہم نے کسی فرد کو موت کے پنجہ سے رہا نہیں کیا اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کی موت سے وہ لوگ زندہ رہیں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔

جو انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ دنیا سے انتقال (فوت) کر گئے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ ذات فنا سے بے نیاز ہے (کنز العمال صفحہ ۱۶۱ ج ۷ صفحہ ۱۰۱)

دوران خطبہ فاروق رضؓ نے کہا یہ قرآنی آیات ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ سوال تعجب پر مبنی تھا۔ تو اس پر آپ کے تمام شکوک اور شبہات رفع ہو گئے۔ اس موقعہ پر جناب عبداللہ بن عمر رضؓ نے کہا۔ خطبہ صدیق رضؓ نے ہمارے وجوہ پر جو پردے تھے۔ وہ تمام کے تمام کاشف حق بنے اور ہماری پوری پوری تسلی ہوگئی۔ اب اعتراض کی گنجائش باقی نہیں ہے (کنز العمال صفحہ ۱۴۲ تا ۱۴۳ ج ۷ ج صفحہ ۱۰۱) یہی وہ فلسفہ تھا کہ صدیق رضؓ نے فرمایا تھا۔ نبوی وفات سے میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔

قبائل عرب کی حالت

جناب رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی — کی وفات کی خبر سنتے ہی عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ اور نماز کا انکار کر دیا۔ اور دوسری طرف مدعیان نبوت نے اپنی حکومت کو خوب نشر کرنا شروع کر دیا۔ اور منافقین نے اس دن کو تہوار کا مقام دیا۔ بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ ارتدت العرب قاطبۃ واشوبت النفاق (کنز العمال صفحہ ۳۹ ج ۷) اہل عرب نے ارتداد کی

زندگی اختیار کرلی اور نفاق سے بالکل وابستہ ہو گئے۔ ایسے موقع پر مشن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو چلانے کا تمام تر کام مصائب اور شدائد کے عالم میں سیدنا صدیق اکبرؓ نے سنبھالا اور جرأت سے کہدیا میں نبوی پروگرام کے تحت ان سے کلمہ توحید کو سامنے رکھ کر قتال کروں گا۔ جو اشیاء وہ آپؐ کے مقدس عہد میں زکوٰۃ میں ادا کرتے تھے وہ میں ان سے لوں گا۔ اگرچہ رسی کیوں نہ ہو۔ بکری کا بچہ (عناق) ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۲۱ مشکوٰۃ ج ۱۔ کتاب الزکوٰۃ، تاریخ الخلفاء ص ۶۳ سیوطی رح)

حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لشکر کی روانگی کا مسئلہ درپیش تھا۔ لیکن انصار اس مسئلہ پر خوش نہ تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنا نمائندہ بنا کے بھیجا۔ آپ نے موصوف سے بات کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر مدینہ کے کتے میری ٹانگوں یا ازواج مطہرات کی ٹانگوں کو نوچ ڈالیں اور پرندے مجھے نوچ لیں۔ تب بھی میں ــــــ اس دین کے اہم مسئلے سے اعراض نہ کروں گا حتیٰ کہ حضرت عمرؓ کو آپ نے تنبیہ کی۔ حتیٰ کہ آپ کی داڑھی پکڑی اور کہا۔ ثکلتک امک (تیری ماں تجھے نہ جنتی) تو مجھے نبوی فیصلہ سے روکنا چاہتا ہے۔ میں اسامہ بن زیدؓ کو ضرور بضرور بمعہ لشکر محاذ پر روانہ کروں گا۔ فوثب ابوبکر وکان جالسا فاخذ بلحیتہ ابوبکر قال ثکلتک امک وعدمتک یا بن الخطاب استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتامرنی ان انزعہ (تاریخ الخلفاء ص ۶۳، کنز العمال ج ۵ ح ۴ ص ۳۵۰ ۲۲۸۴۔ ایضاً ج ۱۰ ح ۲۱۸۷ ص ۳۸۰)

نوٹ :-

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا اس موقع پر سختی نہ کرنا فطرت نبوی کے عین مطابق تھا۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو لوگ مختلف آراء پیش کرکے دین کی مقدس کو تباہ و برباد کر دیتے۔ اس لئے آپؓ نے حضرت عمرؓ کو بھی معاف نہ کیا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے بھائی حضرت ہارونؑ کی داڑھی پکڑی تھی (کیونکہ شرک کا فتنہ مہلک دین تھا)۔ لاتاخذ بلحیتی یا ابن ام۔ دین کے معاملہ میں ایسا فعل کرنا جرم نہیں ہے۔ ۱۲

مسئلہ خلافت اور تدفین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ابھی رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین اور تکفین کا مسئلہ حل نہ ہوا تھا کہ انصار اور مہاجرین میں صاحب نبوت کے انتہاء امور اور تنفیذ پر بحث اس انداز سے شروع ہوئی کہ ایک دوسرے نے اپنے فضائل اور مناقب اور عقیدت نبوی کو سامنے رکھا۔

انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ (مشہور چھپرا) پر بیٹھ کر یہ آواز نکالی کہ ہم چونکہ انصاری ہیں اور ہماری محبت جناب نبی کریم اور اس کے صحابہ سے زیادہ ہے اور ہم ہی نے مہاجرین اور نبی پاک کو اپنے شہر میں جگہ دی۔ لہذا ایک امیر اس منصب کو نبھانے کے لئے ہم سے ہوگا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ انصاری قبیلہ انصار کے بہترین خطیب اور مدبر لیڈر تھے۔ آپ نے اس مجمع میں خطاب کا آغاز اس طرح کیا منا امیرؓ ومنکم امیر۔ خلافت کا حل اس صورت میں ہو سکتا ہے: ایک امیر انصاری اور ایک امیر مہاجر ہوگا۔ ورنہ نتائج خوش کن نہ ہوں گے۔[۱] اس اجتماع میں سیدنا صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور ابو عبیدہؓ کے علاوہ بے شمار اصحاب محمد صلعم نے شرکت کی۔ حالانکہ اس سے قبل حضرت عمرؓ بیعت کے لئے حضرت ابو عبیدہؓ سے کہہ چکے تھے۔ اور موصوف نے جواب دیا۔ ابو بکر صدیقؓ اور ثانی اثنین کے ہوتے ہوئے میری بیعت کی کیا پوزیشن ہے۔ مجھے آپ کی عقل اور فہم پر حیرت ہے (- کنز العمال - طبقات ابن سعد ص ۱۸۱ ج ۳، العواصم من القواصم ص ۴۶)

سیدنا صدیقؓ نے مہاجرین اور انصار کی تعریف پر ایک فصیح اور بلیغ خطاب کیا اور اس میں قریش کی فضیلت کو لسان رسالت کے موقف - الائمۃ من قریش - الخلافۃ فی قریش - الائمۃ من قریش - ابرارھا امراء ابرارھا - من یرد ھوان قریش اھانہ اللہ، امامت، خلافت قریش سے ہوگی۔ اور ان کے نیک نیک کہلائیں گے۔ بعدہ فرمایا۔ قرآن مجید نے مہاجرین کو صادقین اور انصار کو مفلحین کے نام سے پکارا ہے۔ حضرت سعدؓ کو واقعہ یاد دلایا کہ جناب رسول کریمؐ نے فرمایا ولاۃ ھذا الامر قریش۔ قریش ہی اس امر کے والی ہوں گے۔ نیک ان کے نیکوں کے تابع اور فجار ان کے فجار کے تابع ہوں گے۔ اور کہا نحن الامراء

۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۵۔ العواصم من القواصم ص ۱۳) ابن عربی رح

وانتم الوزراء ہم منصب کے لحاظ سے امیر اور تم وزیر کی حیثیت رکھتے ہو۔ چنانچہ موصوف نے لسانی طور پر اس بات کو تسلیم کر لیا کہ ہم وزیر اور تم امیر ہو۔ اور اس طرح یہ رخنہ پُر ہوا۔ علاوہ اس محفل میں سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے حضرت صدیق رضؓ کی بیعت خلافت کی۔ پھر سلسلہ وار تمام شرکاء مجلس نے آپ کو خلیفہ برحق تسلیم کر لیا۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۱۴۰)

حضرت علی رضؓ نے اس بیعت سے اتفاق نہ کیا۔ بلکہ اپنے گھر چلے گئے۔ اور کسی نے آپ سے تعارض بھی نہ کیا۔ اور حضرت خالد بن ولید بھی اس بیعت میں شامل نہ ہوئے۔ اور اسی طرح حضرت سعد بن عبادہ رضؓ نے موصوف (عمر فاروق رضؓ) کی بیعت سے کلیتہً انکار کیا۔ حضرت صدیق رضؓ نے اصرار کیا۔ لیکن ایک شریک مجلس بشیرؓ نے کہا آپ نے انہیں چھوڑ دیجئے۔

چنانچہ سعدؓ نے زندگی بھر شیخین کی بیعت خلافت نہ کی۔ بلکہ علاقہ شام کے قصبہ حوارن میں مقیم ہو گئے۔ اور اسی مقام پر فوت ہوئے۔ ع ۲

ع ۱ مسلم ج ۲ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۶۱۶ - ع ۲ - اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۸۵ -

خطبۂ خلافت

حضرت عمرؓ کی تجویز سے ابوبکر صدیقؓ کو اتفاق رائے سے خلیفہ بنایا گیا۔ خلیفہ اول کے خطبہ کا متن ذیل ہے
لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں اور میں آپ کو اس منصب کا اہل نہیں سمجھتا۔ اس منصب میں میرے اچھے امور کی تائید اور تعاون کرنا۔ اگر مجھے اس کام میں لغزش کرنے والا پاؤ تو مطلع کرنا اور یاد رکھنا صدق میں امانت اور کذب سراسر خیانت کا محور ہے۔ جو تم میں ناتواں ہے میں اس کے حقوق دلاؤں گا۔ اس لئے وہ میرے نزدیک قوی ہے اور جو اپنے گھمنڈ میں قوی ہے۔ وہ میرے نزدیک کمزور ہے۔ کیونکہ میں نے ان سے حقوق بحال کرنے ہیں۔ یہ نظام رضائے الٰہی پر مبنی ہے۔ جب کوئی قوم جہاد ترک کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل بنا دیتا ہے۔ اور جب کسی قوم میں فحاشی اور بے حیائی رونما ہوتی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ پوری قوم کو برباد کر دیتا ہے۔ جب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت پر قائم رہوں تو میری اطاعت تم پر واجب ورنہ نہیں ہے۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۳۵۸ ح ۲۲۹۹)
میں نے اس خلافت کی کسی دن اور رات اور ظاہر اور باطن میں کبھی طلب نہیں کی۔ میرے ذمہ ایک عظیم بوجھ ڈالا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں میری معاونت کرے۔ (ایضاً)
حضرات! میں اپنی خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں آپ مجھ سے اچھا اور بہتر آدمی منتخب کر لیں۔ بعض شرکاء مجلس نے کہا کہ ہمارے نزدیک اس منصب کے لئے آپ سے بہتر کوئی نہیں ہے (کنز العمال ج ص ۳۶۸/۵۷، ح ۲۳۳۰)
اس موقعہ پر حضرت علیؓ نے بھی کہا کہ ہم آپ کی خلافت پر راضی ہیں۔ چونکہ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدم کیا ہے۔ کسی کی جرأت ہے کہ مع ذالیوخرک وہ آپ کو اس منصب سے ہٹائے (کنز العمال ج ص ۳۴۴/۳۸۵ ح ۲۲۷۸/۲۳۷۲ ج ۵)
میں سنت کے تابع اور بدعت سے تغریج کرتا ہوں (تاریخ الخلفاء ص ۶۵ مطبوعہ کراچی)

خلافت صدیقؓ ــــ کے کارنامے

نمبر۱۔ اسامہ بن زید رضؓ کے لشکر کی روانگی ۔

نمبر۲۔ مانعین زکوٰۃ، تارکین صلوٰۃ اور مرتدین کا علاج نبوی طریقہ سے کیا

حضرت علیؓ کے مشورہ سے صدیق اکبرؓ نے نماز جنازہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی ادا کی (ج ۱۵ ص ۱۴۶ ح ۳۴۳)

نمبر۳۔ مسئلہ وراثت ۔ حضرت علیؓ نے خاتون بتول فاطمۃ الزہراؓ ــــــ اپنے والد جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالبہ کے لئے حضرت صدیقؓ خلیفہ اول کے پاس بھیجا ۔ کہ آپ باغ فدک، خمس خیبر، جو آنحضرتؐ کے صرف میں جائیداد سے میرا حق عنایت کریں (کنز العمال)

اس پر موصوف نے ارشاد نبوی لا نورث ما ترکناہ صدقۃ ۔ انبیاء کی تمام میراث صدقہ ہوا کرتی ہے ۔ وہ کسی کی ملک نہیں ہوتی ۔ میں اس سلسلہ میں کسی قسم کی ترمیم و اضافہ کا مجاز نہیں ہوں ۔ وہ طریقہ رائج ہوگا جو آپ کی زندگی میں تھا ۔ موصوفہ یہ سنکر وجدت فاطمۃ علی ابی بکر ۔ اس پر ایسی ناراض ہوئیں کہ پھر اس مسئلہ پر گفتگو نہ کی (کنز العمال ج ۵ ص ۳۵۱ ح ۲۳۸۷ ۔ بخاری ص ۴۳۵)

نمبر۴۔ خلیفہ اول موصوفہ کی تیمارداری کے لئے گھر تشریف لے گئے ۔ حضرت علی رضؓ نے موصوفہ سے اجازت لیکر آپ کو اندر آنے کی اجازت دی ۔ حضرت فاطمہ رضؓ نے حضرت علی رضؓ سے کہا کہ اتحب ان اذن لہ قال نعم ۔ کیا آپ موصوف کا آنا پسند کرتے ہیں ۔ تو میں انہیں اجازت دیتی ہوں ۔ حضرت علیؓ نے کہا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور موصوفہ کی تیمارداری کی ساتھ ہی مسئلہ وراثت کو یوں بیان فرمایا ۔ میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے میں خوشی محسوس کی ۔ اور اہل بیت کے لئے کسی موقعہ پہ ایذا رسانی کا موجب نہیں بنا (کنز العمال ج ۷ ص ۳۵۳ ، ۶۵ ح ۳ ۲۳۱۹)

دوبارہ حضرت علیؓ اور عباسؓ نے میراث نبوی کا مطالبہ کیا اور قرآنی دلائل اور شواہد بھی پیش کئے ۔ حضرت علی رضؓ نے اپنے موقف کے لئے ۔ ورث سلیمان داود ۔ ویرثنی ویرث ال یعقوب ۔ وراثت داؤدی کا حق دار سلیمان اور زکریا کی وراثت کا آل یعقوب کا وارث بننا پیش کیا ۔ خلیفہ اولؓ نے جواباً کہا کہ واقعۃً اس آیت سے مراد وراثت مالی تو حضرت علی رضؓ نے ھذا کتاب اللہ ینطق کہہ کر مع اصحاب گھر واپس تشریف لے گئے ۔ اور مطالبہ ترک کر دیا (کنز العمال)

یہ اسلامی ریاست کا اہم مسئلہ تھا جسے آپ نے شارع علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق حل کر دیا ۔

Marfat.com

دیانت اور امانت صدیقی رضہ

اور

فلسفہ عدم ملکیت و وراثت انبیاء ؑ

خلیفہ اول رضہ نے وراثت کے مسئلہ کو جس انداز سے حل کیا یہ آپ ہی کا حق اور امتحان تھا جس پر آپ کامیاب اور امین نظر آنے لگے۔ اگر آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضہ کو حق وراثت نہیں دیا تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ معاذ اللہ آپ کو اہل بیت سے بغض و عناد تھا اگر موصوف کی مقدس سیرت کے مختلف ابواب کو سامنے رکھا جائے۔ تو اس مسئلہ میں برابر کی شریک آپ کی لخت جگر، نور چشم، گوشہ جگر حضرت عائشہ رضہ بھی اس حق میں شریک تھیں۔ اور اگر دنیاوی حرص آپ پر سوار ہوتی تو آپ اس مسئلہ میں ترمیم کر کے حضرت فاطمہ رضہ کو حق دیدیتے تاکہ آپ کی بیٹی بھی حصہ دار بن جاتی لیکن آپ نے اسوہ نبوی ؐ کو برقرار رکھا، یہ آپ کی کامل دیانت داری تھی (العواصم من القواصم ص۴۸)

اور اگر میں ایسا کرتا تو مجھے خطرہ تھا اندیشہ کہ راہ حق اور سچ کو اپنے ہاتھ سے نکال دوں۔ ع۱

دوسرا مسئلہ انبیاء کی عدم میراث مالی کا ہے کہ انبیاء کی مالی وراثت ان کے اقرباء میں تقسیم نہیں ہوتی۔ ہاں ان کے اہل و عیال اپنی ضروریات زندگی بقدر ضرورت استعمال کر سکتے ہیں اور یہی خلیفہ اول کا موقف تھا۔ یہ اس لئے کہ انبیاء کے قلوب، اذہان اور افکار۔ دنیاوی طمع اور حرص سے بالکل منزہ اور پاک ہوتے ہیں تو ان کے تقدس اور نبوت کو محفوظ رکھنے کے لئے عدم ملکیت کا اصول وضع کیا گیا۔ یہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اس کی فلاسفی یوں بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مرسلین اور انبیاء کو دنیاوی وراثت سے مصئون (بچاتا) ہے۔ تاکہ ان کی نبوت صادقہ داغدار نہ ہو جائے۔ اور لوگ اس خیال پر مجبور ہو جاتے کہ انبیاء دنیا سمیٹنے کے لئے آئے تاکہ وہ خود اور ان کے ورثاء بادشاہوں کی طرح خوش حال زندگی بسر کریں۔ اور سلسلہ رفاہیت اور آسائش ان کے خاندان میں مستقل ہو جائے۔ ع۲

خلیفہ ثانی، ثالث اور رابع کے مقدس عہد میں بھی میراث نبوی ؐ ـــ شرعی دستور کے مطابق

ع۱۔ کنز العمال ج ۳ ص ۱۳۵ ـ ع۲۔ منہاج السنۃ ص ۱۵۷ بحوالہ القواصم ص ۴۸

استعمال ہوتی رہی۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ اہل بیت کا حق متقدمین خلفاء نے ادا نہ کیا۔ تو خلیفہ رابع حضرت علی رضؓ نے اپنے دورِ خلافت میں باغ فدک اور دوسری تمام جائداد اولاد فاطمہ رضؓ، اولاد عباسؓ اور ازواج مطہراتؓ کے نام کیوں منتقل نہ کرائی۔ آخر ان پر جبر کرنے والا کون تھا جب کہ آپ مسند خلافت پر مختار مطلق اور حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے تھے۔ تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ موصوف نے نبوی ؐ اصول لا نورث ما ترکناہ صدقۃ کو سامنے رکھ کر ہی فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کی مقدس زندگی مقدس بنانے کے لئے زکوٰۃ اور صدقات میں حق نہیں رکھا۔ تاکہ آلودگیوں سے پاک اور صاف رہیں۔
حضرت حسینؓ نے صدقے کے مال سے کھجور اٹھائی تو آپ نے فرمایا اسے پھینک دو، یہ مال تیرے اور اہل بیت کے لئے حلال نہیں ہے (بخاری ج ۲، صفحہ ۵۷۶، ۷۲۹، ۳۳۴۲)

نمبر ۵: نبوی قرض اور وعدہ کی ادائیگی کا اعلان۔ جب بحرین سے مال آیا تو آپ نے عام اعلان کیا اگر کسی سے آپؐ کا وعدہ یا قرض لینا ہو وہ ہمیں مطلع ہم اسے پورا پورا ادا کر دیں گے۔ اس اعلان پر حضرت جابرؓ اور حضرت ابو بشیرؓ نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ موصوف نے ان کے قول کے مطابق مال ادا کر دیا[۱]

نمبر ۶: حضرت خالد بن ولیدؓ نے پورے ۳ ماہ بعد موصوف سے خلافت پر بیعت کی[۲]

نمبر ۷: حضرت علی رضؓ نے عدم بیعت کے لئے کئی وجوہ پیش کئے کہ میں قرآن جمع کر رہا تھا[۳]۔ اور بعض جگہ یوں بیان ہے میں اپنے آپ کو اس منصب کا اہل بیت ہونے کی وجہ سے۔ احق، جانتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس۔ آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی وفات کے پورے چھ ماہ بعد بیعت کی حضرت فاطمہؓ کی حیات میں عوام آپ کو محبت اور عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کے فوت ہوتے ہی استنکر علیؓ وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ[۱] تو آپ نے موقعہ کی نزاکت کو دیکھ کر خلیفہ اول سے مصالحت اور بیعت کی خواہش کی۔ چنانچہ آپ نے خلیفہ اول کو بخوشی تسلیم کر لیا۔ خلیفہ اول نے حضرت علیؓ کے عدم بیعت خلافت کی فلاسفی اور شان بیان کی۔ اس پر مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ یہ واقعہ بعد نماز ظہر پیش آیا۔ اور حضرت علیؓ نے بیعت کر لی[۲]۔ علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ بحوالہ القواصم من العواصم صفحہ ۳ میں نقل کیا ہے۔ یہ بیعت حضرت علی رضؓ کی دوسری بیعت تھی۔ ورنہ آپ سقیفہ بنی ساعدہ میں کر چکے تھے۔ لیکن بخاری ج ۲ مسلم والا واقعہ زیادہ اولیٰ ہے۔ مولف

۱۔ الکنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۶۴، ۲۳۳۰ م ۲۔ البدایہ صفحہ ۳۶۳ ج ۶ ۲۳۱۶، ۳۔ تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۴۲
۱۔ بخاری ج ۲ صفحہ ۶۰۹ مسلم ج ۲، ۲۳۲۱

Marfat.com

بعض نے حضرت علی رضہ سے خلیفہ اول کی بیعت اور خلافت اور مناقب کے متعلق سوال کیا۔
موصوف نے جواب دیا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلعم اور جبرائیل ع کی زبان پر۔ صدیق۔ ہیں اور حیات نبوی میں خلیفہ نماز بنائے گئے۔ رضیہ لنبینا فرضینا لدنیانا۔ ہمارے نبی صلعم نے اسے دین کا امام بنایا ہم نے اسے دنیا (خلیفہ) کا امام مان لیا۔ اور ہم اس پر راضی ہیں ع۱

نمبر ۸۔ سیدنا صدیق رضہ خلیفہ اول نے حضرت عمرو بن عاص قائد لشکر کو فلسطین اور شام کے محاذ کے لئے روانگی کی نصیحت، آپ کی فوج میں ۳۰ ہزار مہاجر اور انصار شریک ہیں:۔

اے عمرو! ہر محاذ اور ہر حالت پر ظاہر اور باطن میں تقویٰ کو تھامے رکھنا اور تمام امور میں اس کا حیا کرنا۔ وہ ذات انسان کو ہر حال میں دیکھتی ہے۔ میں نے آپ کو امیر لشکر محض تقویٰ اور اور اسلام کی مقدس نعمت کی بناء پر بنایا ہے۔ اسلام زرخیز دولت ہے۔ ہر کام رضاء الٰہی اور آخرت میں سرخروئی کی بناء پر کرنا۔ اور اپنے ماتحتوں سے ایسا سلوک کرنا جیسا کہ باپ اپنی اولاد سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ معاملات کے سلجھاؤ کے لئے عوام کے ظاہر حال کو دیکھ کر فیصلہ کرنا۔ باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد کرنا۔ ان کی زندگی میں گرم زدگی نہ کرنا۔ اپنا معاملہ مالک حقیقی سے ٹھیک رکھنا۔ اور احباب سے حسن سلوک اور اخلاق سے پیش آنا۔ اور میدان کارزار میں ہمیشہ مقدم رہنے کی کوشش کرنا۔ خائن کو پوری سزا دینا۔ اور نصیحت میں ہمیشہ اختصار سے کام لینا۔ رعیت کی اصلاح کا محور حاکم کی اصلاح پر ہے۔ اس کا خوب خیال رکھنا ع۲ (ع۱ تاریخ الخلفاء ص۳۱ - کنز العمال ج۱۳ ص۱۵۵ ح ۲۲۴۰۶)
(ع۲ کنز العمال ج ۵ ص۷۴۶ ح ۱۴۲۲۳)

نمبر ۹۔ قرآن مجید کا یکجا کرنا۔ حضرت عمر رضہ کی تجویز پر کافی غور و خوض کے بعد قرآن مجید کو کتابی صورت میں جمع کیا۔ یہ آپ کا امت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان ہے۔ ع۱

نمبر ۱۰۔ صلح حضرت علی رضہ کا آپ سے مسئلہ خلافت پر صلح کرنا۔ یہ بہت بڑا کارنامہ تھا۔ قیس بن عباد نے سیدنا علی رضہ سے سوال کیا تھا۔ قرب نبوی میں تمہیں بھی کوئی خاص چیز عنایت ہوئی ہے۔ آپ نے حلفیہ کہا۔ جس ذات نے نسل اور نباتات کو پیدا کیا۔ اگر میرے پاس کوئی عہد نامہ نبوی صلعم ہوتا۔ تو یقیناً ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کو منبر نبوی کے ایک درجہ (سیڑھی) پر بھی نہ آنے دیتا۔ ع۲
ایک دوسرے موقعہ پر اس کا اعادہ یوں کیا۔ ہم نے آپ سے کوئی عہد و پیمان نہیں کیا۔ ہمارا اپنا خیال شیئ رائینا من قبل انفسنا - خلافت کے مستحق تھا۔ پھر ابوبکر رضہ

ع۱ مشکوٰۃ ج۱ ع۲ - کنز العمال ج۵ ص۲۳۵، ایضاً ج۵ ص۳۸۴ ح ۲۳۶۹۶ - فتح الباری مصری ص۲۶۳ ج۳

خلافت پر فائز ہوئے۔ ـــ اپنے نظام کو احسن طریق سے نبھایا حضرت عمرؓ آپ کے بعد مسندِ خلافت پر تشریف لائے۔ تو دین اپنی پوری آزادی اور تابانی کے ساتھ پھیل گیا۔ حتی ضرب الدین بجرانہ (نہج البلاغہ مصری ج ۲ ص ۲۶۳)

۱۱ دینی امور سے فارغ ہو کر تمام صحابہ نے پہلا کام صاحب شریعت کی تکفین و تدفین کا کیا۔ اس سلسلہ میں خلیفہ اول کے تمام مشوروں کو قبول کیا گیا۔

(۱) غسل آپ کو مع کپڑوں دیا گیا۔ آپ کے اہل بیت اس میں شامل تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۹۰)

(۲) حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۱۶۵ ۱۸۵۷۔

(۳) نماز جنازہ عدم امامت کی صورت میں ادا کیا گیا۔ اس کی شکل اس طرح تھی کہ چار آدمی مختلف ٹولیوں کی شکل میں حجرہ میں جاتے اور وہاں درود شریف اور چند دعائیں پڑھتے۔ پہلے مرد۔ پھر عورتیں۔ پھر بچے جاتے۔ اور امامت کسی نے نہیں کرائی۔ ولم یوم علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احد۔ (ایضاً۔

دعا جنازہ ـــــــ السّلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللّٰھم انا نشھد ان قد بلغ ما انزل الیہ و نصح لأمتہ وجاھد فی سبیل اللہ حتی اعز اللہ دینہ وتمت کلماتہ فاٰمن بہ وحدہ لاشریک لہ۔ فاجعلنا یا الٰھنا ممن یتبع القول الذی انزل معہ واجمع بیننا وبینہ حتی یعرفنا ونعرفہ فانہ کان بالمؤمنین رؤفا رحیما۔ لانبتغی بالایمان بدلاً و لنشتری بہ ثمنا ابداً۔ فیقول الناس اٰمین اٰمین۔ الرجال۔ ثم النساء۔ ثم الصبیان (طبقات ابن سعد ج ۲۔ صفحہ ۲۹۰)

اللہ کے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی اور رحمت اور برکات الٰہیہ کا نزول ہو۔

یا اللہ ہم اس زمین پر شاہد ہیں کہ آپ نے قرآن مجید پورا پورا سنا دیا۔ اور امت کو نصیحت کی۔ اور تیری راہ میں جہاد کیا۔ اور شریعت کا اصول مکمل ہو چکا۔ اور تیری توحید کو شرک سے پاک رکھا۔ یا اللہ ہمیں اس کے نقش قدم پر چلنے والا بنانا۔ اور ہمارے قلوب میں الفت پیدا کرنا۔ تاکہ وہ دن... قیامت ہمارے ساتھ متعارف ہو سکیں۔ کیوں کہ آپ کی صفات کاملہ میں مومنوں کے ساتھ رحم اور نرمی تھی ہم اپنے ایمان کا معاوضہ ثانی طلب نہیں کرتے۔ اور نہ ہی اسے کسی قیمت پر فروخت کیا

Marfat.com

جاسکتا ہے۔ (صدیق رضہ) اس قول پر ساتھی آمین آمین کہتے (طبقات ابن سعد ج۲۔ صفحہ ۲۹۰)
منگل کی رات کو صحابہ کرام نے آپ کے مقدس جسم کو حجرۂ عائشہ صدیقہؓ میں دفن کیا
یہ وہ مقدس جسد خاکی ہے، جس کے لئے آپ نے فرمایا تھا۔ کہ میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ ایک ہی مٹی
سے پیدا کئے گئے ہیں اور ایک ہی مٹی میں مدفون ہوں گے۔ (کنز العمال ج ۱۲ صفحہ ۱۷۴ ح ۹۱۳)
(یہ روایت اگرچہ سنداً غریب ہے۔ لیکن اس سے یہ واضح ہوتا ہے۔ کہ انبیاء خاکی ہوتے
ہیں نہ کہ خلقتاً نوری ہوتے ہیں)

حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے ہجرت کے موقعہ پر رسول کریم ص کو اپنے کندھے پر اٹھایا (کنز ۱۳۲/۱۴)

خلیفہ کا ذریعہ معاش

خلیفہ اول اپنے سابقہ دستور کے مطابق دوسرے روز کندھے پر چند تھان (ابراد) تھامے
ہوئے بازار فروخت کرنے جا رہے تھے۔ تو حضرت عمر رضہ فرمانے لگے کہاں کا پروگرام ہے؟ آپ
نے جواب دیا۔ فمن این اطعم عیالی۔ بچوں کی خوراک کا انتظام کہاں سے کروں؟
چنانچہ دونوں حضرت ابی عبیدہ بن جراح رضہ کے پاس گئے۔ اور اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کی جس کے
نتیجہ میں۔ بیت المال سے آپ کے لئے ایک مہاجر کے متوسط خرچ کے پیش نظر آپ کا وظیفہ مقرر
کر دیا۔ اور ساتھ ہی گرمی اور سردی کا ایک ایک جوڑا۔ اور بوسیدہ ہو جانے پر اسے بیت المال میں
واپس کرنا ہوگا۔ اور ۱/۲ بکری (کنز العمال ج ۵ صفحہ ۲۲۸۵ ح ۲۲۸۰)
بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں۔ میں بیت المال کے مال خرچ کرنے سے خوف زدہ ہوں
میں اپنی ضروریات کا خود اپنے کاروبار سے کفیل بن سکتا ہوں، چنانچہ آپ نے وفات کے وقت
۸ ہزار درہم واپس بیت المال میں واپس کرنے کا حکم دیا۔ اس پر حضرت عمر رضہ (خلیفہ ثانی) نے
تعجباً کہا۔ رحم اللہ ابابکر۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم کرے۔ آپ نے بعد میں آنے والے
خلفاء کے لئے ایک بوجھ ڈال دیا ہے (کنز العمال صفحہ ۳۰۲۸۱/۵ ح ۲۲۸۴۷ ۸۰۔ ۳۔ تاریخ الخلفاء)
خلیفہ کی معاش کے لئے روزینہ کم تھا تو آپ نے پانچصد درہم کے اضافہ کا مطالبہ کیا چنانچہ
اسے منظور کر لیا گیا (طبقات ابن سعد ج ۲۔ صفحہ ۱۸۵)
موصوف نے وفات سے پیشتر اپنی بیٹی (عائشہؓ) کو بیت المال کی استعمال شدہ اشیاء
اور غلام حبشی۔ اونٹ۔ اور پرانی چادر خلیفہ ثانی کے پاس واپس کرنے کی وصیت کی۔ چنانچہ موصوفہ

نے اس وصیت پر عمل کیا۔ لفظ خلیفہ کا آغاز آپ سے کیا گیا اور عطیہ بھی آپ سے شروع کیا گیا (تاریخ الخلفا)

خلافت ابوبکر عین فطرت نبوت تھی

سیدنا ابوبکر صدیق رض کی پیدائش فطرت نبوت پر تھی جیساکہ رئیس عرب ابن دغنہ نے موصوف کی ہجرت اولیٰ کے وقت کہا تھا۔ کہ آپ جیسے پارسا انسان کو نکالا نہیں جاسکتا۔ چونکہ آپ میں امتیازی خصوصیات ہیں۔

۱۔ انک تکسب المعدم (۲) وتصل الرحم (۳) وتحمل الکل (۴) و تقری الضیف (۵) وتعین علی نوائب الحق۔

بے کس کی آپ کفالت کرتے ہیں (۲) صلہ رحمی کرتے ہیں (۳) معذور کا بوجھ اٹھاتے ہیں (۴) مہمان نوازی کرتے ہیں (۵) اور حق کے امور میں آپ پیش پیش رہتے ہیں " اور یہی خصوصیات جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں تھیں (بخاری ج ۱ ص ۵۵۲)

تفسیر قرآن ______ میں آپ خاص درک رکھتے تھے۔ اور خواب کی تعبیر میں آپ ممتاز تھے۔ (تاریخ الخلفا ص ۶۲)

خلافت فاروق پر وصیت ______ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دوسری وصیت خلافت کے مقدس معاملہ پر حضرت عمر رض کے متعلق باقاعدہ پورے مشورہ کے ساتھ کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا عھد من ابی بکر الصدیق عند آخر عھدہ بالدنیا خارجا منھا و اول عھدہ بالآخرۃ داخلا فیھا حیث یومن الکافر و یتقی الفاجر و یصدق الکاذب۔ انی استخلفت من بعدی عمر بن الخطاب فان عدل ذلک ظنی فیہ وان جار و بدل فالخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ثم بعث الی عمر فدعاہ ...

فقال ابغضک مبغض و احبک محب (کنز العمال ج ۵ ص ۳۹۹ ح ۲۳۹۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم: یہ عہد نامہ ابی بکر صدیق رض کا دنیا سے جدائی اور آخرت سے وابستگی پر ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ فاجر ایمان لاتا ہے اور مومن خوف زدہ ہوتا ہے۔ میں اپنے بعد حضرت عمر بن خطاب رض کو اپنے ظن پر عادل جانتے ہوئے خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے وہ عدل اور انصاف کے ساتھ ترازو کو قائم رکھیں گے اور جور و ظلم سے نفرت کریں گے۔ اور

بعد میں درپیش مسائل کا علم کامل غیب دان (اللہ) کو ہے۔ اس موقع پہ ظالم اپنے انجام سے باخبر رہتا ہے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو بلایا اور کہا۔ تجھ سے بدترین بغض رکھے گا۔ اور نیک سیرت محبت سے پیش آدے گا۔

دوسرے خطبہ کے الفاظ یوں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد، لوگو! یاد رکھو دنیا سے دل نہ لگانا۔ اور اس کے انجام سے باخبر رہ کر اسے رفیق نہ بنانا۔ کیونکہ یہ غادرہ (بے وفا) ہے۔ اور آخرت کی پونجی کا مدار اس سے نفرین پر ہے۔ اس کے نقصان سے صرف اپنے اصول پر پابند رہنے والا ہی بچ سکتا ہے۔ اور خصوصاً وہ انسان اپنے نفس پر کنٹرول کرتا ہے۔ اپنے جملہ امور نرمی اور حلم سے حل کرنا۔ اور حصولِ تعلیم میں کسی قسم کا حجاب نہ کرنا اور اپنے اصولوں کو کسی کی شدت مزاجی کے پیشِ نظر ترک نہ کرنا۔ اور انوکھے امور میں ششدر نہ ہونا۔ اپنی زندگی کو اعمالِ صالحہ سے منور کرنا۔ اور آخری بات یہ ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطابؓ کی امورِ خیر میں اطاعت کرنا۔

ارشاداتِ نبویؐ برائے صدیقؓ

(۱) البوبکر فی الجنۃ ۔ ابوبکرؓ جنتی ہے (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۱۳)

(۲) پہلا شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ ابوبکرؓ ہے

(۳) ابوبکرؓ کتاب اللہ میں میرا دینی بھائی ہے۔

(۴) ایک گائے بات کر رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ اس پر پورا پورا ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہاں ان دونوں سے کوئی بھی نہ تھا۔ ع ۱

(۵) اگر میں نے کسی کو اللہ کی ذات کے ماسوا خلیل بنانا ہوتا۔ تو میں ابوبکر کو خلیل بناتا۔ ع ۲

(۶) اسراء کی رات آنحضرتؐ نے جبرائیل سے کہا میری کون تصدیق کرے گا۔ جبرائیل نے جواب دیا۔ یصدقک البوبکرؓ الصدیق رضؓ ۔ ع ۳

(۷) جس نے ابوبکرؓ اور عمرؓ سے بغض رکھا وہ منافق ہے۔ ع ۴ (کنز العمال ج ۶ ص ۱۳۷)

(۸) جس نے مجھے اپنی بیٹی دی۔ یا میں نے اسے اپنی بیٹی نکاح میں دی۔ اس پر اللہ

ع ۱ بخاری ج ۲ ص ۵۲۶، ع ۲ بخاری ص ۵۱۶ تاریخ الخلفاء ص ۴۵ ۔ طبقات ابن سعد ص ۱۷۶، ع ۳ بخاری ج ۲ مناقب صحابہ ۔ ع ۴ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷ ، ع ۵ کنز العمال ج ۶ ص ۱۴۴ ۔

نے آگ حرام کر دی ہے۔ مَیں نے اپنی شادی اور اپنی بیٹیوں کی شادی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی ہے۔ ع۱

(۹) میرے بعد ابو بکرؓ اور عمرؓ کی اقتداء کرنا۔ ع۲

(۱۰) ابو بکرؓ مجھ سے اور میں اس سے ہوں۔ ابو بکرؓ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ ع۳

(۱۱) تمام لوگوں سے افضل میرے نزدیک صحبت اور احسان کے لحاظ سے ابو بکر صدیقؓ ہے۔ ع۴

(۱۲) تمام کھڑکیاں بند کر دو ہاں ابو بکرؓ کی کھڑکی بند نہ کرنا۔ ع۵

(۱۳) جناب رسول کریمؐ نے فرمایا۔ مجھے ابو بکرؓ کے مال نے اتنا فائدہ دیا ہے کہ اور کسی کے مال کو یہ شرف نہیں ملا۔ تو صدیقؓ سن کر آبدیدہ ہو گئے۔ اور کہنے لگے میں اور میرا مال آپ ہی کا ہے ع۶

ع۱ کنز العمال ج ۱۳ ص ۸۶ ۔ ع۲ طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۳۳۴ ۔ ع۳ کنز العمال ج ۱۲۔ ص ۱۵۷ ۔ ع۴ کنز العمال ج ۱۲۔ ص ۱۴۴ ح ۸۴۷ ۔ ع۵ کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۲۵ ۔ ع۶ کنز العمال ج ۱۴ ۔ ص ۱۴۸ ح ۳۰۴ ، طبقات ابن سعد ج ۳ ۔ ص ۲۱۸ ۔

Marfat.com

قرآنی آیات کا نزول

(۱) اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو فرما رہے تھے میری جدائی کا صدمہ مت کرنا (قرآن پاک پ۱۰)

(۲) الذی جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ھم المتقون ۔ حضرت علی رض صدّق بہ سے مراد ابوبکر رض

(۳) ونزعنا ما فی صدورھم من غل علی سرر متقابلین (پ۱۴/حجر) ابوبکر رض اور علی رض اور عمر رض ہیں ۔ ع۱

(۴) الا تحبون ان یغفر اللہ لکم ۔ ابوبکر صدیق رض مراد ہیں ۔ ع۲

(۵) وشاورھم فی الامر ۔ ابوبکر رض کی شان مراد ہے ۔ ع۳

اقوالِ صحابہ

۱۱۔ حضرت عمر رض ۔ ابوبکر صدیق ہمارے سردار ۔ آپ کے ایمان کا اگر وزن کیا جائے تو تمام اہل ارض سے آپ کے ایمان کا پلڑا بھاری ہوگا (تاریخ الخلفاء صـ۴۷)

۱۲۔ حضرت علی رض ۔ بخدا ابوبکر خیر کے کام سے ہم سے پیش پیش تھے (ایضاً)

۱۳۔ حضرت امام جعفر رض ۔ ابوبکر جبرائیل کی سرگوشی کو سنا کرتا تھا (کنز العمال جـ۴ صـ۹۳ ح ۱۸۸۷)

۱۴۔ سعد بن مسیب رض ۔ ابوبکر رض نبی کریم ص کے وزیر اور مشیر خاص تھے ۔ (تاریخ الخلفاء صـ۴۴، ۴۷)

۱۵۔ شعبیؒ ۔ ابوبکر رض آنحضرت ص کے رفیق غار ، رفیق ہجرت ، آپ کی حیات میں امام صلوٰۃ تھے (ایضاً)

۱۶۔ ابی حصینؒ ۔ ابوبکر رض مرسلینؑ اور انبیاءؑ کے بعد امت میں افضل ترین تھے ۔ آپ نے وفات نبوی کے موقع پر انبیاء والا طرز اختیار کیا ۔ (ایضاً)

۱۷۔ امام جعفر صادق رح ۔ ابوبکر رض عمر سے افضل ہیں ۔ میں فاروق کی شان کا منکر نہیں ہوں ۔ جو شخص شیخین (ابوبکر رض اور عمر رض) کی فضیلت کا منکر ہے ۔ اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے (تاریخ الخلفاء صـ۴۷ ۔ اسد الغابہ ج ۳ ۔ صـ۲۰۹)

ایک روایت میں ۔ جو ابوبکر رض کو صدیق نہیں کہتا ۔ اللہ تعالیٰ اس کی بات کی دنیا و

ع۱ تفسیر مجمع البیان طبرسی شیعہ ۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ۔ صـ۳۷۸ ۔ ع۲ بخاری ج ۲ صـ۵۹۶
ع۳ کنز العمال ج ۲ صـ۳۱۱ ح ۱۶۹۷ ۔

آخرت میں تصدیق نہیں کرتا (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مطبوعہ ایران ص۲۲۰)

۸۔ حضرت عثمان غنی رض۔ خلافت کا حق دار صدیق ہے۔ ع۱

۹۔ حضرت ابوبکر رض کی افضلیت پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ ع۲

۱۰۔ حضرت علی رض: حضرت ابوبکر اور عمر رض دونوں رشد وہدایت، مصلح۔ اور کامل مرشد اور امام تھے۔ اور

وہ دونوں دنیا سے خالی ہاتھ تشریف لے گئے۔

احادیث کے معاملہ میں بھی آپ ہم سے افضل ہیں۔

موصوف کو حجرہ نبوی میں حضور کے پہلو میں دفن کیا گیا ع۳

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن ط

نوٹ:

۱۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رض کے فضائل کے لئے محمد بن علی العشاری کا رسالہ "فضائل ابی بکر" کا مطالعہ کریں۔ یہ رسالہ اپنے موضوع ... میں لاثانی ہے۔ اصل عربی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے۔

۱۲۔ شان صدیق اکبر رض بزبان علی رض مولفہ عبدالرشید حنیف کا مطالعہ کریں

ملنے کا پتہ

۱۔ ادارہ اسلامیہ پیچہ وطن

۲۔ ادارہ نشر علوم اسلامیہ جھنگ صدر

ع۱۔ طبقات ابن سعد ص۱۸۰۔ ع۲۔ ابن ماجہ ص۱۱۔ تاریخ الخلفاء ص۵۷۔ ع۳۔ طبقات ابن سعد ص۲۱۰، کنز العمال ج۱۲ ص۲۹۱

Marfat.com

اسلام

حضرت عمر بن خطابؓ کے اسلام لانے کی مختلف روایات ہیں۔ موصوف اپنے ایمان لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ میں آپؐ اور آپ کی دعوت اسلامی کا مخالف ترین تھا اور ہمیشہ اس کوشش میں رہتا تھا کہ اس مشن کو ناکام بنا دوں۔ ایک روز اتفاق ایسا ہوا کہ آپؐ بیت اللہ میں سورۃ الحاقہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ میں اس سے انتہائی متاثر ہوا۔ اور میں اسے شعر کہتا تھا۔ جب آپؐ نے ما ھو بقول شاعر۔ پڑھا میں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔ ع۱ حضرت عمرؓ آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ سے آرہے تھے کہ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا پہلے اپنے گھر کی خبر لو۔ آپ کا بہنوئی اور بہن اسلام لا چکے ہیں۔ وہاں آپ گئے۔ وہاں کافی مدافعات کے بعد۔ ان کے جذبۂ اسلام سے متاثر ہو کر سیدھے آنحضرتؐ کے پاس گئے۔ صحابہ گھبرا رہے تھے ان کی آمد خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ ادھر آپ کی دعا اللّٰھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب کی قبولیت کا نعرہ بلند ہونے والا تھا۔ چنانچہ آپ نے کلمہ شہادت پڑھا اور حلقہ اسلام میں ایسے شامل ہوئے۔ کہ ابن مسعودؓ نے کہا۔ ہمیں آپ کے اسلام سے عزت ملی۔ اور اسلام سے وابستگی اور عقیدت کی نئی لہر رونما ہوئی۔ بقول حضرت علیؓ آپ کی ہجرت کا نظارہ بھی عجیب و غریب تھا۔ آپ نے صنادید قریش کو للکارا۔ اور اسلام کے مقدس مشن کو تا مرگ تقدس کی نگاہ سے دیکھا۔ آپ کا اسلام لانا فتح اسلام اور ہجرت نصرت اسلام کی حیثیت رکھتا تھا۔ ع۲

آپ نے تمام غزوات اسلامی میں شرکت کی۔ حضرت عمرؓ سے جناب رسول کریمؐ نے فرمایا تھا اشرکنا یا اخی فی دعائک۔ آپ طواف کرنے جا رہے ہیں۔ میرے ننھے بھائی! اپنی دعاؤں میں مجھے بھی شریک کرنا۔ (اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۳) (مشکوٰۃ ج ۱)

آپ نے آپؓ کا نام فاروق رکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔
جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی حور کو محل میں وضو کرتے دیکھا۔ ع۳
میری امت کا شدید ترین امور الہی میں عمرؓ ہیں (ارشاد نبوی، تاریخ الخلفاء ص ۸۱ تا ۹۱)

ع۱ تاریخ الخلفاء ص ۸۱ تا ۹۱، ع۲ ایضاً ع۳ کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۲۳۔ ع (۱) صنادید سے مراد سردار ہیں۔
ع۳ سنن الکبریٰ بیہقی۔

خلیفہ ثانیؓ

جناب عمر بن خطابؓ کو خلیفہ اول کی وصیت کے مطابق خلیفہ تسلیم کیا گیا۔ اس سلسلہ میں خلیفہ اول نے اپنی حیات میں ایک پر مغز دعا کی:

یا اللہ میں نے اپنی رائے کے مطابق ایک صالح انسان کو خلیفہ بنایا ہے۔ مولا کریم اس کی خلافت کی اصلاح کرنا۔ اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پر چلانا۔ اور اس کی رعایا کو اعمال خیر کی توفیق دینا۔ (کنز العمال ج ۵ ص ۲۹۸ ح ۲۳۹۴۲)

حضرت عمرؓ نے کہا کہ یا اللہ! میری شدت کو نرمی میں ڈھال دینا۔ اور میرے اندر فیاضی ڈالنا اور بخل سے مجھے بالکل دور رکھنا۔ میں اس منصب پر لایا گیا ہوں مجھے اس کے چلانے کی توفیق دینا۔

ایک موقعہ پر یوں عوام سے کہا: میں اپنے اسلاف (نبی کریمؐ۔ ابو بکرؓ) کے امور پر امتحان میں ڈالا گیا ہوں۔ میں اس مسند پر وہ طرز امیر اور غریب کے لئے روا رکھوں، جس طرح آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اور ابو بکرؓ نے اسے رائج کیا۔ جس انسان نے اس اصول پر زندگی بسر کی۔ وہ میرے نزدیک بہتر اور جس نے اس کے برعکس کیا وہ سزا وار ہوگا۔ (اسد الغابہ ص ۲۷۵)

انقلاب

حضرت عمرؓ کے چرچا ہے اس بات پر متفق تھے۔ کہ آپ کی طبیعت میں انتہا درجہ کی شدت تھی لیکن جب آپ مسند خلافت پر تشریف لائے تو شدت کا نام و نشان تک نہ تھا۔ بلکہ چہرہ پر بشاشت اور ہر ایک کے ساتھ ہر دل عزیزی (اسد الغابہ ص ۲۷۶)

ایک رات مدینہ میں چند تجار کے قافلہ کی نگرانی موصوف اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کر رہے تھے۔ اس نگرانی کی وجہ سے ایک لمحہ بھی آرام نہ کیا۔ رات کے کافی حصہ گذر جانے کے بعد آپ نے کافی دیر ایک بچہ کے چیخنے اور چلانے کی آواز سنتے رہے۔ بالآخر

Marfat.com

وہاں پہنچے اور دروازہ پر کہا اتقی اللہ امک اللہ ام سوء ___ کہ تو بڑی بے درد اور بے ترس ماں ہے۔ کہ تیرا بچہ رات بھر نہیں سو پایا۔ اس نے جواب دیا میں اس کا دودھ چھڑا رہی ہوں اور یہ بھوک کی وجہ سے یوں بے تاب ہو رہا ہے۔ آپ نے اس کی عمر دریافت کی تو معلوم ہوا صرف چند ماہ کا ہے۔ فرمانے لگے اس کا دودھ مت چھڑاتا۔ اور جب صبح صادق ہوئی۔ فجر کی نماز پڑھانے لگے تو ہچکی بندھ گئی اور مشکل سے دو رکعت کی قرأت مکمل کی۔ اس قصہ پر تمام نمازی حیران تھے۔ نہ معلوم آج رات خلیفہ کو کیا عارضہ لاحق ہوا ہے۔ فرمانے لگے۔ نہ معلوم عمر کے ذمہ کتنے بچوں کے قتل کا کیس ہوگا۔ ایک گشتی مراسلہ تمام حدود خلافت کے سربراہوں کو بھیجدیا کہ ہم نے بچے کی پیدائش سے روزینہ مقرر کر دیا ہے ؎۔ تاکہ کوئی عورت روزینہ کے لالچ میں اپنے بچہ کو بھوکا نہ رکھے ؎۔ اسد الغابہ ص ۳۰۰، ص ۳۰۲، ص ۳۱۹

بیت المال کے اونٹ اور پلان اور متعلقہ سامان کی اصلاح اور نگرانی خود کرتے۔ عام رمادہ ۱۸ھ میں قحط سالی عام ہوئی۔ تو رات بھر آپ نوافل میں بسر کرتے اور بار بار اللھم لا تھلکنا بالسنین وارفع عنا البلاء ___ یا اللہ! قحط زدگی سے ہماری زندگی تباہ نہ کرنا اور اس سختی کے ہم قابل نہیں ہیں۔ اس موقعہ میں گھی کی بجائے تیل یا پرانی چربی استعمال کرتے ایک شخص نے آپ کو شہد پیش کیا۔ تو آپ نے یوں کہہ کر واپس کر دیا۔ قیامت کو اس کا حساب کون دے گا۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۳۶۶، ۲۵۷۰)

خطبہ خلافت

حاضرین اور رفقاء! میری خلافت سے قبل کی زندگی کے تمام اطوار آپ کے سامنے ہیں۔ اور مجھے اچھی طرح اپنے متعلق آگاہی ہے۔ اور آپ بھی میری سابقہ زندگی کے جرأت والے امور سے واقف ہیں۔ وہ وقت میرے لئے کتنا مبارک تھا جب میری زندگی کے کسی لمحہ اور آن میں ہیجان آتا تو ___ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فوراً شفیاتی طور پر اصلاح کر دیتے۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا۔ چنانچہ جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔ تو آپ مجھ پر خوش اور راضی تھے۔ میری طبیعت میں انکساری اور عجز کا یہی عالم خلیفہ اول کی زندگی میں رہا۔ جس سے موصوف کی پر وقار سیرت، وسعت ظرفی، نرم مزاجی اور فیاضی طبع نے میری منزل کو آسان تر کر دیا۔ میری زندگی ...... کا میدان پورے

Marfat.com

تابانی سے پیش آیا۔ میں نے اپنے آپ کو پس خادم اور تابع ثابت کر دیا۔ میں آپ کے سامنے بحیثیت خلیفہ کے حاضر ہوں۔ اور مجھے احساس ہے کہ کچھ لوگ میری سابقہ شدت محسوس کرتے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اب ایسا نہ ہوگا۔ میں نے پوری قوت اور ضبط سے اپنے آپ کو تمہارے سامنے پیش کیا ہے۔ میں مسائل کا حل اسوۂ نبوی سے کروں گا۔ میں اپنی پوری قوت مسلمانوں کے مسائل کے حل کرنے میں صرف کروں گا۔ قوی اور کمزور کے حق کو اسلامی قانون سے حل کروں گا۔ میں نے اپنے اندر ایک عظیم انقلاب پیدا کر لیا ہے۔ جس فرد کو بھی کسی وقت کسی امر کی ضرورت پڑے میں اس کے لئے حاضر ہوں گا۔ جب تم میرے اندر خلاف شرع امور کو دیکھو تو مجھے فوراً روک دینا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت کو بلا خوف و خطر پیش کرنا۔ خلافت ربانی امر ہے۔ اس سلسلہ میں میرے ہاتھ بٹانا۔ اور تعاون سے کام آسان تر ہو جاتا ہے۔ [1]

حضرات! میں اور آپ ربانی امتحان میں آچکے ہیں۔ میں اس مشن (خلافت) کو پوری سعی سے نافذ کروں گا۔ اس سلسلہ میں جو ہمارا معاون ہوگا۔ ہم اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے۔ اور اچھے اور صالح افراد کے امور سے ہمیں مسرت ہوگی۔ اور ان کی ہم امداد کریں گے۔ اور برے افراد کو ان کی برائی پر سزا دی جائے گی۔ ہم اس امانت کا خوب خیال رکھیں گے اللہ تعالیٰ خطا اور نسیان پر مغفرت کرتا ہے۔ [2]

آپؓ نے حضرت صدیق رضؓ کی وفات کے فوراً بعد کہا۔ ہم برائی کرنے والوں کو سزا دیں گے۔ چنانچہ آپؓ نے مجرمین کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا۔

ایک دفعہ آپؓ نے مہاجرین اور انصار کی مجلس میں یوں کہا کہ اگر میں بعض امور میں اجازت دیدوں تو تم اس کا ردعمل کیا کرو گے؟ یہ کلمہ آپ نے تین بار دہرایا۔ تو بشر بن سعد رضؓ نے کہا حضرت! ہم آپ کو تیر کی طرح سیدھا کر دیں گے۔ (قومناك تقويم القلاح) آپ نے فرمایا۔ مجھے عملی جرأت پر ناز ہے۔ اور جو تم نے کہا ہے ایسا ہی کرو گے۔ ایک احبار (یہودی عالم) نے آپ کو ملک العرب (عرب کا بادشاہ) کہکر پکارا تو آپؓ نے فرمایا۔ کیا تمہاری کتاب میں یہ درج نہیں ہے پہلے نبی۔ پھر خلیفہ پھر امیر المومنین ملک (بادشاہ) ہوگا۔ یہودی نے کہا ہماری کتاب میں یہی ترتیب ہے [3]

---

[1] کنز العمال ج ۵ ص ۲۰۲ ح ۲۲۴۰ تا ۲۲۴۰۳، [2] تاریخ الخلفاء ص ۱۰۸، [3] کنز العمال ج ۳ ص ۴۰۴ تا ۴۰۶ ح ۴۰۹۴۔

امورِ خلافت

خلیفہ اور سائلین

سیدنا امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں سائلین کو آزادی تھی۔ جب چاہیں خلیفہ وقت سے اپنے مسائل پر گفتگو آزادی سے کر لیں ایک عورت نے سر بازار اپنی درخواست آپ کو پیش کر دی۔ اس میں تھا کہ میرا خاوند فوت ہو گیا۔ یعنی میں بیوہ ہوں اور میرے یتیم بچے ہیں اور میرے پاس ضروریاتِ زندگی کے لئے کوئی مادی اسباب نہیں ہیں۔ اور اگر ان کی خوراک کا انتظام نہ ہو سکا۔ یہ موت کا شکار ہو جائیں گے۔ میں ایما غفاری جو صلح حدیبیہ میں شریک تھا۔ اس کی بیٹی ہوں۔ آپ نے درخواست کو پڑھا اور اسے مرحبا کہا ــــ گھر تشریف لے گئے۔ گھر سے دو اونٹ ان پر دو بوری گندم اور کپڑا اور اس کے علاوہ سامان رسد تھا۔ اس کے (مع اونٹ) حوالہ کر دیا۔ اور اسے حکم دیا جب سامان رسد ختم ہو جائے مجھے اطلاع دینا۔ ایک شخص نے کہا اتنا مال کی اسے ضرورت کہاں ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ آپ کو پتہ ہی کیا ہے۔ یہ اس کی بیٹی ہے جس نے صلح حدیبیہ میں شرکت کی۔ میں اس سے اور اس کے بھائی اور باپ سے خوب واقف ہوں۔ اور ان کے کارنامے محو نہیں کئے جا سکتے (کنز العمال ج ۵ ص ۲۴۰۸)

بیت المال سے آپ کے سسرال نے عطیۃً کچھ مال لینے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو مجھے خائن بادشاہ بنانا چاہتا ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بعدہٗ آپ نے اپنی کسی دوسرے موقعہ پر اپنی پونجی سے دس ہزار درہم عطیہ دیا۔ ۱ے

حضرت عائشہ رض بیان کرتی ہیں موصوف ازواجِ مطہرات کا پورا پورا خیال رکھتے تھے کسی چیز کے اطلاع دینے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ ۲ے

۱ے کنز العمال ج ۴ ص ۳۶۸ ۲ے تاریخ الخلفاء ص ۱۰۱ ۳ے کنز العمال ج ۴ ص ۳۶۷

Marfat.com

مہاجرین اولین کو آپ نے چار ہزار درہم عطیہ دیا۔ اور عبداللہ بیٹے کو ساڑھے تین ہزار دیا۔ حالانکہ یہ بھی مہاجرین اولین میں تھا۔ کم دینے کی وجہ یہ بتائی کہ اس کی ہجرت اپنے باپ کے ساتھ تھی۔ اس لئے اسے کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ (کنز العمال ص ۲۵۸)

(آپ نے ازواج مطہرات کے لئے ۱۲ ہزار درہم مقرر کئے (اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۹۷)

صحابہ کرام کے مشورہ سے دیوان شاہی مرتب کیا اور اس میں سرفہرست نبی کریم ﷺ کے اقارب کو رکھا۔ تاکہ وظائف اور روزینہ دینے میں آسانی ہو۔ اور اس معاملہ حضرت علی رضؓ بھی شریک تھے (کنز العمال)

ہجری کی تاریخ ماہ ربیع الاول سے شروع کی۔ بیت المال کا تصور۔ قیام رمضان با جماعت۔ ریاست کو گشت لگانا۔ اور مسافرین کی نگہداشت رکھنا۔ دیوان شاہی کا مرتب کرنا۔ لفظ امیر المومنین کا اضافہ۔ حضرت علی کو اطال اللہ بقاءک آپ نے کہا تھا۔ دیا ذرہ سے تاریخ ہجرت حضرت علی رضؓ کے مشورہ سے تحریر ہوئی تھی۔ آپ نے مجمع عام میں کہا تھا۔ میرے نزدیک پسندیدہ انسان وہ ہے جو میرے عیوب پر مطلع کرتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۷ تا ۱۰۸) (ڈیوکا رائج کرنا۔ اسد الغابہ ج ۴ ص ۲۸۶) شرابی کے لئے اسی درے کا رواج (ایضاً)

حلی کعبہ

کعبہ کے زیورات کے متعلق بعض احباب نے مشورہ دیا۔ انہیں فروخت کر کے جنگی سامان خرید لیں۔ اور جیش کو غزوات میں بھیجیں۔ اس تجویز کے لئے آپ نے حضرت علی رضؓ سے مشورہ طلب کیا۔ موصوف نے سنہری الفاظ میں جواب دیا۔ قرآن مجید نے اموال کی اقسام (۱) مال وراثت (۲) مال فیئ (۳) مال خمس (۴) مال صدقات و زکوٰۃ سے کی ہے۔ آپ کے عہد مبارک میں زیورات کعبہ موجود تھے۔ فترکہ اللہ علی حالہ ولم یترکہ نسیانا۔ صادق کل نے جب انہیں فروخت نہیں کیا تو ہمیں کیا ضرورت اور کیا حق ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی مشورہ پر عمل کیا۔ اور فرمایا لولاک لافتضحنا۔ اگر علی رضؓ ہم میں نہ ہوتے تو یقیناً ہم کشمکش کا شکار ہو جاتے۔ اسی مشورہ پر عمل کیا (نہج البلاغہ ج ۳ ص ۲۱۸ کلام ۲۷۰)

یہ حسن امتزاج ہے کہ حضرت علی رضؓ نے فرمایا تھا۔ اس قوم کو ایسا والی ملا ہے جس سے ابتلا میں

شعائر کو ایسا رائج کیا ہے۔ کہ پورے سرزمین عرب اور قرب و جوار میں اسلامی پرچم لہرا رہا ہے[1]

ضرب الذین یجب انہ ۔ ۔ ۔ ۔ جران اصل میں اونٹ کی گردن کے مقدم حصہ کو کہتے ہیں۔ جب وہ گردن زمین پر پھیلا لیتا ہے تو اسے خوشی محسوس ہوتی ہے ع[2]

ذریعۂ معاش

خلیفۂ ثانی نے بیت المال سے موسم گرما اور سرما کے لئے ایک ایک جوڑا۔ حج اور عمرہ کا سوخرچ، ایک متوسط آدمی کے روزینہ کے برابر خرچ، دوسری ضروریات زندگی کے لئے۔

ایک دن اتفاق ایسا ہوا۔ کہ ایک لونڈی بیت المال کی آپ کے گھر سے باہر نکلی تو بعض نے کہا یہ امیر المومنین کی ملکیت ہے۔ لونڈی نے سنتے ہی کہا ہرگز ہرگز نہیں۔ میں بیت المال سے ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا وہ سچ کہتی ہے۔ میرے لئے شاہی خزانہ سے وہ مال ہے جو مقرر کیا جا چکا ہے۔ ع[2]

میرے لئے بیت المال کا تصور ایسا ہی ہے جیسا کہ یتیم کا مال میں اس سے بے جا خرچ نہ کروں گا۔ مجھے اتنا ہی کافی ہے کہ میری کمر کی ہڈی قائم رہے۔ کیونکہ میں ایک عام مسلمان ہوں[1]

ایک دفعہ آپ کو شہد کی شدید ضرورت تھی۔ آپ نے منبر پر اعلان کیا۔ اگر آپ اجازت دیں۔ تو میں اس سے استعمال کرتا ہوں ورنہ فانہا علی حرام۔ بلا اجازت اسے استعمال کرنا میرے لئے حرام ہے۔ صحابہ کی اجازت سے آپؓ نے بقدر ضرورت شہد لیا (اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۷)

آپؓ کے جسم پر پیوند شدہ قمیص ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ خطبہ جمعہ کے لئے دیر سے تشریف لائے۔ تو فرمانے لگے میرے دیر سے آنے کی وجہ یہ تھی کہ میرا قمیص قابل مرمت تھا۔ اور قمیص بھی آدھے بازو والی تھی۔ (اسد الغابہ ص ۳۲۹)

آپؓ کی انگوٹھی میں کفیٰ بالموت واعظاً یا عمر کندہ تھا۔ عمر موت ہی پورا وعظ ہے[3]

آپؓ کا یومیہ خرچ دو درہم تھا۔ (اسد الغابہ ص ۳۰۸)

حضرت عمرؓ نے خلافت کا تصور یہ بیان کیا تھا۔ کہ بغیر مشورہ کے خلافت کا تصور ناممکن ہے (کنز العمال ج ۵ ص ۲۷۹)

۱۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰ ۔ ۲۔ برحاشیہ نہج البلاغہ ج ۳ ص ۲۴۳ ۔ ۳۔ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۰۸

Marfat.com

اس خلافت کی ملکیت کے متعلق آپ نے فرمایا تھا۔ اگرچہ بھیڑ کا ایک بچہ دریاء فرات کے کنارہ پہ گم ہوجائے تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے متعلق دریافت کرے گا۔ لو ھلك جمل من ولد الضان ضیاعاً بشاطی الفرات خشیت ان یسئالنی اللہ عنہ[1] حکومت کے منصب پر آنے والے کے لئے ہلاکت اور بربادی کا الارم ہے۔ ہاں جس شخص نے عدل کیا اور حق کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور قرابت اور کسی کی خوشامد اور خوف سے بالکل بے نیاز ہوکر کتاب اللہ کو آئینہ بنایا وہ کامیاب ہے۔[2]

غزوہ فارس میں حضرت عمرؓ نے بنفس نفیس شرکت کا پروگرام بنایا اور اس سلسلہ میں حضرت علیؓ سے مشورہ لیا۔۔۔ موصوف نے فرمایا۔ فتح اور شکست کا مدار اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جنگ میں فتح کا مدار فوج پر قطعاً نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور امداد پر ہوتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ ہے اور اس کے وعدہ پر یقین کامل ہے کہ وہ اپنی فوج کی خود نصرت کرتا ہے جو شخص دین کے امور کا قیم (نگران، حاکم، امیر، خلیفہ) ہوتا ہے۔ تو اس کی مثال اس مہرہ کی ہے جو ایک تار میں پرو دیا جائے جب وہ تار ٹوٹ جاتی ہے تو کوئی مہرہ اس میں نہیں رہتا۔ اس صورت حال کے پیش نظر آپ اس میخ کی مثل بن جائیں جو چکی کے درمیان ہوتی ہے۔ آپ اس غزوہ میں شرکت نہ کریں۔ بلکہ آپ اپنی فوج کو روانہ کردیں اور اگر آپ باہر تشریف لے گئے تو مختلف اطراف اور اکناف سے دشمنان اسلام (عجمی) مدینہ پر حملہ کردیں گے۔ اور اس کی مدافعت ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ ایرانی کسی صورت میں حامیان دین و اسلام پر غلبہ نہیں حاصل کرسکتے۔ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ ہماری ماضی کے غزوات شاہد ہیں۔ کہ اسی مالک حق نے ہمیں کامل نصرت اور معاونت سے فتحیاب کیا۔ لکن قطبا واستدر الرحی بالعرب واصلھم دونك نار الحرب ان شخصت من ھذہ الارض انتقضت علیك العرب من اطرافھا واکنافھا[3]

آپ بالکل اس جنگ (فارس) میں شرکت نہ کریں۔ کیونکہ آپ قشکل (حظیرہ) باڑکی ہے جو کہ چاروں اطراف سے مضبوط ہے۔ اگر آپ کو نقصان پہنچا تو یاد رکھیں۔ لیس بعدك مرجع

۱؎ کنز العمال ج ۵ صفحہ ۳۳۵۔ صفحہ ۴۵۱ ۲؎ کنز العمال صفحہ ۲۵۱۳۔ ۳؎ النہج البلاغۃ مصری ج ۲ صفحہ ۳۰ کلام ۱۴۳۔ سطر ۴ تا ۱۰

یرجعون الیہ۔ آپ خوب تجربہ رکھتے ہیں۔ آپ کسی اور شخص کو اس محاذ پر روانہ کریں آپ کا مقصود اور مطلوب فتح ہے لہٰذا میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ اس جنگ میں شرکت نہ کریں

انك متى تسر الى هذا العدو بنفسك فتلقهم بنفسك فتنكب لا تكن للمسلمين كانفة دون اقصى بلادهم ۔ فابعث اليهم رجلا مجربا واحفز معه اهل البلاء والنصيحة ۔ فان اظهر الله فذاك ما تحب وان تكن الاخرى كنت ردءا للناس ومثابة للمسلمين ۔ (صفحہ ۲۵ نہج البلاغہ کلام نمبر ۱۳۴)

حضرت علی رض سے ایک اور کیس میں حضرت فاروق رض نے مشورہ طلب کیا۔ ایک عورت اپنا مطالبہ لے کر آئی کہ وہ شوہر کے میراث کی دعویدار ہے۔ اور اس نے اپنے ایک عجیب الخلقت بچہ کا ذکر کیا۔ جو دو بچے جڑواں تھے۔ اور وہ بالکل حیات تھے۔ ان کی تربیت کا مسئلہ درپیش تھا۔ تو حضرت علی رض نے فرمایا اسے ابھی بیت المال کے خرچ پر رکھو۔ کچھ دن بعد فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ حضرت علی رض نے اس کے متعلق فیصلہ دیا۔ اور اس کے مطابق آپ نے فیصلہ کیا۔ افسوس کہ دو لڑکا ایک ہفتہ کے بعد فوت ہو گیا۔[عہ]

حضرت فاروق ایک رات گشت کر رہے تھے۔ ایک مکان میں داخل ہوئے تو دیکھا بوڑھا اپنے گھر میں شراب میں مست اور ایک مغنیہ کے رقص و سرود میں محو تھا۔ موصوف نے اسے روکا۔ تو بوڑھا نے قرآنی جواب دیا ہے۔ تجسس کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ میرے گھر میں بغیر اذن کیوں داخل ہوئے ہیں۔ آپ واپس گھر تشریف لے گئے انتہائی پریشان تھے۔ دوسرے روز یہی بوڑھا آپ کی محفل میں ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ آپ نے اسے قریب بلا کر کہا۔ میں نے تیرے رات والے واقعہ کو اپنے خاص نوکر کو بھی نہیں بتایا۔ اس نے کہا حضرت جی میں نے رات ہی سے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر لیا ہے کہ آئندہ ایسا فعل نہ کروں گا۔

فاروق اعظم رض نے ایک رات ایک فوجی کی عورت کی دردناک داستان اشعار میں سنی جو وہ اپنے گھر میں پڑھ رہی تھی

تطاول هذا الليل تسري كواكبه ۔۔۔ وارقني ان لا ضجيع الاعبه

فوالله لولا الله تخشى عواقبه ۔۔۔ لزحزح من هذا السرير جوانبه

عہ کنز العمال ج ۵ صفحہ ۹م ۔ ۹م ح ۲۷۲۷ ص ۳۹

ولکنی اخشی رقیبا موکلا — بانفسنا لا یفتر الدھر کاتبہ

مخافۃ ربی والحیاء یصدنی — واکرام بعلی ان تنال مراکبہ

یہ لمبی رات عجیب رنگ پیش کرتی ہے۔ بخدا اگر اللہ کا ڈر نہ ہوتا۔ تو یقیناً میں غلط کام کرتی۔ میرے سامنے میرے اللہ کا خوف اور اپنے خاوند کی تکریم اور حیاء اس فعل سے مانع ہے۔

آپؓ نے اپنی بیٹی حفصہ رضؓ سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ اور ہر فوجی کے لئے چار ماہ کے بعد رخصت کا حکم نافذ کر دیا۔ ؎۱

آپؓ صاحب کرامات بھی تھے۔ مصر کے گورنر نے تحریر کیا۔ اس علاقہ میں جب دریائے نیل میں پانی نہیں آتا۔ تو یہ لوگ ایک نوجوان لڑکی کو زیور سے آراستہ کر کے دریا کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ پھر پانی سال بھر رواں دواں رہتا ہے۔ اس پر آپؓ نے ایک پروانہ تحریر کیا۔ اور نصیحت کی کہ اسے خشک دریا میں ڈال دینا۔ اس میں تحریر تھا۔ اگر تو اللہ کے حکم سے چلتا ہے۔ تو ہم تیرا پانی خوشی سے استعمال کریں گے۔ ورنہ ضرورت نہیں ہے۔ ایک رات ہی میں ۱۶ ہاتھ پانی چڑھ آیا تھا۔ ؎۲

حضرت فاروق اعظمؓ مقام منیٰ میں گدی کے بل لیٹ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی درخواست پیش کر رہے تھے۔

یا اللہ! عمر لمبی ہو گئی ہے۔ اور طاقت کی جگہ کمزوری آ گئی ہے۔ اور رعایا خوب پھیل چکی ہے۔ میں دنیا سے بے عیب ہو کر جانا چاہتا ہوں۔ کہ میرے ذمہ کسی کا حق ضائع کر سکوں۔ لوگو! میں نے تم پر فرائض مقرر کئے۔ اور سنت کو روشن کیا۔ اور تمہیں صحیح راستے پر چھوڑ کر جا رہا ہوں ؎۳

دوسری دعا۔ اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک ؎۴

یا اللہ! مجھے شہادت نصیب کرنا۔ اور میری موت اپنے رسول کے مقدس شہر میں کرنا

حضرت فاروق رضؓ قرآنی آیات پر اپنے تمام مسائل کو ترک کر دیتے تھے۔ حضرت بلال رضؓ آپ کی نفسیات سے خوب باخبر تھے۔

؎۱ تاریخ الخلفاء سیوطی صفحہ ۱۰۱، ؎۲ ۹۹ تا ۱۰۰، ؎۳ صفحہ ۱۰۱ و اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۳۱ و ص ۳۳۴ ج ۴، ؎۴ ص ۳۰۹، ؎۵ کنز العمال ص ۲۶۹

Marfat.com

ارشادات فاروقی رضی اللہ عنہ

(۱) جو شخص اپنی امارت کے لئے عوام کو دعوت دیتا ہے۔ ایسے شخص کی امارت پر قائم رہنا نہیں بلکہ اسے قتل کرنا واجب ہے۔
۲- قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ وہ انقلاب برپا کرتا ہے۔ کہ وہ انقلاب سلطان بھی نہیں کر سکتا۔ (کنز العمال)

موافقات ربانی

سیدنا عمرؓ کو لسان رسالت نے (محدث) (ملہم من اللہ) فرمایا تھا۔ اور ساتھ ہی فرمایا تھا اس کی زبان پر سکینت اور حق ہوتا ہے۔
جس طریق پر موصوف آرہے ہوں وہاں سے شیطان فرار کی راہ اختیار کرتا ہے۔
اگر میرے بعد اجراء نبوت کا سلسلہ ہوتا تو موصوف نبی ہوتے۔

اساری بدر، ازواج مطہرات کے مطالبات (پردہ کے مسئلہ میں) اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کرنے، حرمت شراب، لا تصل علی احد منہم مات۔
عدم صلاۃ علی المنافق، احل لکم لیلۃ الصیام۔ رمضان کی رات میں بیوی سے ہم بستری کرنا۔ نبوی فیصلہ پر عدم تسلی پر فلا وربک لا یومنون۔ اور حدیث افک میں۔ موصوف نے کہا اگر حضرت عائشہؓ طاہرہ، طیبہ، طاہرہ ایسی ویسی ہوتی تو آپ کے نکاح میں کبھی اللہ نہ دیتے۔ ھذا بہتان عظیم اللہ تعالیٰ نے آپ سے اچھا سلوک کیا ہے۔
بقول علیؓ قرآن مجید میں موصوف کی رائے موجود ہے۔ قرآن مجید کی اکثر آیات آپ کی رائے کی تائید پر نازل ہوتی تھیں۔

فتوحات۔ دمشق، اردن، طرابلس، کرمان، آذربائیجان وغیرہ وغیرہ

شہادت

فجر کی نماز حالت جماعت میں ابو لؤلؤ مجوسی نے آپ کو دو دھاری خنجر سے سات افراد

تاریخ الخلفاء ص ۹۷ تا ۱۰۷، مشکوٰۃ — اسد الغابہ — کنز العمال ج ۱ ص ۲۴۲ (۱) اسد الغابہ ص ۳۶۴

Marfat.com

کو زخمی اور آپ کو شہید کر دیا۔ حضرت عائشہ رضہ سے اذن لیکر حجرۂ نبوی میں دفن کئے گئے

جنوں نے آپ کی شہادت پر مرثیہ پڑھا۔

لیبک علی الاسلام من کان باکیا   قد اوشکو ضرعی ما اقدم العہد

وادبرت الدنیا وادبر خیرھا   قد ملھا من کان یوقن بالوعد

اسلامی جرنیل کی شہادت پر آنسو بہانا شہادت ہے۔ اور اپنے قریب عبادت میں شہید کر دیئے گئے۔ آپ کی شہادت سے دنیا خیر سے خالی، محروم اور برباد ہو گئی۔ اور یقین کامل والا مایوس نظر آ رہا ہے۔ عہ۱

حضرت علیؓ کا پیغام تعزیت

اللہ تعالیٰ عمر رضہ کا بھلا کرے، آپ مجسمۂ اخلاق اور شرافت کے پیکر تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں باطل کو حق میں تبدیل کیا، اور خطرات کا علاج کیا، اور شرک اور مال کے فتنہ سے محفوظ رہے۔ اور سنت کا احیاء کیا۔ سفید کپڑے کی طرح دنیا سے رخصت ہو گئے۔ عیوب سے پاک، خیر کے دلدادہ اور برائی سے نفرت کرنے والے تھے۔ اطاعت الٰہی کا حق ادا کیا۔ تقوے کے علمبردار، آپ دنیا سے تشریف لے گئے بعد میں دنیا مختلف رخنوں کا شکار ہو گئی۔ عہ۲

اب صورت یہ ہے کہ ضال کے لئے راہ ہدایت نہیں۔ اور ہدایت چاہنے والے کے لئے کامل یقین کا راستہ نہیں عہ۳

ایک موقعہ پر فرمایا۔ عمر رضہ! اللہ تعالیٰ تیری قبر کو منور کرے جس طرح آپ نے ہماری مساجد کو قرآن کی تلاوت (تراویح) سے منور کیا۔ عہ۴

موصوف نے مسجد نبوی کا فرش عقیق کے پتھر سے بنوایا۔ عہ۵

ذکر عمر رضہ سے اپنی محافل کو مزین کرو۔ عہ۶

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ آپ اسلام کے مضبوط حصار تھے۔ (طبقات ابن سعد ص ۳۷۱)

عہ۱ تاریخ الخلفاء ص۱۴۳ ۔ نہج البلاغہ ص۲۴۹ کلام ۲۲۳ ۔ عہ۳ کنز العمال ج ۵ ص۲۴۵ ، ج ۱۴ ص۲۲۲ ۔ ج ۱۴ ص۲۱۰ و ص۲۳۴ ۔ عہ۴ ۔ ایضاً ۔ عہ۱ گمراہ عہ۲ قلعہ

Marfat.com

اقوالِ زرّیں

۱:۔ حضرت عمرؓ سطح زمین پر میرے نزدیک محبوب ترین انسان ہے (ابو بکرؓ)

۲:۔ میں نے خلافت کے لئے بہترین انسان (عمرؓ) کا انتخاب کیا ہے

۳:۔ صالحین کا جب بھی ذکر کیا جائے تو فاروقؓ کا ذکر کرو کیونکہ ان کی زبان پر حق ہے (علیؓ)

۴:۔ حضرت عمرؓ کا علم پوری کائناتِ ارضی سے وزنی ہے۔ (ابن مسعودؓ)

۵:۔ حضرت عمرؓ بہت ذہین اور نظمِ ربانی تسبیح کرنیوالا انسان تھا (عائشہؓ)

۶:۔ حضرت عمرؓ دین کے معاملہ میں بلا خوف و خطر کام کرتے تھے۔ (حذیفہؓ)

۷:۔ حضرت عمرؓ میرے نزدیک نبی کریمؐ کے بعد محبوب ترین ہیں۔ (علیؓ)

۸:۔ حضرت عمرؓ کا تذکرہ تورات میں حق کے علمبردار سے کیا گیا ہے (کعب احبارؓ)

۹:۔ صدیقی خلافت میں آپ پیش پیش تھے۔ (ابن مسعودؓ)

۱۰:۔ عہد فاروقی میں شیطان مقید نظر آتے تھے۔ (مجاہد رح)

۱۱:۔ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ سے پہلے خلافت کا کوئی حقدار نہ تھا۔ (شریکؒ)

۱۲:۔ میں حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ کا ذکر خیر (بھلائی) سے کرتا ہوں۔ اور جو انہیں خیر سے یاد نہیں کرتا میرا اس سے کوئی تعلق نہیں (جعفرؒ)

دورِ فاروقیؓ میں حضرت علیؓ اور عباسؓ نے مسئلہ وراثت کا مطالبہ کیا۔ آپ نے انہیں وہ جواب دیا جو خلیفۂ اول نے لا نورث ما ترکناہ صدقۃ۔ دیا اور ساتھ ہی کہا۔ اس مسئلہ میں تم نے خلیفۂ اول کو فرایتما کاذبا۔ اثما۔ غادرا۔ خائنا۔ کاذب، گناہ میں ملوث۔ غدار، خائن خیال کیا۔ ؏۲

؏۱ تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۴ تا ۹۶، ؏۲۔ کنز العمال ج ۲ صفحہ ۱۶۸۔ از علامہ علاؤالدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ

Marfat.com

آپ منبر پر خطبہ ارشاد کر رہے تھے۔ ایک شخص نے کہا۔ امیرالمومنین! مجھے آپ کے گورنر نے مارا پیٹا ہے۔ اور مجھ پر ظلم اور ستم کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ واللہ ...... لاقدنک، بخدا میں تجھے اس سے قصاص دلواؤں گا۔ اس پر مصر کے گورنر عمرو بن عاص نے کہا۔ آپ اپنے گورنروں کو یہ سزا دلواتے ہیں۔ اس پر آپ نے کہا۔ جناب رسول کریم ؐ اور ابو بکر رضؓ نے اپنی ذات سے قصاص دیا۔ وہ شخص اس گورنر سے کسی طریقہ سے راضی ہو گیا تھا۔ یہ روایت موصول ہے بعض نے اسے منقطع کہا ہے۔

حضرت ابی ہریرہؓ عامل (گورنر بحرین) تھے۔ وہ کہتے ہیں موصوف نے بڑی سختی سے میرا محاسبہ کیا۔ اور کہا یہ دس ہزار روپیہ تو نے کہاں سے حاصل کیا ہے۔ میں نے کہا یہ میرا اپنا حصہ ہے۔ اور عطیہ ہے۔ موصوف نے تمام مال قرقی کر لیا اور فرمایا اصل مال لے لو۔ اور بقایا بیت المال میں رکھ دو۔

کنز العمال ج ۴ ص ۳۱۹ ح ۶۸۱
طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۳۵۔ ۳۳۶۔

خلیفۂ ثالث

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا محور۔ فاروقی مجلس شوریٰ کے چھ ممبران علیؓ۔ عثمان رضؓ۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ۔ طلحہ رضؓ۔ زبیر رضؓ۔ سعد رضؓ کی تجویز اور فیصلہ پر تھا۔ حضرت عثمان رضؓ کی بیعت سب سے پہلے عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے کی تھی۔ ؎۱ موصوف بہت بڑے عالم تھے۔ آپ کی خلافت تمام صحابہ کے اتفاق سے ہوئی۔

خلافت

موصوف کی خلافت کے چھ برس بڑے نرم مزاجی اور بصیرت افروزی پر تھے چنانچہ آپؓ اس عرصہ میں حضرت عمر رضؓ سے زیادہ مقبول تھے۔ لانہ لھم ودملھم ترانی فی امورھم۔ بعد میں آپ نے اپنے اقرباء اور اہل بیت کو منصب پر فائز کیا۔ اور ان کو بیت المال سے بھی مال عنایت کیا۔ (واستعمل اقرباءہ واصل بیت المال) اور اس سلسلہ میں صلہ رحمی کو مقدم رکھا اور آخری چھ سال میں آپ سے ایسے حالات پیدا ہوئے جس سے شبہات نظر آنے لگے۔ مروان کو افریقہ کے مال کا خمس عطا کیا۔ اور اس پر یہ دلیل پیش کی کہ ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ نے اپنا حصہ چھوڑ دیا اور میں نے اسے فقسمتہ بین اقربائی (اپنے اقرباء میں تقسیم کر دیا۔ ؎۲۔ اور یہ وجہ عوام میں مزید شبہ کی موجب بنی ؎۳۔

حیات فاروقی میں آپؓ کے علاتی بھائی (ولید) نے خلافت کی مشاورت کے وقت

؎۱ تاریخ الخلفاء ص۱۰۵ تا ۱۰۶۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ص۶۲۔ ص۹۲۔ ص ۳۴۳ ؎۲ کنز العمال ج ۵ ص ۴۳۳ ؎۳ ص ۲۴۵۶۔

Marfat.com

صاف انکار کر دیا۔ یوں کہتے ہوئے کہ عثمان یحب عثمان المال ویدہ لاھل بیتہ۔ مال اور خیرات اپنے اہل بیت کے لئے پسند کرتا ہے۔ عـ۱ یہ شخص اس منصب پر کیسے لایا جا سکتا ہے۔

اسی مجلس میں ابن عمر رضہ کا نام پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا ہمیں اس خلافت سے محبت ہے اور نہ عداوت۔ عـ۱

مفتوحہ علاقوں سے ۱۱ھ میں مستحقین افراد کو ایک لاکھ درہم کی تھیلی عنایت کر دی۔ ایک (بدرہ) تھیلی میں چار ہزار اوقیہ ہوتا تھا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

عوام میں آپ سے ناپسندگی اور ناراضگی کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی۔ کہ آپ اپنی قوم کو پسند کرتے تھے۔ یحب قومہ فولی الناس اثنی عشرۃ سنۃ وکثیر یولی بنی امیۃ ممن لم یکن لہ مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم صحبۃ فکان یجیئ من امرائہ مایکرہ اصحاب محمدؐ وکان عثمان یستعتب فیہم فلا یعزلہم۔ فلما کان فی الست الاواخر۔۔۔ استاثر بنی عمہ فولاھم وما اثرک معہم وامرھم بتقوی اللّٰہ فولی عبد اللّٰہ بن سرح مصر فمکث علیہا سنین فجاء اھل مصر لیشکونہ ویتظلمون منہ۔ عـ۲

عوام کے اذہان میں مخالفت کی وجہ یہ تھی کہ بنی امیہ کے افراد کو منصب جلیلہ پہ فائز کر دیا۔ اور ایسے افراد کو اس منصب پہ فائز کیا۔ جو کہ صحبت نبوی سے محروم تھے۔ اگر ان کے متعلق شکایات پیش کی جاتیں۔ تو آپ نے ان سے معزولی کا حکم نہ دیتے۔ چنانچہ عبد اللہ بن سرح کے متعلق اہل مصر نے شکوہ کیا۔ اور اپنے مظلومانہ داستان پیش کی لیکن آپ نے اسے معزول نہ کیا۔ اور یہ شخص مصر کا گورنر رہا

اس میں اضافہ یہ ہے کہ خلیفہ کے لئے عوام کی اصلاح کا طرز اختیار کرنا ضروری ہے عـ۳ ام بکر بنت مسعود بیان کرتی ہیں۔ حضرت عثمان رضہ نے اقرباء نوازی کی وجہ بیان کی ۔

کنز العمال ج ۵ ص ۲۳۶، ۲۴۱ و ص ۲۴۱ ۔ عـ۲ ص ۴۸۶ ۔ عـ۳ تاریخ الخلفاء ص ۱۳۱ ۔ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۳

لوگو! ابو بکر رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے حقوق سے بالکل بے نیاز تھے۔ یہی شخص اس سلسلہ میں اپنی صلہ رحمی کو پیش نظر رکھا ہے۔ ؎

عبداللہ بن سعد بن سرح ان شرکاء میں سے تھا جن کے متعلق ارشاد نبوی تھا کہ اگر وہ استار کعبہ سے بھی چمٹے ہوں تب بھی انہیں قتل کر دیا۔ اقتلوھم وان وجدتموھم متعلقین باستار الکعبۃ ؎ موصوف حضرت عثمان بن عفان کی پناہ میں تھے۔ بیعت کے موقعہ حضرت عثمان رض انہیں ساتھ لے آئے۔ اور درخواست کی کہ اس کی بھی بیعت لے لو۔ آپ نے تین مرتبہ نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ آپ نے بالآخر اس کی بیعت منظور کر لی۔ ؎

ابن مسعود رض ابوذر غفاری رض اور عمار بن یاسر رض کے متعلق بنو غفار اور بنو ھذیل کی۔۔ شکایات کا آپ نے کوئی حل نہ کیا ؎

اہل مصر کو اپنے گورنر عبداللہ بن سعد بن سرح پر شکایات تھیں۔ جن کا ذکر محمد بن ابی بکر کی نمائندگی میں تمام اصحاب مدینہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت عثمان رض نے گورنر کو تہدیدی خط تحریر کیا لیکن اس نے اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ قاصد کو مارا پیٹا۔ اہل مصر کا وفد بالکل مایوس ہو گیا۔ اس واقعہ سے طلحہ رض اور عائشہ صدیقہ رض نے بھی تجسس کی۔ حضرت علی رض نے حضرت عثمان رض سے بھی گفتگو کی۔ کہ آپ گورنر کو معزول کر دیں۔ اور وہ اپنے مقتول کا قصاص طلب کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رض نے وفد کے فیصلہ کے مطابق محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر بنا دیا۔

یہ وفد واپس مصر کو جا رہا تھا۔ راستے میں ایک شخص سے ان کی ملاقات ہوئی۔ جس کا انداز گفتگو اور مزاج شکوک کا مظہر تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس شخص سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں تحریر تھا۔ گورنر مصر عبداللہ بن ابی سرح! جب تیرے پاس محمد بن ابی بکر جائز ہوں۔ تو اسے قتل کر دینا۔ اور اس کی تحریر کو جلا دینا۔ اور اپنی گورنری پر بحال رہنا۔ اس چٹھی کو پڑھتے ہی یہ وفد واپس مدینہ پلٹا۔ اور اس نے پوری حقیقت سے اہل مدینہ کے معززین کو آگاہ کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ تمام صحابہ پر خاموشی طاری تھی۔ ادھر محمد بن ابی بکر نے بنی تیم کے افراد سے رابطہ پیدا کیا۔ اور ذاتی انتقام کے لئے عثمان رض کے مکان کے

؎۱ طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۴ ۔ اسد الغابہ ج ۳ ص ۵ ۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۲۱ ۔ ؎۲

محاصرہ کا پروگرام بنا لیا۔ تحریر کی انکوائری کے لئے ایک وفد حضرت علی رضؓ، طلحہ رضؓ، زبیر رضؓ، سعد رضؓ اور عمار کی معیت میں آپ سے ملا۔ اور پورا واقعہ سنایا۔ آپ نے حلفیہ طور پر کہا۔ جو کچھ اس تحریر میں ہے میرا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے۔ مہر اور اونٹ اور غلام میرا ہی ہے۔ چونکہ یہ تحریر مروان کی تھی۔ احباب نے مطالبہ کیا۔ کہ مروان ان کے حوالہ کر دیں۔ آپؓ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور شبہ یقین میں بدل گیا۔ اس پر فوراً ہی محاصرہ کر لیا گیا۔ آپؓ نے محاصرہ سے قبل تقریر کی۔

مسلمان کا قتل تین وجوہ سے ہو سکتا ہے۔

(۱) امت میں انتشار پیدا کرنے والا (۲) بغیر قصور کے کسی کا قاتل (۳) شادی شدہ زانی۔ میری زندگی جاہلیت کی تمام رسوم سے پاک اور اسلام کی خوبیوں سے مرصع ہے۔ میں نے قرآن کو کتابی شکل میں جمع کیا۔ (مشکوٰۃ ج ۲)

کسی نے آپ کی تقریر اور احسان کی طرف التفات نہ کیا۔ آپؓ نے حضرت علی رضؓ سے سات مشکیں پانی منگوایا۔ حسنؓ اور حسینؓ مکان کے نگران تھے۔ بلوائیوں نے اندر گھس کر موصوف کو اس حالت میں قتل کیا کہ آپ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ داڑھی محمد بن ابی بکر نے نوچی۔ اور سر پر ایک لوہے کا سریا گھونپ دیا۔ آپؓ نے اسے شرم دلائی وہ تو رک گیا۔ ؎۱

قاتلین عثمانؓ

عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی۔ کنانہ بن بشر کندی۔ عمرو بن حمق خزاعی۔ مالک بن اشتر نخعی کوفے کے دو صد افراد کے سردار تھے۔ موصوفؓ قرآن کی تلاوت فسیکفیکھم اللہ پر نگاہ رکھے ہوئے اپنی بیوی نائلہ بنت فرافصہ کے پاس بیٹھے تھے۔ موصوفہ کی مداخلت سے انگلیاں کاٹ ڈالی گئیں۔ یہ پورا واقعہ نماز عصر کے بعد رونما ہوا ؎۲ اسی موقعہ پر آپ کی بیوی کی بے حرمتی ایسے انداز میں کی گئی۔ کہ آپ کے کپڑے پھاڑ دیئے گئے اور ایسا خطرہ لاحق ہوا کہ اسے اپنے خاوند کی مرگ کی بھی اطلاع سے روکا گیا۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ اتنی گھبراہٹ محسوس کر رہے تھے۔ ایسا نہ ہو کہ بلوائی پھر حملہ آور نہ ہو جائیں۔ اس پر موصوفہ نے بتی بجھا دی ؎۲

آپؓ کے جنازہ میں صرف ۱۲ آدمی تھے۔ نماز جنازہ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے ادا کی جنت البقیع میں پہلی قبر موصوف کی تھی ؎۳

؎۱ اعلام الخطابہ ج ۱۵ صـ۴۵ ۔ ؎۲ اسلامی انقلاب صـ۲۴ ۔ صـ۲۶ ۔ صـ۳۴ ① الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ ۱۲

جبلہ نامی قاتل عثمانؓ فخریہ اتراتا کہ رہا تھا میں قاتل ہوں۔ موصوف ۲۲ ذی الحجہ ۳۵ھ
بروز جمعہ شہید ہوئے۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۲۷)

پیغام تعزیت

ابن عباسؓ:۔ اگر تمام لوگ قتل عثمانؓ میں شریک ہوتے تو ان پر آسمان سے پتھر برسائے جاتے
حذیفہؓ:۔ قتل عثمانؓ سے جو دروازہ کھلا ہے وہ بند نہ ہوگا (کنز العمال ج ۵، ص ۲۲۶)
ثمامہ بن عدیؓ:۔ نبوی خلافت کا قتل عثمانؓ سے استیصال اور جبری بادشاہی مسلط ہوگی۔
حضرت ابوہریرہؓ:۔ قتل عثمانؓ پر خوب آبدیدہ ہوئے۔
عبداللہ بن سلامؓ:۔ قتل عثمانؓ پورے عرب کی ہلاکت ہے۔
حضرت علیؓ:۔ اللہ کی قسم میں نے موصوف کو قتل کیا اور نہ ہی میرے علم میں اور نہ ہی میں نے حکم دیا ہے۔ میں اس معاملہ میں بے بس تھا۔ اور کہا یا اللہ میں قتل عثمانؓ سے بالکل بری الذمہ ہوں

حضرت حسانؓ:۔ وکان اصحاب النبی عشیۃ — بدن تنحر عند باب المسجد
ابکی ابا عمرو لحسن بلائہ — امسی رہینا فی بقیع الغرقد [1]

علی بن حسینؓ:۔ واللہ ما قتل عثمان علی وجہ الحق۔ ناحق عثمانؓ کا قتل ہوا [2]
مروان بن حکم:۔ حضرت عثمانؓ کا چچازاد بھائی تھا۔ اور یہی شخص آپ کے قتل کا سبب بنا۔ اور اسے آپ کی زندگی میں بحیثیت سیکرٹری ہونے کا بہت ناز تھا۔ موصوف کے پاس اس کے متعلق بہت سی شکایات تھیں۔ اور یہ صحابہ کو پرکاہ کی حیثیت بھی نہ دیتا تھا [1] عبدالرحمٰن اس کا بھائی اس کی زندگی سے بالکل نالاں تھا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کی جب شہادت ہوئی ہے۔ تو موقعہ پر یہ مدینہ سے بھاگ گیا تھا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۷) حضرت امیر معاویہؓ نے اسے اپنی زندگی میں مدینہ، مکہ، طائف کا گورنر بنایا۔ ۵۴ھ میں یہ معزول کردیا گیا۔ اس کی ولادت میں کافی اختلاف ہے۔ بعض نے طائف اور بعض نے مکہ میں مقام پیدائش بتایا ہے۔ [2]
حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے نجی گفتگو میں خدشات کا اظہار کیا تھا۔ آپ اصحاب مصطفےٰ کی موجودگی میں بنی ابی معیط کو عوام کی گردنوں پر مسلط (حاکم) نہ کرنا

---

[1] اسد الغابہ ص ۸۰، ج ۳، ص ۳۲۰، طبقات ابن سعد ص ۲۲۶، اسد الغابہ ص ۱۸۷ ج ۵، اسد الغابہ ص ۳۴ ج ۳ [2]
طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۱۶۔

Marfat.com

مروان کا باپ حکم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل اتارتا تھا۔ اور اشارے کرتے تھا۔
آپ نے اسے دیکھ کر کہا یا اللہ! اسے رعشہ کی مرض لگا دے۔ چنانچہ وہ اسی کا شکار ہو گیا (طبقات ابن سعد)
خلافت عثمان میں حضرت ابوذر غفاریؓ کو حکماً مقام ربذہ میں نکالا گیا۔ واسرہ
عثمان ان یخرج الی الربذۃ ـــــ موصوف کا اصل نام جندب تھا (طبقات ابن سعد ص۲۲۷)
حکم بن ابی العاص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے جلاوطن کر دیا تھا۔ اس کا بیٹا
مروان بھی اس کے ساتھ تھا۔ چنانچہ دورِ صدیقی و فاروقی میں طائف میں رہے۔ حضرت عثمانؓ
نے انہیں اپنی خلافت میں بلا لیا۔ اور دلیل یہ پیش کی کہ میں نے نبی کریم سے سفارش کی تھی۔ اور
آپ نے مجھ سے وعدہ فرما لیا۔ (اسد الغابہ ج ۲۔ ص۳۴)

ارشادات

۱۱ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ملائکہ عثمانؓ سے حیا کرتے ہیں (مشکوٰۃ ج ۲)
آپ نے اپنی بیٹی رقیہؓ اور ام کلثومؓ کا نکاح وحی آسمانی سے کیا (کنز العمال ص۱۹۰ ج ۱۴۲)
آپ نے جنت کی بشارت دی۔
غزوہ ذات الرقاع اور غطفان کے موقع پر خلیفۂ رسولؐ تھے (طبقات ابن سعد ص ۵۶/۳۷)
موصوف صاحب ہجرتین ہیں۔ (اسد الغابہ
غزوہ بدر میں عدم شرکت رقیہ بنت رسولؐ کی تیمارداری میں مصروف تھے۔
غزوہ تبوک ۹ھ میں موصوف نے ایک ہزار دینار کی تھیلی پیش کی۔ اور اونٹ مع پالان
عنایت کئے۔ اس فیاضی کو دیکھ کر آں حضرتؐ نے فرمایا ما علی عثمان ما عمل بعد
ھذا۔ اگر عثمان عمل سے بے نیاز بھی رہے تب بھی اس کا یہ عمل کافی وافی ہے
آں حضرتؐ نے بیعت رضوان میں اپنا ہاتھ حضرت عثمانؓ کا قرار دیا تھا۔
ارشاد نبوی......حضرت عثمان مظلوم قتل ہوگا۔
ہر نبی کا رفیق ہے اور میرا جنت کا رفیق عثمانؓ ہے (اسد الغابہ ج ۳۔ ص۳۷۹)
۱۲ـ حضرت علی رضؓ نے آپ کو ذوالنورین ہونے کی وجہ یوں بیان کی۔ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں تھیں اور فرشتوں کی ملاء اعلیٰ پارٹی آپ کو اسی شرف
دامادیت کی بنا پر ذوالنورین پکارتے ہیں (طبقات ابن سعد ج ۱ ص۱۰۴۔ ینابیع المودۃ ص۲۴۴)

Marfat.com

وانت اقرب الی رسول اللہ وشیجۃ رحم وقد نلت من صھرہ مالم ینالہ ۔ یہ موصوف کی شان میں جملہ حضرت علی رض نے ادا کئے ۔ محشی نہج البلاغہ فرماتے ہیں ۔ حضرت علی رض داماد مصطفےٰ اور ابو بکر رض اور عمر رض خسر مصطفےٰ ہیں ۔ اور حضرت عثمان رض بھی داماد مصطفےٰ ہیں ۔ اسی بنا پر آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے ۔[1]

۱۳ : ونزعنا ما فی صدورھم من غل ۔ میں حضرت علی رض حضرت عثمان رض ۔ طلحہ رض ۔ زبیر رض کو شمار کیا ہے (طبقات ابن سعد صـــ۳۷۸)

ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل ۔ ابن عباس رض فرماتے ہیں ۔ اس سے مراد عثمان ہیں (طبقات ابن سعد ج ۴ ۔ صـــ۹)

۱۴ : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفر اللہ لک یا عثمان ماقدمت واخرت وما اسررت وما اعلنت وماھو کائن الی یوم القیامۃ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ عثمان رض اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدم اور موخر ، ستری اور ظاہری اور جو قیامت تک تجھ سے اور ہونے والے ہیں ۔ وہ معاف اور بخش دیئے ہیں ۔

(اسد الغابہ ج ۳ ۔ صـــ۳۷۸)

[1] ۔ نہج البلاغہ مصری صـــ۸۴ ، ۸۵ ج ۲

Marfat.com

خلیفہ رابع

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی بن ابی طالب

سرزمین مکہ میں پیدا ہوئے۔ اور (۹) نو برس کی عمر میں اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئے آپؓ اسلام سب سے پہلے لائے اور اظہار بعد میں کیا۔ اظہار کی صورت حضرت ابوبکر صدیقؓ اول زمرہ میں شامل ہوئے۔ اسلم ابوبکر واظہر اسلامہ لان علیاً اختفی الا سلام عن ابی طالب[۲]، حضرت علیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی[۳] آنحضرتؐ نے آپ کو یمن روانہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ تو موصوف کہنے لگے منصب قضا بہت مشکل امر ہے۔ آپؐ نے سنتے ہی میرے سینہ میں تھپکی دی اور فرمایا۔ یا اللہ! علیؓ کے سینہ کو ثابت رکھنا۔ اور اس کے دل کو ہدایت سے لبریز کرنا۔ پس اس کا ایسا اثر ہے آج تک میں کسی قسم کے شبہ اور شک کا شکار نہیں ہوا[۴]

حضرت خدیجہؓ اور نبی کریمؐ نماز ادا کر رہے تھے حضرت علیؓ نے دریافت کیا۔ حضرت جی یہ کام کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ دین الٰہی ہے۔ اور اس کے پرچار کے لئے میں مبعوث کیا گیا ہوں چنانچہ میں آپ کو توحید کی دعوت دیتا ہوں۔ اور لات[۱] اور عزیٰ سے نفرت دلاتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے اس سلسلہ میں اپنے باپ سے مشورہ کی ٹھان لی۔ رات ہی کوئی ایسا انقلاب آیا۔ کہ صبح سویرے مسلمان ہوئے۔ اور آپؐ سے کہا آپ اپنی دعوت کی تعلیم سے مجھے آشنا کریں۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، اور لات اور عزیٰ کو ترک کر دیں۔ اور تمام انداد اور شرکاء سے بے نیاز ہو جائیں۔ اس دعوت کو آپؓ نے قبول کیا اور اسے انعام الٰہی قرار دیا

اصابہ، ص۳ ۲۰۵/۶، ص۵ ۲۷۰/۴، ص۲ ۵۰۱/۶ (یہ دونوں بت تھے، ۱۲)

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے میری نبوت کی گود میں تربیت کی ہے۔ مجاہدؒ نے آپ کے اسلام لانے کی عمر دس سال بیان کی۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں - اول من اسلم علیؓ - ارشاد نبوی من کنت مولاہ فعلی مولاہ - اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ واعن من عانہ وابغض من ابغضہ - جس کا میں مولیٰ اس کا علیؓ مولیٰ - یا اللہ جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کرنا۔ جو اس سے عداوت کرے اس سے عداوت کرنا - اور جو اس سے بغض رکھے اس سے بغض رکھنا۔ علیؓ مجھ سے اور میں علیؓ سے ہوں -

حضرت فاطمہ رضہ کا نکاح حضرت علیؓ کو دیا - آپ کو ایک دفعہ ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کا خیال پیدا ہوا۔ آپ کو اس سے خفگی ہوئی اور حضرت فاطمہؓ نے بھی اپنے والد سے اظہار کیا۔

ایک روایت میں ہے - موصوف ابوبکر صدیق رضہ کو ساتھ لے گئے۔ اور کہا آپ مجھ سے ناراض اور ابوبکرؓ سے خوش ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ یہ شخص پہلا اسلام لانے اور ایمان لانے والا ہے۔ اور یہ منکسر المزاج اور خاموش طبع ہے۔ ہجرت کا ساتھی ہے۔ کیف لا یتھلل وجھی فرحًا - علیؓ میں نے آپ کو مقدم کرنے کی ۳ بار کوشش کی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو مقدم رکھا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے بھی اس شخص سے کہا اگر تو قریشی نہ ہوتا۔ میں یقیناً تجھے قتل کر دیتا۔ تو کون ہے ابوبکرؓ سے مجھے فضیلت دینے والا - اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف اور لوگوں کی مذمت کی ہے - الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ ①

علیؓ فاتح خیبر تھے ۲ ہجرت کے وقت بستر نبویؐ پر آپ تھے۔ آنحضرتؐ نے آپ کو امانتوں کی ادائیگی کے لئے مکہ میں چھوڑا تھا۔ تمام غزوات میں شرکت کی سوائے غزوہ تبوک کے۔ اس غزوہ میں آپ مدینہ میں خلیفہ تھے۔ امیر موصوف نے درخواست کی - آپ مجھے چھوڑ کے جا رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ اما ترضی ان تکون بمنزلہ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی - آپ کا مرتبہ میرے نزدیک وہ ہے جو کہ حضرت موسیٰ کے نزدیک حضرت ہارونؑ کا تھا۔ لیکن میرے بعد نبی نہ ہوگا (اجراء نبوت کا سلسلہ مجھ پر ختم ہو چکا ہے)

---

① اسد الغابہ، مشکوٰۃ ج ۲ - ۲ طبقات ابن سعد ص ۱۸ - ۲ اسد الغابہ، بخاری ص ۵۲۸/۱۲ وکنز العمال کنز العمال ج ۲ - ۳ مشکوٰۃ - کنز العمال

موصوف ۵۸۶ احادیث کے راوی ہیں۔ لا فتیٰ الا علی۔ حضرت عمرؓ نے غدیرِ خم پر خطاب نبوی کے بعد موصوف سے کہا آپ کو مبارک ہو۔ غزوہ خیبر کے موقعہ پر موصوف کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ نے لب دہن لگایا۔ جس سے درد کافور ہوگیا۔ علیؓ تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔ علیؓ تجھ سے مومن محبت کرے گا اور منافق بغض رکھے گا۔ آپؓ علم کا دروازہ اور میں شہر ہوں (یہ روایت مستند نہیں ہے) بلکہ یوں ہے میں علم کا شہر۔ ابوبکر اس کی بنیاد۔ عمر دیواریں۔ عثمان چھت اور علی اس کا دروازہ ہے۔ (۱)

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے علی اقضانا، علیؓ ہم میں چیف جسٹس ہیں۔ ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ۔ واولئک عنہا مبعدون۔ مراد ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعدؓ، عبدالرحمنؓ (کنز العمال ج ۲، ص ۲۹۷ ح ص ۱۹۳۲)

خلافت:

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے سرزمین مدینہ میں عظیم انقلاب رونما ہوا۔ لوگوں کی خواہش تھی کہ حضرت علیؓ کی بیعت کی جاوے۔ چنانچہ عوام نے آپ سے کہا۔ آپ نے فرمایا کسی بڑی کا انتخاب درست رہے گا (۲) بعد۔ یہ بھی کہا میں بہت سے امور کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اور حالات پر کنٹرول کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ ایک ایسا سانحہ ہے۔ جس کا مداوا کرنا ضروری ہے۔ مجھے اس معاملہ میں خوشی ہے کہ کسی اور کو اس منصب پر لاؤ۔ میں سمع اور طاعت پوری پوری کروں گا۔ اور جسے تم اپنا والی بناؤ گے۔ میں بحیثیت وزیر اور معاون کے کام کروں گا۔ اور یہ میرے لئے امارت قبول کرنے سے بہتر ہے

آپ کو مسند خلافت پر فائز کیا گیا۔ پہلا مسئلہ قاتلین عثمانؓ کا تھا۔ اس پر موصوف نے جواب دیا۔ میں حالات سے پوری طرح آگاہ ہوں۔ ہماری طاقت بالکل کمزور ہے۔ اور حالات ناسازگار ہیں۔ ایسے حالات میں مسائل کا حل عقل اور حلیم طبع سے ہوا کرتا ہے۔ میں پوری کوشش سے فضا کو بہتر بناؤں گا۔ ایسا کام مت کرو جس سے قوت پارہ پارہ ہو جائے

---

(۱) الصواعق المحرقۃ ص ۱۲ مولانا ابن حجر مکی ہیثمی رح (۲) کنز العمال ص ۲۹۷ (۲) نہج البلاغہ ص ۱۸۲ ج ۲۔ اسد الغابہ طبقات ابن سعد۔ مسلم۔ بخاری۔

Marfat.com

اور ذلت اور رسوائی اپنا کام کرے اگر اس انداز سے مسئلہ حل نہ ہوا فانحوالدواء الکئی تو علاج شدت سے کیا جائے گا۔ (نہج البلاغہ ص۹۸۔ کلام نمبر ۱۶۳)

صحابہؓ اور بیعت علیؓ

بعض صحابہ اور حضرت امیر معاویہؓ نے قتل عثمانؓ کے مسئلہ میں۔ آپ کے خون آلود کپڑے شام میں لٹکا دیئے تھے۔ جس سے عوام میں اشتعال انگیزی نے خوب رنگینی پیدا کر دی۔ ادھر حضرت علیؓ نے اپنی صفائی کے لئے خطبہ دیا۔ جس میں حضرت معاویہؓ کو خطاب تھا۔ میری بیعت اس قوم نے کی ہے جس نے حضرت ابو بکرؓ۔ عمرؓ اور عثمانؓ کی بیعت کی۔ چنانچہ میری بیعت کی اساس حق پر ہے جو شخص حاضر ہے۔ اسے انکار کی قطعاً گنجائش نہیں ہے اور جو اس میں غیر حاضر ہے اسے رد کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ انصار اور مہاجرین کی مجلس شوریٰ کا فیصلہ قابل احترام ہے۔ اور جسے وہ امام منتخب کر لیں وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے عین مطابق ہو گا۔ جو ان کے فیصلہ میں طعن کرے اور انحراف کرے۔ اس کا تعاقب نہ کرنا اور اس سے قتال کرو جو صحابہ کے فیصلہ کا منکر ہے۔ حضرت معاویہؓ! یقین کرنا میرا قتل عثمانؓ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر آپ غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا۔ میں اس معاملہ میں بے قصور ہوں۔ اور آپ مجھے بلا دلیل مجرم بنانے کی سعی نہ کریں (نہج البلاغہ ج ۳ ص۸ و ص۱۲۰)

مروان بن حکم کے متعلق آپ کی رائے یہ تھی کہ یہ غیر وفادار ہے۔ اور اس پر اعتماد کی گنجائش نہیں ہے۔ ادھر بیعت کرتا ہے۔ اور دوسری طرف غداری کرتا ہے۔ (اور ایسی چال چلتا ہے کہ اس کا علم مشکل سے ہوتا ہے) یہ ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ اور ہشام کا سردار ہے۔ اور اس کی اولاد سے امت مسلمہ کو سرخ انقلاب کا سامنا ہو گا۔ بعدہ آپ نے حسنینؓ کے مشورہ سے رہا کر دیا۔ اور بیعت قبول کر لی۔ یہ جنگ جمل کا واقعہ ہے۔ (نہج البلاغہ ص۸ ج ۱۲)

خطبہ خلافت:

آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ اور عوام کے سامنے منبر نبوی پر خطبہ دیا اما بعد۔ حضرات حق اور باطل دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ کامیابی ہمیشہ اہل حق

---

[۱] الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ الدینوریؒ

کے نصیب ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ تعداد میں قلیل ہوں۔ اور باطل ہمیشہ خسران کا شکار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے افراد کثیر کیوں نہ ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ مقدس منصب کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ میں اس کے سنبھالنے سے خوف رکھتا ہوں۔ مجھ سے پہلے ابوبکرؓ اور عمرؓ نے پوری محنت اور کاوش سے اس کا حق ادا کیا۔ حضرت عثمانؓ نے بھی ایسا ہی کیا چھ افراد کے مشورہ پر فرشتہ سالتی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے عہد و پیمان میں کامل نجات ہے۔ (میں تمہارے امور کا والی بنایا گیا ہوں۔ میں کتاب و سنت کی روشنی میں کام کروں گا (طبقات ابن سعد)

مفتری کا انجام تباہی ہے۔ اور جس نے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے نقشہ سے انحراف کیا۔ وہ گمراہی پر ہے۔ اور جس نے راہ اعتدال کو اپنا آئینہ بنایا وہ کامران ہے۔ ہمیشہ اپنی اصلاح کی کوشش کرنا۔ اس امت کے افراد کی اصلاح کا طریقہ کوڑے۔ اور تلوار سے ہی ہو سکتا ہے۔ اپنے نفوس پر کنٹرول کرو۔ اور صلح اور اتفاق کو اپنا شعار بناؤ۔ اور اپنے حقوق کو آپس میں ہی حل کرو۔ حقوق کے اتلاف میں سراسر خسارہ ہے۔ اور تمام گناہوں کے ازالہ کا اصل (اساس) توبہ ہے۔ انہی الفاظ پر میں اکتفا کرتا ہوں[1]

انسانی اصلاح امیر فاجر یا نیک امیر کر سکتا ہے۔ لوگوں نے فاجر کی امارت کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ فاجر اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں آتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے مال فئی (غنیمت) حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے حدود قائم کی جاتی ہیں۔ اور وہ حج بیت اللہ کرتا ہے۔ اور اللہ کی عبادت میں ایسا محو ہوتا ہے۔ کہ اسے موت گرفتار کر لیتی ہے۔[2]

جنگِ جمل

حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کے درمیان ہونے کی وجہ دراصل قتلِ عثمانؓ ہی تھی حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ آپ کی بیعت میں بادل نخواستہ شامل ہوئے۔ اور بعدہٗ عراق روانہ ہو گئے۔ راستہ میں حضرت عائشہؓ سے ملاقات ہوئی اور مدینہ کے تمام کوائف انہوں نے آپ کو سنائے۔ جس سے آپ واپس لوٹ گئیں۔ اور بصرہ میں مع طلحہؓ اور زبیرؓ تشریف لے گئیں۔ وہاں قصاص

---

[1] کنز العمال ج ۵ ص ۲۴۶ ح ۲۵۰۰ ـ [2] کنز العمال ج ۵ ص ۲۴۸ ح ۲۵۰۴

Marfat.com

عثمانؓ کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ ۳۶ھ میں جنگ جمل رونما ہوئی۔ اس میں طلحہؓ اور زبیرؓ شہید ہوگئے۔ ع (اسد الغابہ ص۱۵۹) اس جنگ میں تیرہ ہزار افراد شہید ہوئے خلیفہ رابع نے اس شہر میں پندرہ روز قیام کیا۔ بعدہ کوفہ تشریف لے گئے۔

جنگ صفین

یہ جنگ بھی قصاص عثمانؓ پر تھی جو کہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان ہوئی۔ اس میں مسئلہ تحکیم میں تنازع پیدا ہوا۔ جس سے رافضی اور خارجی گروہ حضرت علیؓ سے علیحدہ ہوگئے۔ حکمین ابو موسی اشعریؓ اور عمرو بن عاص اپنے موقف میں نہایت شریف اور صاف تھے۔ لیکن عمرو بن عاصؓ اس سلسلہ میں اپنے دامن کو پوری طرح صاف نہ کرسکے۔ اور یہ وجہ مزید ہنگامہ آرائی کا سبب بنی۔ جس پر ابو موسیٰ اشعریؓ نے غیر محبت بھرے الفاظ میں آپ کو یاد کیا۔ اس موقع مزاج کی زبان کا فیصلہ آپ کے متعلق خوش کن نتائج کا حامل نہ تھا۔ ۱ـ

قصر الامارۃ

کوفہ کے شاہی محل میں موصوف مختلف امور کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا۔ یا اللہ! جس طرح تو نے سابقہ خلفاء راشدین کی اصلاح کی ہے۔ میری بھی اسی طرح اصلاح کرنا۔ اور صحابیوں کے مناقب بیان کرتے وقت آواز بھرا جاتی اور خوب روتے۔ اور عوام سے کہتے میں نے خلافت صدیقی اور فاروقی اور عثمانی میں پوری سمع اور اطاعت سے کام کیا اور ان تمام کا میں مشیر رہا۔ صحابیوں نے اپنی اولاد کو خلافت پر فائز نہ کیا۔ یہ ان کی کمال فراست تھی۔ ع۱

علوم عربی

عربی علم و ادب کو جلا بخشنے کے لئے آپ نے ابو الاسود دولی کو نحو کے مرتب کرنے پر مامور کیا۔[۲]

---

۱ تاریخ الخلفاء ص۱۳۳ اور ۱۳۴ و ص۱۴۱ ۔ ع۲ اسد الغابہ ج ۳ ص

بیت المال کا مال مسلمانوں میں تقسیم کرتے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے کہ میں نے امانت کو ادا کر دیا۔

حضرت علی رضؓ سے کسی نے کہا ہم آپ کی نگرانی کرتے ہیں۔ جواب میں کہنے لگے۔ خدا کی تقدیر کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔ (کنز العمال ج ۱ صفحہ ۳۱۲)

وصیتِ علیؓ

حضرت حسنؓ کو وصیت۔ عقل سے فیصلہ کرنا اور حماقت سے نفرت کرنا۔ اور عجب پسندی سے پرہیز کرنا۔ اور احمق کو دوست نہ بنانا۔ کذاب کی تصدیق نہ کرنا۔ بخیل کی تصدیق ہلاکت۔ اور فاجر کی تصدیق ہلاکت اور ذلت کا پیغام ہے۔ اس سے پرہیز کرنا۔ دونوں بھائی یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کو دل سے لگانا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۲۱، ۱۳۷، نہج البلاغہ)

عبدالرحمٰن بن ملجم نے آپ کو ۶۳ برس کی عمر میں شہید کر دیا۔ اس سلسلہ میں قاتل نے خطام نامی عورت سے تین ہزار درہم حق مہر پر نکاح کیا۔ اور قتلِ علیؓ کا معاہدہ بھی تھا۔ آپ کے مدفن کے متعلق مختلف بیانات ہیں۔

۱:- عراقی کہتے ہیں حضرت علیؓ یاد دلوں میں ہیں۔

۲:- مقام طیٰ میں آپ کا مقبرہ ہے۔

۳:- قبر موجود ہے لیکن اس کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ کہیں خارجی آپ کی میت کو نکال نہ لیں۔

۴:- حضرت علیؓ کی لاش اونٹ پر رکھی گئی۔ اونٹ بھاگ گیا۔ پتہ نہیں وہ آپ کو کہاں لے گیا۔

۵:- کوفہ کے قصر الامارہ (جامع مسجد) میں آپ کا مقبرہ ہے۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

آیاتِ قرآنی ...... برائے مقام علیؓ

۱ ومن الناس یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ - } جو لوگ اپنے نفس کی تجارت اللہ کی رضا کیلئے

۲ الذین ینفقون باللیل والنہار سرًا وعلانیۃ : } جو لوگ رات اور دن میں مال خرچ کرتے ہیں

حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہوئیں۔

طبقات ابن سعد ج ۶ صفحہ ۱۲ و ج ۴ صفحہ ۲۵۔

Marfat.com

حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں فرمایا۔ الحمد للّٰہ الذی جعل عدونا یسألنا عما نزل بہ ۔ خدا کی حمد ہے کہ ہمارا دشمن ہم سے مسائل دریافت کرتا ہے۔ معاویہؓ نے مجھ سے خنثیٰ (ہیجڑہ) کی میراث کا سوال کیا ہے۔ اور میں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

کنز العمال ج ۱۱ ۔ ص ۷۹

عمار بن یاسرؓ

ارشادِ نبویؐ

تقتلک الفئۃ الباغیۃ ۔ ابشر عمار تقتلک الفئۃ الباغیۃ ۔
تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ اس پر تمہیں بشارت ہے
قاتل ابن سمیۃ فی النار ۔ ابن سمیہؓ کا قاتل جہنمی ہے۔

جنگ صفین میں معاویہؓ اور علیؓ کے رفقاء کہہ رہے تھے۔ واللّٰہ لا نقتل عمارا ابدا۔ بخدا ہم عمارؓ کو کبھی بھی قتل نہ کریں گے۔ اگر ہم نے اسے قتل کر دیا تو ہمیں اس بشارا کا مصداق بننا ہو گا۔ اس جنگ کے مقتولین میں موصوف کی لاش پڑی تھی۔ قاصد کہتا ہے کہ میں نے یہ واقعہ عمرو بن عاصؓ سے ذکر کیا۔ لیکن آپ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔ چنانچہ میں نے اسے اس کی لاش دکھائی۔ جو کہ متغیر ہو چکی تھی۔ دیکھ کر کہنے لگے۔ اس کا قاتل کوئی اور ہے۔
انما قتلہ الذی خرج بہ ،

کنز العمال ج ۱۱ ۔ اسد الغابہ ج ۴ ۔ طبقات ابن سعد ج ۳ ۔ بخاری ص ۶۴

حسنؓ بن علیؓ

ارشادات

۱۱۔ الحسن والحسین سید الشباب اهل الجنة الا ابنی الخالة عیسیٰ ویحیی بن زکریا۔ [۱]

۱۲۔ حسن سبط من الاسباط وکان حلیماً۔ کریماً۔ ورعاً دعا ورعه وفضله الی ان ترک الملک الدنیا رغبةً فیما عند الله وکان یقول ما احببت ان اَلیٰ امر الامة محمد علیٰ ان یهراق فی ذالک محجمة دم وکان من المبادرین الی نصرة عثمان بن عفان ولی الخلافة بعد قتل ابیه علی وکان قتل علی . . . . [۲]

۱۳۔ ابنی هذا سید یصلح الله به بین فئتین عظیمتین [۳]

۱۱۔ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے نوجوانوں کے ماسوائے عیسیٰ اور یحییٰ کے سردار ہوں گے

۱۲۔ حسنؓ میرے اہل بیت سے حلیم، باوقار اور کریم نفس ہے۔ یہ اس کی ورع اور تقویٰ کا اثر تھا۔ کہ آپ نے محض رضاء الٰہی کے لئے . . . . حکومت کو ترک کر دیا اس نقطہ نظر سے کہ امت محمدؐ کشت وخون کا شکار نہ ہو جائے۔ آپ حضرت عثمانؓ

۱۔ اسد الغابہ ص۱۳ ج۲ ۔ ۲۔ ایضاً ص۱۱ ج۱ ۔ ۳۔ بخاری شریف ص۱ ج۲ ۔

کے معاونین سے تھے۔ آپ چھ ماہ مسند خلافت پر رہے۔ بعدہ آپ نے صلح کر لی۔ اگرچہ بعض نے آپ کو عار مومنین اور ذلت مومنین کہا۔ آپ نے جواب دیا۔ آگ جہنم سے عار بہتر ہے۔

۱۴۔ حسن میرا یہ بیٹا ہے۔ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

حضرت امیر معاویہؓ نے آپ کا وظیفہ مقرر کیا (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۲، ۱۴۸۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۵)

حضرت حسنؓ نے نزع کے وقت حضرت حسینؓ سے کہا۔ خلافت اور نبوت ایک خاندان میں جمع نہیں ہو سکتی۔ اور اہل کوفہ کے نادان کے ہاتھوں کا شکار نہ ہونا (ایضاً)

آپ کا مدفن بقیع مرقد میں ہے۔

حسین بن علیؓ کے متعلق لسانِ رسالت نے فرمایا وہ شباب اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور اہل بیت میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ۱

مروان بن حکم نے اپنے دور میں نعمان بن بشیرؓ جو حمص میں تھا سے منگوایا۔ اور اس کا سر کاٹ کر اس کی بیوی، "کلبیہ" کے حوالے کر دیا (طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۵۳)

موصوف کو بعض لوگ الوزع بن ودع کہتے تھے۔ ۲

ام حرام بنت ملحان غزوہ قبرص میں شہید ہوئی۔ اس لشکر کا کمانڈر امیر معاویہؓ بن ابی سفیان تھا۔ ۳

---

۱ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۶۷۔ ۲ اسد الغابہ ج ۵ ص ۵۷۵۔ ۳

Marfat.com

حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ

بعض نے آپ کا اسلام لانا صلح حدیبیہ میں بیان کیا ہے یعنی اظہار ۸ھ کو (طبقات ۷ ص ۴۰۶)

حضرت امیر معاویہؓ ۸ھ فتح مکہ کے موقعہ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کاتب وحی۔ آپ کے متعلق نبی کریمؐ نے دعا کی۔ اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا۔ اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔ یا اللہ! معاویہ کو ھادی بنانا۔ اور اسے قرآن اور حساب کا عالم بنانا۔ اور اسے عذاب سے بچانا [1]

موصوف سے ۱۶۳ احادیث بیان کیں . . . . . . صحابہ . . . کی نگاہ میں

۱:۔ مفسر قرآن ابن عباسؓ۔ آپ کو بہت بڑا فقیہ کہتے تھے۔ [2]

۲:۔ حضرت عمرؓ:۔ موصوف کو کسریٰ عرب کہتے تھے۔

۳:۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں امارت معاویہؓ کا انکار مت کرنا اس کے خاتمہ سے قتل عام ہوگا [3]

۴:۔ قبیصہ بن جابرؓ۔ میرے نزدیک امیر معاویہ انتہائی حلیم الطبع، شیریں مزاج اور بردبار [4] عوام آپ سے ہمیشہ اپنی اصلاح کا مطالبہ کرتے تھے۔

۵:۔ حضرت علیؓ نے یزید بن سفیان (بھائی معاویہؓ) کے انتقال کے بعد موصوف کو دمشق کا گورنر بنایا۔ اسی عہدہ پر آپ خلافت فاروقی، عثمانی، بیس سال تک فائز رہے اور خلیفہ رابع نے آپ کو اسی منصب پر رکھا [1] (طبقات ابن سعد ج ۷، ص ۴۰۶)

۶:۔ حضرت حسنؓ نے ملکی سیاست اور مذہبی فریضہ کے پیش نظر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہوگئے تھے اگرچہ آپ کے احباب نے آپ سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور برے الفاظ سے ملقب کیا۔ لیکن آپ کے سامنے ارشاد نبوی تھا۔ کہ آپ کے ذریعہ دو جماعتوں میں عظیم الشان صلح ہوگی۔ [2]

۷:۔ سعید بن جمہان نے سفینہؓ سے کہا کہ بنی امیہ خلافت کا حق رکھتے ہیں۔ موصوف نے جواب دیا

---

[1] کنز العمال ج ۱۲ ص ۳۱۰، الصواعق المحرقہ ص ۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۹، ۱۵۰ [2] بخاری ج ۲ ص ۵۳۱، ج ۱، ص ۵۳۰

[3] کنز العمال ج ۱۱ ص ۳۵۶۔ حدیث ۳۱۳۰۴۔

Marfat.com

یہ بنی زرقا کاذب ہیں۔ بلکہ یہ لوگ شدید ترین ملوک، بادشاہ ہیں۔ اور پہلا ملوک بادشاہ معاویہؓ ہے (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۳)

بیعت یزید، عوام اور امیر معاویہ کا موقف

حضرت امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں قوہستان بزور بازو شمشیر فتح کیا۔ اہل شام نے اپنی رائے کے پیش نظر یزید بن معاویہ کی بیعت خلافت بخوشی قبول کی۔ اور سرزمین مدینہ میں موصوف کی بیعت کی پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے مروان بن حکم کی ڈیوٹی لگائی۔ چنانچہ مروان نے یزید اور معاویہ کے محاسن اور اخلاق بیان کئے۔ اور اس کی ولی عہدی کیلئے خطاب عام میں کہا۔ کہ یہ وہ طریقہ ہے جسے ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ نے اختیار کیا۔ یعنی سنت شیخین ہے

> حاضرین سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ . . . یہ صدیق اور فاروقی سنت نہیں۔ بلکہ کسریٰ اور قیصر کی سنت ہے۔ ان کی زندگی کا کوئی ایسا واقعہ نہیں۔ کہ انہوں نے اپنی حیات قدسی میں اپنی اولاد کو یہ منصب دیا ہو۔

مروان نے سنتے ہی الزامی جواب دیا۔ تمہیں اعتراض کرنے کی جرأت کیسے ہوئی۔ تمہاری اپنی زندگی والدین کے متعلق درست نہیں ہے۔ قرآن نے تجھ پر اُف لکھا کا فتویٰ لگایا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا مجھے خوب علم ہے کہ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی۔ مروان نے کذب اور افتراء سے کام لیا ہے۔ اس آیت سے میرے بھائی کا قطعاً تعلق نہیں ہے۔ [۱]

اس رپورٹ پر حضرت امیر معاویہؓ نے ایک لاکھ درہم روانہ کیا۔ تاکہ آپ یزید کی بیعت کریں۔ موصوف نے رقم واپس کر دی۔ اور کہا۔ لا ابیع دینی بدنیا ی۔ میں اپنے دین کو دنیا کے عوض میں کسی قیمت میں فروخت نہیں کرتا۔ موصوف یزید کی بیعت سے پیشتر سرزمین مکہ میں اچانک فوت ہو گئے۔ [۲]

۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۵ تا ص ۱۵۴۔ اسد الغابہ ص ۳۰۶ ج ۳۔ اسد الغابہ ص ۳۰۶ ج

امیر معاویہؓ نے یزید کے بیعت کے سلسلہ میں اہل شام سے یوں خطاب کیا۔ میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں۔ اور میری زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ میں ایسے شخص کو اس منصب پر فائز کرنے کا خواہش مند ہوں۔ جو اس نظام کو چلا سکے۔ میں اس سلسلہ میں آپ کی رضا کا طالب ہوں۔ ۱؎

اہل شام نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کا نام پیش کیا۔ موصوف نے کہا۔ آخر اس میں کیا خوبی ہے۔ کہ اہل شام کا ہر فرد اس کے گیت گاتا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ ہمارے ساتھ میل جول رکھتا ہے۔ اور ہمارے مریضوں کی تیمارداری کرتا ہے۔ اور ہمارے مظلوم سے ہمدردی کرتا ہے۔ اور ہمارے مرنے والوں کے جنازہ میں شرکت کرتا ہے۔ یہ جواب فشق ذلک علی معاویۃ واضمرھا فی نفسہ۔ امیر معاویہؓ کو ناگوار گزرا۔ ۱؎

امیر معاویہؓ کی زندگی میں عبدالرحمٰن بن خالد فوت ہو گیا۔ بعض کا خیال ہے۔ امیر معاویہؓ کے حکم سے وہ قتل کئے گئے۔ بعض نے کہا ہے ابن اثال نصرانی نے زہر دے کر ختم کر دیا۔ ۱؎

۵۱ھ میں امیر معاویہؓ نے حج کے موقعہ پر — یزید کی بیعت کے لئے عوام کو پریس کیا۔ اور خطاب عام کیا۔ عبداللہ بن عمرؓ کو آپ نے دعوت دی۔ موصوف نے صاف صاف انکار کر دیا۔ اور حضرت زبیرؓ بھی اس انکار میں شامل تھے۔ اور دلیل یہ پیش کی کہ ابوبکرؓ۔ اور عمرؓ نے طریقہ اختیار نہ کیا۔ زبیرؓ نے کہا اگر آپ امارت سے گھبرا گئے ہیں۔ تو یزید کی بیعت کر لیتے ہیں۔ اور آپ اس منصب سے معزول ہو جائیں۔ ایک وقت میں دو افراد کی بیعت ہرگز نہیں کی جا سکتی۔ ایک روایت میں ہے۔ ابن عمرؓ نے کہا اگر یزید نے بھلائی کا کام کیا تو بخوشی قبول کریں گے۔ اور اگر غلط کام کیا تو صبر سے کام لیں گے۔

امیر معاویہؓ نے ابن عمرؓ کو ایک لاکھ درہم کی پیش کش کی۔ تا کہ یزید کی بیعت کرے۔ آپؓ نے جواب دیا۔ معاویہؓ میرے دین کو سستا جانتا ہے۔ ان معاویۃ بعث الی ابن عمرؓ بمائۃ الف فلما اراد ان یبایع یزید بن معاویۃ قال اری اراد ان دینی عندی لرخیص (طبقات ابن سعد ج ۔ ص ۱۸۲)

۱؎ ۔ اسد الغابہ ص ۳۰۶ ۔ و ص ۲۸۹ ۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۵۱

امیر معاویہؓ نے ایک تقریر میں — ابن زبیرؓ - ابن عمرؓ - ابن ابی بکرؓ — کے متعلق عوام سے کہا یہ لوگ یزید کی بیعت پر راضی ہو چکے ہیں ۔ اس پر شامی افراد نے کہا اگر وہ عوام کے سامنے اپنا یہ موقف ظاہر نہ کریں ۔ تو معاملہ مشکل ہے ۔ اگر وہ اپنی ضد پر رہے تو ہم انہیں قتل کر دیں گے ۔ خیر امیر معاویہ نے ایسا کہنے سے روک دیا ۔ ان اصحاب نے یزید کی بیعت کا صاف صاف انکار کر دیا ۔ ۱

ایک دفعہ موصوف مدینہ تشریف لائے اور فرمانے لگے ۔ انصاری میرا پورا پورا احترام نہیں کرتے ۔ ابو قتادہؓ نے کہا آپ کو یاد ہے ہم نے تیرے اور تیرے باپ کے تعاقب میں غزوہ بدر کے موقعہ پر اپنی سواریوں کو زخمی کر لیا ۔ ہمیں رسول کریم ؐ نے فرمایا تھا ۔ ایسا وقت بھی آئے گا ۔ غیر مستحق حقدار خلافت بن جائیں گے ۔ اور ہمیں تلقین کی کہ ایسے حالات میں صبر سے کام لینا ۔ امیر معاویہؓ نے اس کا جواب دیا کہ صبر کرو ۔ اس کا جواب حسان بن ثابتؓ کے بیٹے نے ان الفاظ میں دیا

الا ابلغ معاویة بن حرب　　امیر المؤمنین کلامی

فانا صابرون و منظروکم　　الی یوم التغابن والخصام

ہمارا پیغام پوری طرح یاد رکھو ۔ ہم تو اپنے امور میں صابر ہیں ۔
اور ہم نے صبر کو قیامت تک کے لئے محفوظ رکھا ہے ۔

نوٹ ۱ ۔ مدینہ کے خطاب میں امیر معاویہؓ نے ابن عمرؓ کے متعلق کہا ۔ اسے قتل کیا جائے گا ۔ عبداللہ بن صفوان نے تین مرتبہ کہا اسے کیسے آپ قتل کر سکتے ہیں ۔ بعدہٗ کہنے لگے لا اقتلہ ۔ میں اسے قتل نہ کروں گا ۔ ۲

امیر معاویہؓ نے ۷۸ برس کی عمر میں وفات پائی ۔

---

۱ تاریخ الخلفاء ص ۱۵۴ ۔ ۲ طبقات ابن سعد ص ۱۸۳

Marfat.com

یزید بن معاویہ رض

یزید بن معاویہؓ کی بیعت پر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا۔ اگر یہ بہتر رہا تو ہم اس پر راضی ہیں۔ اور اگر اس نے غلط کردار ادا کیا۔ تو ہم اس کی اس غلط روش پر صبر کریں گے [1]۔ ابن عمرؓ نے اپنی اولاد سے اس موقعہ پر فرمایا۔ ہم نے ارشاد نبویؐ سنا ہے۔ جس شخص نے اپنی خلافت اور منصب میں غدر کیا۔ قیامت کے دن اس پر غادر کا جھنڈا نصب کیا جاوے گا۔ شرک کے بعد بدترین غدر (بے وفائی) یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام کے مطابق بیعت کرے۔ بعدہ اسے توڑ ڈالے۔ فلا یخلعن احد منکم یزید ولا یسرعن فی ھذا الامر [1]۔ میں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ اسے بتا دوں کہ وہ شخص زیادہ حقدار ہے۔ جس نے تیرے باپ سے اس کی کفر کی حالت پر جنگ کیا۔ لیکن میں انتشار کی وجہ سے یہ بات نہ کر سکا۔ [1]

معقل بن سنان نے مسرف نامی شخص سے یزید کی بیعت کے متعلق کہا۔ یہ شراب نوشی اور محرمات سے نکاح کرتا ہے۔ اور میرا یہاں آنا قضا اور قدر کی بناء پر ہے۔ وقد کان عن القضاء والقدر خروجی الیہ رجل یشرب الخمر وینکح الحرم [2]۔

بنی امیہ کے بعض افراد نے یزید بن معاویہ اور اس کی خلافت کو ناپسند یدہ ہی نہ کیا بلکہ اس کے مدمقابل عبداللہ بن حنظلہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ موصوف نے اپنے احباب کو لطیف خطاب سے نوازا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور خوف اپنے سامنے رکھنا۔ اس کی ذات یکتا شریک سے بے نیاز ہے۔ بخدا ہمارا یزید سے کوئی ذاتی تنازع نہیں ہے۔ بلکہ محض دین کی بنا پر ہے۔ اور اگر ہم اس کے پاس رہتے۔ تو امکان غالب تھا کہ آسمان سے پتھر برستے اور ہمارے

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۸۲ ۔ [2] طبقات ابن سعد ص ۱۸۳ ۔

Marfat.com

لئے کوئی مخلص نہ ہوتا۔ کیوں کہ یہ شخص محرمات سے نکاح کرتا ہے۔ اور شراب کا رسیا اور تارک نماز ہے۔ اس پر بہت سے افراد نے بیعت کی۔ چنانچہ موصوف کا تین راتوں مسجد میں قیام تھا۔

قال یقوم اتقوا اللہ وحدہ لاشریک لہ۔ فواللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح الامھات۔ والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ واللہ لو لم یکن معی احد من الناس لابلیت منہ بلاءً حسنا فواثب الناس یومئذ یبایعون من کل النواحی۔ ع طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۴۷

دورِ یزید

ابوایوب انصاریؓ (خالد بن زید) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور معروف صحابہ میں سے ہیں۔ موصوف حضرت علیؓ کے رفیق خاص اور جنگ جمل و صفین میں ساتھی تھے۔ اور یزید کے عہد میں اہل روم کی جنگ میں بھی شریک تھے۔ آپ نے قسطنطنیہ میں وفات پائی۔ اور وہیں آپ کا مدفن ہے۔ (آپؓ کی وفات ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں ہوئی) یزید نے اپنے شہسواروں کے ذریعے موصوف کی قبر کا نشان ختم کر دیا۔

امر یزید بالخیل فجعلت تقبل وتدبر علی قبرہ حتی عفا اثر القبر[۱]

حضرت حسین بن علیؓ کا ردِ عمل

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد اہل کوفہ نے حضرت حسینؓ کو بے شمار خطوط لکھے جن کا خلاصہ عمل یہ تھا کہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ اور آپ اس مقصد کے لئے ضرور بضرور تشریف لادیں۔ چونکہ حضرت حسینؓ نے یزید کی بیعت نہ کی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ

ع ۱ - اسد الغابہ ج ۵ ص ۱۴۳۔

امیر معاویہ نے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کی ولی عہدی کی بیعت عوام سے لی تھی ۔ اور اس عدم بیعت میں ابن عمر۔ ابن زبیر۔ اور ابن ابی بکر جیسے اجلہ اصحابہ کرام بھی شامل تھے جب آپ مکہ تشریف لے گئے تو پھر اہل کوفہ نے خطوط ارسال کئے۔ (تو آپ نے یزید کے خلاف اس محاذ کے لئے پوری تیاری کی۔ اور اس سلسلہ میں بعض صحابہ نے آپ کو منع کیا۔ منع کرنے والوں میں محمد ابن حنفیہ۔ ابن عمر۔ ابن عباس جیسے اجلہ صحابہ تھے

لما مات معاویۃ بن ابی سفیان کاتب کثیر من اهل الکوفۃ الحسین بن علی لیاتی الیهم لیبایعوه وکان قد امتنع من البیعۃ یزید بن معاویہ لما بایع ابوه بولایۃ العهد وامتنع معه ابن عمر وعبد الله بن الزبیر وعبد الرحمن بن ابی بکر۔ فلما توفی معاویۃ لم یبایع ایضا وسار من المدینۃ الی مکۃ۔ فاتاه کتب من اهل الکوفۃ وهو بمکۃ فتجهز للمسیر فنهاه ... جماعۃ منهم اخوه محمد ابن حنفیۃ، وابن عمر، وابن عباس وغیرهم

آپ نے ان سب کا جواب یہ دیا۔ میں اس کام کو ضرور کروں گا۔ جب موصوف عراق میں مع اہل و عیال پہنچے۔ تو یزید نے اپنے کوفے کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کو لشکر کشی پر مامور کیا۔ اور اس لشکر کا کمانڈر عمرو بن سعد بن ابی وقاص تھے۔ اور حضرت حسین نے چند شرائط پیش کیں۔ (۱) مجھے آپ یزید سے بالمشافہ گفتگو کرنے دیں (۲) واپس وطن جانے دیں۔ لیکن ان حکمرانوں نے۔ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا۔ آپ کا اصل قاتل عبید اللہ بن زیاد تھا۔ کیونکہ ان سے انعام اور اکرام کی بناء پر سنان بن انس نخعی کو قتل پر مامور کیا۔ حتی کہ ان لوگوں نے موصوف کی لاش پر گھوڑے دوڑائے۔ اور لاش کو مسل دیا۔ حضرت حسین کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے حوالہ کر دیا۔ چنانچہ اس نے آپ کے مقدس سر اور پاک ہونٹوں پر ۔۔۔ اپنی ذلیل ترین حرکت سے چھڑی مارنے کا ارادہ کیا۔ اس محفل میں زید بن ارقم نے کہا ایسے مقدس ہونٹ تیری

Marfat.com

چھڑی سے لئے نہیں۔ تجھے یاد ہونا چاہیئے۔ ان پاک ہونٹوں کو رسولِ پاک نے چوما ہے
ابن زیاد نے اس کا ردِ عمل یہ کیا کہ۔ اے ابن ارقم! اگر تیرے بڑھاپے کی شرم نہ ہوتی
تو یقیناً میں تجھے قتل کر دیتا۔ موصوف یہ جواب سنکر محفل سے جا رہے تھے اور کہہ رہے
تھے۔ یا معشر العرب العبید بعد الیوم فقتلتم الحسین بن فاطمہ
والوتم ابن مرجانہ فھو یقتل خیارکم۔ جماعت عرب حضرت حسینؓ
کے قتل کے بعد اور ابن مرجانہ کی امارت میں تمہارے اخیار شہید کر دیئے جائیں گے ۱؎

قتل حسین رضؓ پر سلیمان بن قبہ خزاعی کا مرثیہ۔

مررت علی ابیات آل محمد — فلم ارا امثالہا حین حلت
فلا یبعد اللہ البیوت واھلہا — وان اصبحت منہم برغمی تخلت
وکانوا رجاءً ثم عادوا رزیۃ — لقد عظمت تلک الرزایا وحلت
اولئک قوم لم یشیموا سیوفہم — ولم تنک فی اعدائہم حین سلت
وان قتیل الطف من آل ہاشم — اذل رقابا من قریش فذلت
الم تران الارض اضحت مریضۃ — لفقد حسین والبلاد اقشعرت
وقد اعولت تبکی السماء لفقدہ — وانجمہا ناحت علیہ وصلت

قتل حسین سے زمین علیل نظر آتی ہے اور موصوف کی فرقت سے شہر غمگین نظر
آتے ہیں۔ اور آسمان بھی سوگوار نظر آتا ہے اور ستارے موصوف کے لئے نوحہ زن اور صلوٰۃ
پڑھتے ہیں۔ ۲؎

حضرت حسین کی شہادت کے بعد۔ علی بن حسین کو ایک عجیب واقعہ کا سامنا ہوا
وہ اسے یوں بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اور میری خدمت میں اس
نے مثالی کردار ادا کیا۔ اور اس کے رگ و ریشہ میں میرے متعلق محبت سرایت کر چکی تھی اور
وہ بعض دفعہ میرے گلے لگ کر خوب روتا تھا۔ میں سمجھتا تھا یہ شخص میرا بڑا ہی خیر خواہ ہے۔
اس نے ایک روز ابن زیاد کی طرف سے منادی سنی۔ جس میں اعلان تھا۔ جو شخص علی بن
حسین کو گرفتار کرائے گا۔ اسے تین صد درہم (۷۵ روپے) انعام دیا جائے گا۔ اس
منادی کے بعد وہ میرے ساتھ پہلے کی نسبت زیادہ آنسو بہاتا اور میری دلجوئی کرتا۔

۱؎ اسد الغابہ ج ۲ ص۲۱ ۔ ۲؎ اسد الغابہ ایضاً

Marfat.com

آخر وہ ایک دن مجھے ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ ابن زیادہ نے میرا نام پوچھا اور کہا اللہ تعالیٰ نے علی کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے اسے جواب دیا۔ وہ میرا بڑا بھائی تھا۔ اسے لوگوں نے قتل کیا ہے۔ لیکن زیاد کو اپنی بات پہ اصرار تھا۔ میں نے اس کا جواب اللہ یتوفی الانفس حین موتھا سے دیا۔ اس پر میرے قتل کا حکم صادر کیا گیا۔ زینب بنت علی رض نے کہا زیاد! اگر اسے قتل کرنے کا پروگرام ہے تو مجھے بھی اس کے ساتھ ہی قتل کر دینا۔ موصوفہ کے اس جملہ پر آپ کے قتل کا فیصلہ واپس لیا گیا۔ یا ابن زیاد حسبك ومامننا اسألك بالله ان قتلته الا قتلتني معه ؎

حضرت حسین رض کے اقرباء کو یزید کے پاس لایا گیا۔ ایک شامی نے کہا۔ ہمارے لئے حسین رض کے ان قیدیوں کو قتل کرنا حلال ہے اس پر علی بن حسین نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے اور تیرا ہمارے مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ یزید اس دوران سر جھکا کر بیٹھا رہا شامی سے کہا بیٹھ جا۔ حضرت علی حسین سے یوں کہا۔ اگر تو پسند کرے تو ہمارے پاس مقیم رہنا۔ تو ہم آپ کی پوری پوری صلہ رحمی اور تیرے حقوق کی نگہداشت کریں گے۔ اور اگر آپ اپنے اہل وعیال کے پاس وطن واپس جانے کا پروگرام رکھتے ہو۔ تو میں تمہیں ان کے ساتھ پہنچا دیتا ہوں۔ موصوف نے واپس جانا پسند کیا۔ چنانچہ یزید نے آپ کو امن سے واپس وطن پہنچا دیا۔

فاطرق یزید ملیا ثم قال للشامی اجلس وقال لعلی بن حسین ان احببت ان تقیم عندنا فنصل رحمك ونعرف لك حقك فعلت ۔ وان احببت ان اردك الی بلادك واصلك قال بل تردنی الی بلادی فرده الی بلاده ووصله ۔ ؎

علی بن حسین کو مختار ثقفی نے ایک لاکھ درہم کی تھیلی روانہ کی۔ آپ نے اسے قبول کر لیا۔ اور جب عبد الملک بن مروان کا دور خلافت آیا تو موصوف نے لکھا مختار نے ایک لاکھ درہم روانہ کیا تھا۔ میں نے اسے واپس کیا۔ اور نہ ہی اسے خرچ کیا ہے۔ آپ اسے

؎ اسد الغابہ ج صـ ۲۱۳ ۔ ؎ طبقات ابن سعد ج ۵ صـ ۲۱۳

کسی کو بھیجکر منگوالیں ۔۔ عبدالملک نے کہا آپ انہیں استعمال کریں۔ قد طیبتھا فقبلھا (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۲۱۳)

ایک دفعہ حسین علی باب کعبہ پر کھڑے مختار کو لعنتی کہہ رہے تھے۔ کسی نے کہا وہ تو آپ کا ساقی تھا۔ موصوف نے جواباً کہا وہ تو کذاب تھا۔ یکذب علی اللہ ورسولہ (ایضاً)

تبصرہ

یزید کا کردار اہل زمانہ افراد کی زبان سے ثابت ہو چکا ہے اور جن کے ساتھ اس نے افگنی پیدا کی۔ اور وہ بھی مذکورہ صفحات میں ثبت ہے۔ جو چیز طبیعت پر شاق اور ناگوار گزرتی ہے وہ ابن زیاد کی حرکات کی طرف عدم التفات۔ یہ بجا ہے۔ کہ یزید نے اہل بیت کے افراد اور علی بن حسین کے ساتھ اچھا کردار ادا کیا۔ لیکن آپ نے اسی مجلس کے فرد شامی کو بھی سنگین سزا نہ دی۔ اور خصوصاً ایسے جلیل القدر صحابی کے قتل پر ابن زیاد کو سنگین سزا نہ دینا کس مصلحت اور اعتدال پسندی کا پیش خیمہ اور دوسری طرف ابن زیاد اہل بیت کے سرمایہ افتخار کو قتل کرنے کا پروگرام بنا رہا اور ایک مقدس صحابی زید بن ارقم کو بھی قتل کی سزا سناتا ہے۔ اس کا یہ حوصلہ آخر کیوں بڑھا۔ اس کے اسباب آخر کیا تھے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) یزید بالکل اس معاملہ میں بے بس تھا اور انتظامیہ آپ کے حکم کی قطعاً پرواہ نہ کرتی تھی۔

(۲) وہ یہ تماشا دیکھ کر اپنے نقائص کو مستور کرنا چاہتا تھا۔ بات دوسری ٹھیک تھی۔ اہل سلطنت کا حوصلہ قوی اور مضبوط ہوا کرتا ہے۔ وہ کہ سیاسی مسائل اور ملی مسائل کے حل پر کشت و خون سے دریا رواں دواں کرتا۔ دراصل اہل حکومت کی کمزوری کی دلیل یوں ہوا کرتی ہے۔ یزید کا کردار اعلیٰ اور عمدہ تسلیم کر لینے میں کوئی اعتراض نہیں۔ ہے۔ لیکن مجرم اور سنگین مجرم کو معصوم کے قتل میں سزا نہ دینا اوصاف حمیدہ کے عدم تناسب کا نتیجہ ہے۔

Marfat.com

اسلامی تاریخ

اسلامی تاریخ میں ایسا سنگین واقعہ جس سے قلوب اور اذہان پر پورا پورا سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ اور عقل اپنی پوری قوت سے بے رخی اختیار کرتی ہے۔ اہل کوفہ کی ترغیب اور توافق نہ کرنا۔ یہ اپنی جگہ ایک خطرناک سازش تھی جس نے حضرت حسین رض کو یزید کے خلاف خروج کا موقعہ دیا۔ اور آپ کا یہ خروج آپ کے ہم مشن کے قطعاً خلاف تھا ـــــ یعنی ـــــ

حضرت ابن عمر اور ابن زبیر ـــ یزید کی خلافت کے قطعاً خلاف تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو امیر معاویہؓ نے اپنی نگاہوں میں معتوب رکھا۔ اور مروان کی رپورٹ نے جذبات کو مشتعل کیا۔ جس کی بناء پر سرزمین مدینہ میں منبر نبویؐ پر ابن عمر کو قتل کی دھمکی دی۔ اہل حق ۔ حق کو قتل میں مستور نہیں کیا کرتے اور آخر یہ پوری داستان ـــــ کن اسباب کا پیش خیمہ تھی۔ تو اصل بات یہ ہے کہ سبائیت نے ایسا رنگ بھرا کہ مقدس افراد بھی ان کی فتنہ سے بچ نہ سکے۔ کیا صفین اور جمل کے معرکے بشارت نبویؐ سے تھے۔ یا ان کی پیشگوئی تھی۔ یا آپ نے انہیں حکم دیا تھا ـــ اس میں قتال کرنا اور ایک دوسرے کی گردن زنی پر فخر محسوس کرنا۔۔۔ تو یہ دور قطعاً مقدس نہ تھا۔

عہد نبویؐ کا تقدس مسلم اور آپؐ کی بات اور عمل قابل فخر ہے۔ باقی امور پر چشم پوشی کی جا سکتی ہے۔ لیکن حقائق ساتھ نہیں دیتے۔

یزید اور علماء کا موقف،

یزید کی زندگی بعض علماء کے نزدیک مستحسن اور بعض کے نزدیک غیر مستحسن تھی۔
(۱) مستحسن، یزید بذات خود ایک شریف اور نیک اور مخلص انسان تھا۔ اس نے اپنے دور میں بعض برائیوں کا قلع قمع کیا۔ جس کی بنا پر اسے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب اور جنتی کا مقدس انعام اور اکرام دیا جاتا ہے۔ (۲) غیر مستحسن، اس کی ولی عہدی میں شہادت حسینؓ اور بعض صحابہ کی قبور کی بے حرمتی اور ابن زیاد جیسے جری اور ظالم گورنر کی پشت پناہی اور اس کا ابن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلط سلوک اور عمرو بن سعد بن ابی وقاص کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے موصوف کی لاش کو مسلنا۔ یہ ایسا کام ہے کہ سابقہ تاریخ میں ایسا کام کبھی نہ ہوا۔ قومی نظام اور اہل کاروں کا شریف زادیوں کی عزت، عصمت اور عفت اور شرافت اور دیانت کو داغدار کرنا اور ان کا حاملہ ہو جانا۔ یہ اس کی حکومت کی انتہائی کمزوری اور بزدلی کا کامل ثبوت ہے۔ جس نے شرافت اور اخلاق کے تلعوں کو بداخلاقی بددیانتی اور نیک لوگوں کے قتل سے مسمار کر دیا تھا اس بناء پر علماء نے آپ کو لعنتی کہا ہے۔
علامہ ابن حجر ہیثمی رح نے آپ کی زندگی کے متعلق تین موقف بیان کئے ہیں۔
(۱) توقف کرنا (۲) نیک آدمی تھا (۳) بدترین انسان تھا۔ ط۱
علامہ ابن جوزیؒ۔ قاضی ابو یعلیؒ۔ علامہ تفتازانی رح اور علامہ جلال الدین سیوطی رح آپ کو لعنتی کہتے تھے۔
علامہ غزالیؒ اور امام ابن تیمیہؒ اور امام احمد بن حنبل رح لعنت کے جواز کے قائل نہ تھے
حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مجلس میں ایک شخص نے آپ کو امیر المومنین کے نام سے پکارا۔ اور اسے کہا تو ایسے شخص کو یہ خطاب دیتا ہے۔ اور پھر اسے بیس[۲] درے لگوائے۔ ط۲۔

ط۱ الصواعق المحرقہ
ط۲ تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۳۶۱

تبصرہ

تاریخی شاہکار

"خلافت و ملوکیت"

۱۔ سیّد ابوالاعلیٰ مودودی ـــــ تاریخی جھلک میں

۲۔ عقیدت !

۳۔ لٹریچر !

۴۔ دورِ حاضر کے مفکّر۔

۵۔ قائدِ جماعت اسلامی

Marfat.com

سید ابوالاعلیٰ مودودی —— تاریخی جھلک میں

مقام پیدائش	حیدرآباد دکن
تاریخ پیدائش	۲۵ دسمبر ۱۹۰۳ء
مشغلے ۱۷ برس میں	ایڈیٹر اخبار مدینہ، بجنور
ترجمان القرآن کا اجراء	۱۹۳۲ء
ادارہ دار السلام - پٹھان کوٹ	۱۹۳۸ء
جماعت اسلامی کا منشور	۲۶ اگست ۱۹۴۱ء
امیر جماعت اسلامی	۱۹۴۱ء تا ۱۹۷۰ء

جماعت اسلامی واحد اسلامی اور سیاسی جماعت ہے جس کے امیر ۱۹۴۱ء سے لیکر ۱۹۷۰ء تک منصب امارت پر فائز ہیں۔ یہ مولانا کی دیانت، صداقت اور شرافت اور حسن اخلاق اور نظم و نسق چلانے کی اہلیت کی بین دلیل ہے۔ یہ ۶۷ برس کا مخلص کارکن اور دین متین کا مجاہد —— اپنے اندر ایک مستقل اور مستحکم قوت جماعت رکھتا ہے۔ اور آج بین الاقوامی شخصیت کا مالک ہے اور بیرونی ممالک میں آپ کی قلم آپ کے وجود سے زیادہ مقبول ہے۔ شاید ہی کسی پاکستانی عالم کی کتاب کو بائیس زبانوں میں شرف ملا ہو۔ یہ فضل اور انعام سید ابوالاعلیٰ مودودی کا اختصاص ہے۔

دور حاضر —— کا —— مفکر اور مدبر —— شاہ ولی اللہ رح کا فکر، شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی نکتہ بینی۔ امام ابن تیمیہ رح کا عزم اور ابن قیم رح کی تحقیق۔ مجدد الف ثانی رح کی اسلامی تڑپ۔ شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد بریلوی شہید کی تحریک کا قائد اور اقامت دین اور احیاء دین اور حکومت الٰہیہ کا تصور اور دینی لٹریچر کے ذریعہ اسلامی دعوت کا پرچارک۔ مفکر۔ مدبر اور مفسر قرآن۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی —— امیر جماعت اسلامی پاکستان ہے

عبدالرشید حنیف

لٹریچر

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی سن شباب سے لیکر آج تک جتنا لٹریچر تحریر کیا۔ وہ سارا کا سارا حکومت الٰہیہ۔ احیاء دین اور اقامت دین۔ اور اسلامی نظام و دستور کے نفاذ کے لئے ہے۔ مذہبی اور سیاسی مسائل کا حل قرآن، حدیث اور فقہ کے طرز پر انوکھے انداز سے تحریر کیا ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ کے افکار اور اذہان کی تطہیر اور تنویر قلوب کیلئے خاصا اثر انداز ہوا ہے۔

حالانکہ تقسیم اور قبل تقسیم میں اکثر علماء اہل حدیث نے اپنی اپنی بساط کے پیش اصلاح معاشرہ اور اسلام پر معاندین کے اعتراضات اور مخالفین مذہب کے حملوں کا جواب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری مدیر ہفت روزہ "اہلحدیث" (امرتسر) جو بیک وقت بہترین خطیب اور مذہبی لیڈر اور مجاہد اور دین کے لئے بیباک سیاسی اور تحریک آزادی کے علمبردار — جنہوں نے قادیانی فتنہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے اتنا لٹریچر شائع کیا۔ کہ یہ حصہ مولانا موصوف کے سوا کسی کو نصیب نہ ہوا۔ اور اس سلسلہ میں آپ کے ساتھی مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رح۔ حافظ محمد گوندلوی۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی محشی کتب کثیرہ۔ اور سنن نسائی اور حافظ محمد عبداللہ روپڑی رح کی خدمات کا کسی صورت میں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ نیز مولانا سید محمد داؤد غزنوی رح کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

ان احباب کا تمام تر لٹریچر خالص مذہب اور اسلام کی ترویج سے متعلق تھا اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کا لٹریچر سیاسیات۔ معاشیات اقتصادیات اسلامیات پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

خلافت و ملوکیت

پر تبصرہ

یہ کتاب ایک مستند تاریخی کتاب ہے اور تاریخ کو اس کتاب پر ناز ہے۔ اس میں مختلف کتب تاریخ اور تفسیر و احادیث کے حوالہ سے ترصع کیا گیا ہے۔ اور تاریخ عالم کی تمام کتب کا خلاصہ ہے وہ کسی مورخ کو بھی انفرادی طور پر شرف نہیں ملا۔ اس میں صرف دو مسئلے ہیں۔ (۱) خلافت کا واضح تصور قرآن اور حدیث کے واقعات سے روشن دلائل سے پیش کیا گیا ہے۔ (۲) ملوکیت کو تاریخ کے مستند اور بھرپور دلائل و براہین سے اسلامی لٹریچر کی روشنی میں واضح پیش کیا گیا ہے۔ دور حاضر میں تاریخ سے قطعی طور پر نا آشنا افراد نے اس کتاب کو مورد بحث اور تنقیص بنا لیا ہے۔ اگر اس کتاب کو تنقید کے آئینہ کے سامنے لایا جاتا۔ تو الجھاؤ پیدا نہ ہوتا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اس پر صحابہ کرام کی زندگی کے بال پر بھی حملہ نہیں کیا گیا چونکہ مولانا کا موقف یہ ہے کہ معیار حق اور صداقت اور اسوہ کامل آنحضرت جناب محمد عربی فداہ ابی وامی کی شخصیت ہے جو خطا اور نسیان سے بالاتر ہے

اس کتاب میں پانچ ابواب ہیں۔

(۱) قرآن کی سیاسی تعلیمات صفحہ ۱۳ تا صفحہ ۵۴

(۲) اسلام کے اصولِ حکمرانی۔ صفحہ ۵۹ تا صفحہ ۷۷

(۳) خلافت راشدہ اور اس کی خصوصیات۔ صفحہ ۸۱ تا صفحہ ۱۰۰

(۴) خلافتِ راشدہ سے ملوکیت تک۔ صفحہ ۱۰۳ تا صفحہ ۱۴۷

(۵) خلافت اور ملوکیت کا فرق۔ صفحہ ۱۵۰ تا صفحہ ۲۰۴

(۶) مسلمانوں میں مذہبی اختلافات کی ابتدا اور اس کے اسباب صفحہ ۲۰۷ تا صفحہ ۲۱۷

(۷) امام ابو حنیفہؒ کا کارنامہ۔ صفحہ ۲۲۱ تا صفحہ ۲۳۷

(۸) خلافت اور اس کے متعلقہ مسائل میں امام ابو حنیفہؒ کا مسلک صفحہ ۲۴۵ تا صفحہ ۲۷۲

(۹) امام ابو یوسفؒ اور اس کا کام۔ صفحہ ۲۷۷ تا صفحہ ۲۹۷

Marfat.com

(۱۰) ضمیمہ۔ صـ ۲۹۹ تا صـ ۳۶۱

اصولِ مطالعہ :-

مولف اور مصنف کی شخصیت کو پہلے مدنظر رکھیئے۔ پھر اس کی تصانیف کا تعصب اور عناد اور ہٹ دھرمی سے بے نیاز ہو کر مطالعہ کرے۔ پھر اس پر تنقید اور تنقیص کا معیار قائم کرے۔ ورنہ اقتباس اور قطع برید عبارات کو پڑھنا اور پیش کرنا مولف کے موقف کو بدنام کرنے کے مترادف اور اپنی ذلت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

خلافت الہیہ کے تصور پر لکھتے ہیں

> خدا نے انسان کو اس حیثیت سے رکھا ہے کہ وہ اس کی بخشی ہوئی طاقتوں کو اس کے دیئے ہوئے اختیار سے اس کی زمین پر استعمال کرے۔ اس لئے انسان یہاں پر خود مختار مالک نہیں۔ بلکہ اصل مالک کا خلیفہ ہے۔
>
> خلافت وملوکیت صـ ۲۳

اس عبارت کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ انسان مختار مطلق نہیں بلکہ وہ خالق حقیقی کے اصول اور احکام کا غلام ہے۔ اور وہ اس سطح ارضی پر اس کا نائب اور خدائی امانت کو من وعن نشر کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا ہے۔ اور قرآن نے اس حکومت کو امانت قرار دیا ہے۔ انا عرضنا الامانت علی السموات ۔ ۔ ۔ اس عبارت کو پڑھ لینے کے بعد مولف کی ذات پر حملہ کرنا چہ معنی دارد ؟

چنانچہ تحریر کرتے ہیں

> اس جائز اور صحیح نوعیت کی خلافت کا حامل ایک شخص یا خاندان یا طبقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ جماعت (Commonwealth) اپنی مجموعی حیثیت میں ہوتی ہے۔ سورہ نور کی آیت کے الفاظ لیستخلفنھم فی الارض ۔ اس معاملہ میں صریح ہیں۔ اس فقرے کی رو سے اہل ایمان کی جماعت کا ہر فرد خلافت میں برابر کا حصہ دار ہے۔ کسی شخص یا طبقہ کو عام مومنین کے اختیارات خلافت سلب کرکے انہیں اپنے اندر مرکوز کر لینے کا حق نہیں ہے نہ کوئی شخص یا طبقہ اپنے حق میں خدا کی خصوصی خلافت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہی چیز اسلامی خلافت کو ملوکیت طبقاتی حکومت، مذہبی پیشواؤں کی حکومت سے الگ کرکے اسے جمہوریت کے رخ پر موڑتی ہے۔
>
> خلافت وملوکیت صـ ۳۶

Marfat.com

اس عبارت میں اسلامی جمہوری خلافت کا تصور اس طرح بیان ہے کہ عوام خود اللہ تعالیٰ کی حاکمیت سے بے نیازی اختیار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ اپنی ایمانی اساس پر اسلامی نظام کو نافذ کرتے ہیں۔ ان کے دل و دماغ اسلامی عطر سے معطر ہوتے ہیں۔ وہ اس نظام کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ اور یہ تصور اسلام کے عین مطابق ہے۔

سنت کا مقام

(ارشاد نبوی) میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ اگر تم انہیں تھامے رہو تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوگے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت — جس چیز کا میں نے تم کو حکم دیا ہے۔ اسے اختیار کرو۔ اور جس چیز سے روکا ہے۔ اس سے رک جاؤ۔

خلافت و ملوکیت ص ۲۲

اس قرآنی آیت اور حدیث نبوی میں کس کو انکار کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ جس شخص کا یہ موقف قرآن و حدیث کے متعلق ہو گا۔ اس پر کفر عائد کرنا دیانت اور اخلاق کے سراسر خلاف ہے۔

انتخاب خلافت

اس باب کا آغاز انتخابی خلافت کے نام سے کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت ابو بکر صدیق رض کے بجز حضرت عمر رض قرار دیئے گئے ہیں۔ اور پھر حضرت عمر رض کی خلافت کا انتخاب خلیفہ اول نے کیا۔ کیا تم اس شخص پر راضی ہو جسے میں اپنا جانشین بنا رہا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے اپنی رائے قائم کرنے کے لئے — اپنے ذہن پر زور ڈالنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔ اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ — عمر بن خطاب کو جانشین مقرر کیا ہے۔ لہذا تم ان کو سنو۔ اور اطاعت کرو۔ اس پر لوگوں نے کہا، ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔

خلافت و ملوکیت ص ۸۴

اس عبارت سے پوری طرح یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ خلافت کا تصور جو قرآن نے پیش کیا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اسے اسطرح نافذ کیا اور اسی نہج پر افراد تیار کئے۔ آپ کی تعلیمات سے آراستہ ہو کر آپ کے بعد اسی نہج پر حکومت الٰہیہ کا قیام کیا۔

Marfat.com

سمع اور اطاعت ۔ ۔ ۔ ۔ کا اپنے آپ کو مصداق بنا کر دین متین کو رائج کیا۔ خلیفہ کا انتخاب شمسہ سے ہوا، دہ اس طرح حضرت عمرؓ کا انتخاب دیانت اور امانت کے اصول پر ہوا ۔ ۔ ۔ اسی تصور کو اسلامی اور جمہوری مقدس نظام قائم کیا جاتا ہے۔ اسلامی نظام میں اہلیت مقدم ہے۔ نہ کہ قرابت اور نسلی تصور اور خاندان کی مصاحبت۔ اس خدشہ کا اظہار خلیفہ اول نے کردیا۔ آپ نے کسی رشتہ دار کو نہیں منتخب کیا۔ یہی صداقت کا مظہر ہے۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے مسئلے میں ۔ ۔ ۔ انتخابی مجلس مقرر کی

جو شخص مسلمانوں کے مشورے کے بغیر (زبردستی) امیر بننے کی کوشش کرے۔ اسے قتل کردو۔ اس کے ساتھ انہوں نے اپنے بیٹے کو خلافت کے استحقاق سے صاف الفاظ میں مستثنیٰ قرار دے دیا۔ تاکہ خلافت ایک موروثی منصب نہ بن جائے۔ یہ انتخابی مجلس ان چھ اشخاص پر مشتمل تھی۔ جو حضرت عمرؓ کے نزدیک قوم میں سب سے زیادہ با اثر اور مقبولِ عام تھے

خلافت و ملوکیت ص۸۵

حضرت عمرؓ کا موقف اسلامی حکومت اور خلافت کے مسئلہ میں پیش آمدہ خطرات اور خدشات کا حل تھا۔ اور اگر اس قول پر عمل کر لیا جاتا۔ تو یقیناً ملوکیت اپنا راستہ ہرگز ہرگز نہ بنا تی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے خلافت کو امانت جانا اور نہ کہ اسے خاندانی وراثت تصور کیا موصوف سے کسی نے کہا، کہ آپ عبداللہ بن عمرؓ کو اس منصب پر فائز کر دیں۔ فرمانے لگے۔ ہمیں اس منصب کی ضرورت نہیں۔ اور بعض الفاظ یوں ہیں۔ عبداللہ اس امر کو کیسے نبھا سکتا ہے جب کہ وہ اپنی بیوی کے طلاق دینے کے اصول سے ناواقف ہے (کنز العمال

حضرت علیؓ ۔۔۔ بروایت طبری

میری بیعت خفیہ طریقہ سے نہیں ہو سکتی۔ یہ مسلمانوں کی مرضی سے ہونی چاہیئے۔ حضرت علیؓ کی وفات کے وقت لوگوں نے پوچھا کہ ہم آپ کے بعد صاحبزادے حضرت حسن کے ہاتھ پر بیعت کر لیں؟ آپ نے جواب میں کہا۔ میں نہ تم کو اس کا حکم دیتا ہوں۔ نہ منع کرتا ہوں۔ تم لوگ خود اچھی طرح دیکھ سکتے ہو۔ ایک شخص نے عین اس وقت جب کہ آپ اپنے صاحبزادوں کو آخری وصیت کر رہے تھے۔ عرض کیا کہ امیر المومنین آپ اپنا ولی عہد کیوں نہیں مقرر کر دیتے۔ جواب میں فرمایا۔ میں مسلمانوں کو ایسی

Marfat.com

حالت میں چھوڑدں گا۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا۔
خلافت وملوکیت ص۲۶

اس تحریر سے اسلامی انتخاب اور اسلامی خلافت میں امانت اور دیانت اور تقویٰ اور خوف خدا کا تصور خلفاء راشدین میں کتنا تھا۔ حتیٰ کہ چاروں خلفاء میں سے کسی نے اسے اپنے خاندان میں منتقل نہ کیا۔ اس لئے کہ عوام کی رائے پر خلیفہ کا انتخاب قرآنی اور نبوی دستور پر ہی چل سکتا ہے اور جو اس اصول کو ترک کردے گا۔ وہ خسران اور ذلت کا خمیازہ بھگتے گا۔ یہی وہ وجہ ہے۔ ان کا تقدس اور شرافت مسلم ہے ...... جیسا کہ حضرت علی رضہ نے اپنی اولاد کے متعلق صاف صاف کہدیا۔ میں مسلمانوں کو اس طریقہ پر چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جس پر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا۔ اس پر بھی اعتراض کرنا چاہیئے کہ حضرت علی رضہ نے سید الشباب اہل الجنۃ کو اس منصب جلیلہ پہ فائز کیوں نہ کیا؟

ان حضرات نے اپنے اپنے مسند خلافت کے خطاب میں صاف صاف کہدیا تھا۔ ہماری اطاعت کتاب اور سنت کی روشنی میں ہے۔ اور اگر خلاف شرع کوئی چیز تمہیں کھٹکے تو ہمیں فوراً مطلع کردینا (کنز العمال ج ۵

کیا جنت کی بشارت والے اصحاب خطاء اور نسیان سے مبرا تھے۔ اور تھے تو انہیں عوام الناس سے اس خطاب کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ارشاد نبوی کل بنی آدم خطاء الخ۔ اولاد بنی آدم کا ہر فرد خطا کار ہے۔ اور ان سے بہتر وہ ہے جو توبہ کرتا ہے (مشکوٰۃ شریف)

بیت المال

خلفاء اربعہ نے بیت المال کو خدائی امانت — جان — کر اس سے بقدر ضرورت زندگی مال لیا۔ اور ہر ایک کی قمیص اور کپڑے پیوند شدہ ہوتے۔ اور خوراک بالکل سادی۔ بقدر قوت نفس۔ ؎۱

حضرت عمر رضہ نے اپنے شسر سے کہا تھا۔ میں خائن سلطان نہیں بننا چاہتا۔ یہی طرز دوسرے خلفاء کا تھا۔ ؎۲

؎۱ تاریخ الخلفاء سیوطی ص — ؎۲ طبقات ابن سعد ج ۳

Marfat.com

بیت المال کے امانت ہونے کا تصور

بادشاہی اور خلافت کے درمیان بنیادی فرق ہی ان کے نزدیک یہ تھا۔ کہ بادشاہ قومی خزانے کو اپنی ملک بنا کر۔ اس میں اپنی خواہشات کے مطابق آزادانہ تصرف کرتا ہے۔ اور خلیفہ اسے خدا اور خلق کی امانت سمجھ کر ایک ایک پائی حق ہی کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ حضرت عمر رضہ نے ایک دفعہ سلمان فارسی رضہ سے پوچھا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ؟ انہوں نے بلا تامل جواب دیا۔ کہ۔ اگر آپ مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم بھی حق کے خلاف وصول کریں گے۔ اور اس کو حق کے خلاف خرچ کریں گے۔ تو آپ بادشاہ ہیں۔ نہ کہ خلیفہ ■

خلافت و ملوکیت ص۵۵

یہ عبارت اپنے موقف۔ خلیفہ اور بادشاہ کے فرق میں بالکل واضح تبصرہ کی محتاج نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضہ نے بیت المال کو یتیم کے مال کی حیثیت کا تصور پیش کیا۔ اور امانت اور دیانت کے تمام اصول سامنے رکھے۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے جو موصوف نے کہا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ تو اس کا مطلب پوری پوری فیاضی اور سخاوت کے بناء پر تھی۔ اس کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ کہ خلیفہ وقت کو خلیفہ اور بادشاہ کے فرق کا بھی علم نہیں تھا۔ اور اس کو سلمان فارسیؓ نے خود حل کر دیا۔ کہ آپ خلافت کے دستور کے مطابق مال خرچ کرتے ہیں۔ لہذا آپ خلیفہ ہیں۔ ایک دفعہ موصوف کی بیوی نے اپنی جیب سے کسی کو تجارت کے لئے کچھ رقم دی۔ اس سے منافع حاصل ہوا۔ موصوف نے اطلاع ملتے ہی تمام منافع بیت المال میں جمع کر دیا۔ ع۱

حضرت ابوہریرہؓ جو کہ بحرین کے گورنر تھے۔ ان سے بھی آپ نے تمام باقی ماندہ مال لیکر بیت المال میں جمع کر دیا تھا ع۲۔

ملازمین کی جگہ موصوف خود کام کرتے۔ ع۳

آپ کے سسر نے بیت المال سے عطیہ طلب کیا۔ آپ نے اسے کہا۔ میں مسلمانوں کے مال سے خائن نہیں بننا چاہتا ع۴۔ تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

ع۱۔ کنز العمال ج ۵ ص ــــ ۔ ع۲ طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۳۳۵ ۔ ایضاً ص ۲۲ ۔
ع۳ کنز العمال ج ۵ ص ــــ ۔ ع۴ تاریخ الخلفاء

Marfat.com

حضرت علیؓ سخت تنگ دستی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی طرح بیت المال سے بقدر ضرورت تنخواہ لیتے تھے اور سچی بات یہ ہے کہ ان کا گزر تنگی سے ہوتا تھا۔ مگر حکومت پر بیٹھ کر انہوں نے اپنے آپ کو کبھی آرام نہ دیا۔ ایک صاحب سردی کے موسم میں آپ سے ملنے گئے۔ تو دیکھا کہ ایک بوسیدہ چادر پہنے بیٹھے ہیں اور سردی سے کانپ رہے تھے۔

خلافت کے بعد آپ نے تین درہم کا ایک تہبند خریدا۔ آپ نے ایک غلام خریدنے کے لئے پیسے جمع کئے تھے۔ کبھی ایسے شخص سے بازار میں کوئی چیز نہ خریدتے جو آپ کو پہچانتا ہو۔ تاکہ وہ قیمت میں امیر المومنین ہونے کی بنا پر آپ کے ساتھ رعایت نہ کرے۔ (خلافت و ملوکیت ص۹۰)

آپ کے بھائی عقیل نے چاہا۔ کہ وہ بیت المال سے ان کو روپیہ دیں۔ مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ کہ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ تمہارا بھائی مسلمانوں کا مال تمہیں دے کر جہنم میں جائے۔ (خلافت و ملوکیت ص۹۰)

اس عبارت سے کیا واضح ہوتا ہے۔ کہ مولف نے صحابہ کو خائن اور بددیانت لکھا ہے۔ یہ دراصل عصبیت، حسد اور ہٹ دھرمی کی بناء پر فاضل مصنف کو ہدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ عقیلؓ اس ناراضگی کی بناء پر حضرت امیر معاویہؓ کی پارٹی میں شریک ہو گیا۔ موصوف نے اسے ایک لاکھ درہم عنایت کئے (تاریخ الخلفاء ص۲۰۴)

حکومت کا تصور

حضرت عثمانؓ نے خطاب کیا،

سنو! میں پیروی کرنے والا ہوں۔ نئی راہ نکالنے والا نہیں ہوں۔ جان لو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی پیروی کرنے کے بعد تین باتیں ہیں جن کی پابندی کا میں تم سے عہد

کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ میری خلافت سے پہلے تم نے باہمی اتفاق سے جو قاعدے اور طریقے مقرر کئے تھے۔ ان کی پیروی کروں گا۔ دوسرے یہ کہ جن معاملات میں پہلے کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہوا ۔ ان میں سب کے مشورے سے اہل خیر کا طریقہ مقرر کروں گا تیسرے یہ کہ تم سے اپنے ہاتھ روکے رکھوں گا۔ جب تک تمہارے خلاف کوئی کارروائی کرنا قانون کی رو سے واجب نہ ہو جائے۔

خلافت و ملوکیت ص۹۳ تا ص۹۴

خلفاء راشدین کی زندگی کا تصور موصوف نے جس انداز سے پیش کیا ہے۔ وہ ان کی ذاتی رائے نہیں۔ بلکہ کتاب و سنت اور تاریخ سے پیش کیا ہے ۔ اور مورخ کا کسی چیز کو تحریر کرنا وہ اس کے موقف کی دلیل ہوا کرتی ہے۔

صحابہ کرام کی انفرادی اور اجتماعی زندگی، وطنی، نسلی، قومی تمام عصبیتوں سے پاک اور منزہ تھی۔ اور یہی موقف فاضل مصنف کا ہے ۔ حالانکہ سعد بن عبادہ انصاریؓ نے خلیفہ اول اور ثانی کی خلافت کو قطعاً تسلیم نہ کیا۔ بلکہ وہ قصبہ حوران میں تشریف لے گئے۔ آخر یہ کس بناء پر تھا۔ نقوشِ صحابہ کے ص۴۲ پر مذکور ہے فاضل مصنف نے تحریر کیا ہے

> خود مدینہ میں جب حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ تو حضرت سعد بن عبادہ ؓ نے قبائلی عصبیت ہی کی بنا پر ان کی خلافت تسلیم کرنے سے اجتناب کیا۔
>
> خلافت و ملوکیت ص۹۱

ابن اثیر اور ابن سعد نے اپنی کتب میں صاف صاف تحریر کیا ۔ سعد بن عبادہ رضؓ نے خلیفہ اوّل اور خلیفہ ثانی کی بیعت اپنی حیات میں نہیں کی۔ بلکہ شام کے قصبہ حوران میں جا کر مقیم ہو گئے (اسدالغابہ ج ۲ ص۲۹۵، طبقات ابن سعد ج ۳ ص۱۴۲۔ نقوش صحابہ ص۴۲

حضرت ابوبکرؓ . . . . . نے اپنے عہد اقدس میں کسی رشتہ دار کو اس منصب پر فائز نہ کیا ۔ اور نہ اس کے لئے سفارش کی۔

حضرت عمرؓ اپنے پورے دور حکومت میں اپنے قبیلے کے صرف ایک صاحب کو جن کا نام نعمان بن عدی تھا۔ بصرے کے قریب میسان نامی پر ایک چھوٹے سے علاقے

کے تحصیلدار مقرر کیا۔ اور اس عہدے سے بھی تھوڑی ہی مدت بعد معزول کر دیا۔ اس لحاظ سے ان دونوں خلفا کا طرز عمل درحقیقت مثالی تھا۔

خلافت و ملوکیت ص ۹۸

میسان کی معزولیت کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس نے اپنی بیوی کے فراق میں اشعار لکھے جس میں شراب کا مضمون باندھا گیا تھا۔ اور ساتھ ہی فیصلہ دیا۔ کہ آئندہ اسے کوئی عہدہ نہ دیا جائے۔

دنیا کے جتنے کام کئے جاتے ہیں وہ حسن ظن کی بناء پر ہوتے ہیں۔ مستقبل کا علم کسی کو نہیں ہوتا۔ اگر وہ درست نکلے تو بہتر۔ ورنہ مشورہ اور رائے دینے والا اس پر مجرم نہیں ہے۔ حضرت عمر رضؓ کو اپنی زندگی میں سنگین خطرہ عصبیت پھیلنے کا تھا جس کا اشارہ حضرت عمر رضؓ نے اپنی زندگی میں بیان کر دیا تھا۔ اور آپؓ نے حضرت عثمان رضؓ کو فرمایا تھا۔ بنی امیہ کو مسلط نہ کرنا۔ ورنہ یہ لوگ آپ کو خراب کریں گے۔ (طبقات ابن سعد

مولف نے تحریر کیا ہے

> حضرت عمر رضؓ نے حضرت علی رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو بلا کر ہر ایک سے کہا کہ اگر میرے بعد تم خلیفہ ہو تو اپنے قبیلے کے لوگوں کو عوام کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا۔
>
> خلافت و ملوکیت ص ۹۹

"مگر بدقسمتی سے خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضؓ اس معاملے میں معیار مطلوب کو قائم نہ رکھ سکے ان کے عہد میں بنی امیہ کو کثرت سے بڑے بڑے عہدے اور بیت المال سے عطیئے دیئے گئے۔ اور دوسرے قبیلے اس تلخی کے ساتھ محسوس کرنے لگے۔ ان کے نزدیک صلہ رحمی کا تقاضا تھا۔ چنانچہ کہتے تھے۔ کہ عمر رضؓ خدا کی خاطر اپنے اقرباء کو محروم کرتے تھے۔ اور میں خدا کی خاطر اقرباء کو دیتا ہوں۔ ایک موقع پر انہوں نے فرمایا۔ ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ بیت المال کے معاملہ میں اس بات کو پسند کرتے تھے۔ کہ خود خستہ حال رہیں اور اپنے اقرباء کو بھی اسی حالت میں رکھیں۔ مگر میں اس میں صلہ رحمی کرنا پسند کرتا ہوں (خلافت و ملوکیت ص ۱۰۰)

اس پر فاضل مصنف فیصلہ کرتے ہیں۔

اس کا نتیجہ آخر کار وہی ہوا جس کا حضرت عمر رضؓ کو اندیشہ تھا۔ ان کے خلاف شورش برپا ہوئی۔ اور صرف یہی نہیں کہ وہ خود شہید ہو گئے۔ بلکہ قبائلیت کی دبی ہوئی چنگاریاں

پھر سلگ کر رہیں۔ جس کا شعلہ خلافت راشدہ کے نظام ہی کو پھونک رہا

خلافت و ملوکیت ص۱۰۱

علامہ ابن سعد رح نے اس معاملہ کو یوں پیش کیا ہے۔

مروان آٹھ سال کی عمر میں، اپنے باپ حکم کے ساتھ مدینہ میں رہا۔ جب ان کا باپ حکم فوت ہو گیا۔ تو مروان اپنے عم عثمان بن عفان کے ساتھ رہے۔ مروان حضرت عثمان رض کے منشی تھے۔ اور حضرت عثمان رض نے انہیں مال دینے کا حکم دیا: وکان کاتبالہ وامر لہ عثمان باموال وکان یتاؤل فی ذلک صلۃ قرابتہ۔ مروان کاتب تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان نے انہیں مال دینے کا حکم دیا۔ اور تاویل کی کہ وہ میرا قریبی رشتہ دار ہے۔

وکان الناس ینقمون علی عثمان تقریب مروان وطاعتہ لہ۔ اکثر لوگ اس بنا پر ناراض تھے۔ کہ مروان آپ کے ہاں مقرب ہے۔ اور اسی کی بات کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ اکثر باتیں مروان کی حضرت عثمان رض کی طرف منسوب تھیں۔ حالانکہ موصوف کو اس کے متعلق قطعاً کوئی علم نہ تھا۔ اور موصوف مروان رپوٹ پر عوام کا فیصلہ کرتے۔ اور مروان عوام کو تہدید کی لہجہ میں پیش آتا تھا۔ اور یہ حضرت عثمان رض کے حلم اور شریف النفسی۔ اور سلامت طبع کی بناء پر سب کچھ ہوتا تھا۔ رجلاً کریماً حییاً۔ سلیماً۔ فکان یصدقہ فی بعض ذالک ۔ ان اوصاف جمیلہ کی بناء پہ آپ مروان کے جملہ امور کو شن کر بعض امور رد کرتے اور بعض پر عمل کرتے اور حقیقت ہے کہ مروان کا صحابہ کے ساتھ حسن سلوک قطعاً نہ تھا ع۱۔

علامہ ہندی نے کنز العمال میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت عثمان فرمایا کرتے تھے۔ انما قسمتہ بین اقربائی۔ میں نے یہ مال اپنے اقرباء میں تقسیم کیا ہے ع۱۔ خلافت عثمانی میں تین امور نمایاں تھے۔ جو عوام کے نزدیک قابل اعتراض تھے۔

اقرباء پروری (۲) بیت المال سے عطایا (۳) اقرباء کو مناصب پہ فائز کرنا۔

مروان کے متعلق نائلہ رض کا نظریہ

حضرت عثمان رض کی زوجہ (نائلہ رض) یہ رائے رکھتی تھیں۔ کہ حضرت عثمان رض کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی بہت بڑی ذمہ داری مروان پر عائد ہوتی ہے۔ حتٰی کہ ایک مرتبہ انہوں نے

ع۱۔ کنز العمال ج ۵ ــــ طبقات ابن سعد ج ۵ ص۳۶ سطر۱۴ مطبوعہ بیروت ۱۳۷۶ھ سنہ ۱۹۵۷ء

Marfat.com

اپنے شوہر محترم سے صاف صاف کہا۔ کہ اگر آپ مروان کے کہے پر چلیں گے۔ تو یہ آپ کو قتل کر کے چھوڑے گا۔ اس شخص کے اندر نہ اللہ کی قدر ہے اور نہ ہیبت نہ محبت۔

خلافت و ملوکیت ص۱۲۲

موصوف کا مشورہ آخر کس بناء پر تھا۔ وہ یہ وجہ تھی۔ کہ آپ نے اس کے ساتھ حسن اخلاق اور حسن سلوک کے تمام دروازے کھول رکھے تھے۔ جس کی بناء پر وہ بے باک اور نڈر نظر آتا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے کہا تھا۔ یہ (مروان) غیر وفادار شخص ہے۔ اور اس کی بے وفائی کا علم بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ اس کی اولاد سے امت مسلمہ کو سرخ انقلاب کا سامنا ہوگا۔ (نہج البلاغہ ج ۳ ص ۸ کلام نمبر ۱۲۰) یہ شخص ہی حضرت کے قتل کا سبب تھا۔ اور محاصرہ کے وقت گھر سے بھاگ گیا تھا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی معزولی اور محمد بن ابی بکر کی گورنری کے سلسلہ میں اونٹ اور غلام اور رقعہ پر قتل محمد بن ابی بکر کی سازش کرنے والا یہی تھا (تاریخ الخلفاء سیوطی ۲۰۱)

اسلامی متحدہ محاذ اور جماعت اہل حدیث کا موقف

جماعت اہل حدیث کے مذہب اور مسلک کی اساس قرآن اور سنت نبوی پر ہے۔ اگر ہم کسی جماعت سے اسلامی نظام اور نظریے پیش۔ اتحاد اور اتفاق کرتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ ہم نے کفر کے استیصال کے لئے مسلم جماعتوں سے تعاون کیا ہے۔ نہ کہ ہم نے ان افراد کے مسالک اور مذاہب کو اختیار کر لیا۔ اور یہی ہماری پالیسی جماعت اسلامی کے لئے ہے۔ ہمارے اختلافات اسی طرح موجود ہیں۔ اتفاق صرف اور صرف اسلامی نظام کے لئے کیا ہے۔ اور یہی ہمارا موقف شوکت اسلام کے لئے تھا۔ جن جماعتوں سے ہمارا مسلکی اختلاف تھا ہم نے اس کی تردید نہیں کی یہ اس کا بین ثبوت ہے ہم اپنے عقائد پر وہ کر ان سے تعاون کر رہے ہیں۔ ہم اپنے عقائد کے لئے ٹھوس دلائل رکھتے ہیں۔ ۱۰ مبہ ہے۔ اس تحریر سے معترضین کا شبہ زائل ہو جائیگا۔

عبدالرشید حنیف

---

۲ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۰۱ ۔ ۱ نہج البلاغہ ج ۳ ص ۸ ۔ کلام نمبر ۱۲۰

Marfat.com

خلافت راشدہ سے ملوکیت تک ص۱۰۵ باب نمبر ۴

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اختلافات کے وجوہ۔

۱۔ انہوں نے پے در پے اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے اہم عہدے عطا کیے اور ان کے ساتھ دوسری ایسی رعایات کیں جو عام طور پر لوگوں میں ہدف اعتراض بن کر رہیں
خلافت و ملوکیت ص۱۰۶

۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص کو معزول کر کے کوفہ کی گورنری پر اپنے ماں جائے بھائی ولید بن ابی عقبہ بن ابی معیط کو مقرر فرمایا۔ اور اس کے بعد یہ منصب ایک اور عزیز سعید بن عاص کو دیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو بصرے کی گورنری سے معزول کر کے اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو ان کی جگہ مامور کیا۔ حضرت عمرو بن عاص کو گورنری سے ہٹا کر اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر کیا۔ حضرت معاویہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے صرف دمشق کی ولایت پر تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی گورنری میں دمشق، فلسطین، حمص، اردن، اور لبنان کا پورا علاقہ جمع کر دیا۔ پھر اپنے چچا زاد بھائی مروان بن حکم کو انہوں نے سیکرٹری بنا لیا جس کی وجہ سے سلطنت کے پورے دروبست پر اس کا اثر و نفوذ قائم کیا گیا۔ اس طرح عملاً ایک ہی خاندان کے ہاتھ میں سارے اختیارات جمع ہو گئے۔ (ایضاً ص۱۰۸)

جب ولید بن عقبہ کوفے کی گورنری کا پروانہ لیکر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا، معلوم نہیں ہمارے بعد تو زیادہ دانا ہو گیا ہے یا ہم تیرے بعد احمق ہو گئے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ ابو اسحاق برا فروختہ نہ ہو، یہ تو بادشاہی ہے صبح کوئی مزے اڑاتا ہے۔ تو شام کوئی اور۔ حضرت سعد نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں واقعی تم لوگ اسے بادشاہی بنا کر چھوڑو گے
خلافت و ملوکیت ص۱۰۸

حضرت امیر معاویہ، ولید بن عقبہ، مروان بن حکم کا شمار طلقاء[ع] میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے فتح مکہ کے موقع پر معافی مانگی تھی۔

ع طلقاء وہ لوگ کہلاتے ہیں جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔ (مولف)

Marfat.com

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو چکے تھے۔ رسول اللہ نے فتح مکہ کے موقعہ پر جن لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیا تھا۔ کہ وہ اگر خانہ کعبہ کے پردوں سے بھی لپٹے ہوئے ہوں تو انہیں قتل کر دینا۔ یہ ان میں سے ایک تھے۔ حضرت عثمانؓ انہیں لے جاکر اچانک حضور کے سامنے پہنچ گئے۔ اور آپ نے محض ان کے پاس خاطر سے ان کو معاف کر دیا۔

خلافت وملوکیت ص ۱۰۹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار افراد کے لئے حکم دیا تھا۔ اگرچہ وہ استار کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے بھی ہوں تب بھی انہیں قتل کر دینا۔ ابن اخطل، عبداللہ بن ابی، عکرمہ۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی۔ ان چار افراد سے صرف ابن اخطل کو قتل کر دیا گیا۔ اور باقی اسلام لاکر قتل سے بچ گئے۔

اس شخص کے قتل کے لیئے ایک انصاری نے نذر مان رکھی تھی۔ کہ جب بھی وہ ابن سرح کو دیکھے گا اسے قتل کر دے گا۔ چونکہ یہ شخص حضرت عثمان رضہ کا رضاعی بھائی تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضہ نے آں حضرت صلعم سے اس کی سفارش کر دی۔ اور انصاری اس حالت میں آپ کے اشارہ کا منتظر تھا۔ کہ آپ اشارہ کریں اور میں اسے قتل کر دوں گا۔ فشفع لہ عثمان حتی ترکہ۔ حضرت عثمان رضہ کی سفارش پر اسے رہا کر دیا گیا۔ آپ نے انصاری سے کہا آپ نے نذر کیوں نہ پوری کی۔ اس نے کہا میں آپ کے حکم کا منتظر تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا الایماء خیانۃ ـــ لیس للنبی ان یومی۔ معافی کے بعد اشارہ کرنا خیانت ہے اور یہ نبی کی شان کے خلاف ہے۔ (خلافت وملوکیت

حکم بن العاص جو حضرت عثمان کا چچا تھا۔ فتح مکہ کے موقعہ پر مسلمان ہوا تھا اور مدینہ آکر رہ گیا تھا۔ مگر اس کی بعض حرکات کی وجہ سے رسول اللہ نے اسے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ اور طائف ہی میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ ابن عبدالبرؒ نے استیعاب میں اس کی ایک وجہ یہ بیان کی ہے۔ کہ رسول کریم ؐ اپنے اکابر صحابہ کے ساتھ راز میں مشورہ فرماتے تھے۔ ان کی کسی نہ کسی طرح سن گن کر وہ انہیں افشا کر دیتا تھا۔ اور دوسری وجہ یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ رسول اللہ کی نقلیں اتارا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے خود اسے یہ حرکت کرتے دیکھ لیا۔

خلافت وملوکیت ص ۱۱۰

Marfat.com

نبی کریمؐ کا کسی کے متعلق فیصلہ کرنا اپنی ذاتی رائے پر مبنی نہ ہوتا تھا۔ بلکہ ربانی حکم کی بنا پر ہوتا تھا۔ جیساکہ آپ نے حکم بن ابی العاص کے متعلق بددعا بھی کی جس سے اسے رعشہ کی مرض لاحق ہوئی۔ ثعلبہ نے زکوٰۃ کا انکار کیا۔ وہ دوبارہ آپ کے پاس لایا۔ آپ نے اسے ربانی عتاب کے پیش نظر نہ قبول کیا۔ اسی طرح وہ دور صدیقی، فاروقی میں لایا۔ حتیٰ کہ دور عثمانی میں فوت ہوگیا۔ حکم بن ابی العاص کے متعلق گفتگو پہلے صفحات میں گذر چکی ہے جسے خلیفہ اول اور ثانی نے حکم کو واپس مدینہ میں نہ بلایا تھا۔

لیکن حضرت عثمان رضہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اس کو واپس بلالیا اور ایک روایت کے مطابق آپ نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ میں نے رسول اللہ سے اس کی سفارش کی تھی۔ اور حضور نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ اسے واپسی کی اجازت دیں۔

خلافت وملوکیت صـ۱۰۱

اس واقعہ کا ذکر مورخین نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جو اس کتاب کے سابقہ صفحات میں باحوالہ گزر چکا ہے۔

۱۳۔ ولید بن عقبہ ــــ کو آنحضرتؐ نے بنی مُصْطَلِق سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے روانہ کیا۔ اور اس نے خوف کی بنا پر یوں کہدیا۔ کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے۔ اور وہ مجھے مار ڈالنے کا عزم کرچکے ہیں۔ آنحضرتؐ اس پر غضب ناک ہوئے۔ اور آپؐ نے اس کیخلاف ایک فوجی مہم روانہ کردی۔ قریب تھا۔ کہ ایک سخت حادثہ پیش آجاتا۔ لیکن بنی مصطلق کے سرداروں کو بروقت علم ہوگیا۔ اور انہوں نے مدینہ حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ یہ صاحب تو ہمارے پاس آئے ہی نہیں۔ ہم تو منتظر ہی رہے۔ کہ کوئی آکر ہم سے زکوٰۃ وصول کرے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یاایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق بنبا ـــ تا ـــ نادمین (الحجرات) خلافت وملوکیت صـ۱۰۱

جب ایک شخص سے آنحضرتؐ کی زندگی میں غلطی ہوسکتی ہے تو بعد اس کی غلطی امکان سے باہر نہیں ہے۔

منصب ولید ۱۔

۲۵ھ میں ایسے چھوٹے منصب سے اٹھا کر حضرت عثمان رضہ نے ان کو حضرت سعد بن وقاص کی جگہ کوفے جیسے بڑے اور اہم صوبہ کا گورنر بنادیا۔ وہاں یہ راز فاش ہوا۔ کہ شراب

نوشی کے عادی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک روز انہوں نے صبح (فجر) کی نماز چار رکعت پڑھا دی اور پھر پلٹ کر لوگوں سے پوچھا اور پڑھاؤں۔ خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۱۳)

حضرت مسور بن مخرمہ۔ عبدالرحمٰن بن اسود۔ نے حضرت عثمان کے بھانجے عبیداللہ بن عدی بن خیار سے کہا کہ ولید بن عقبہ کا طرزِ عمل درست نہیں ہے۔ اسے سزا دینی چاہیئے چنانچہ موصوف نے وعدہ کر لیا۔ اور پورے کیس کی انکوائری کر کے اس پر حد جاری کرے۔ آپ نے حضرت علی رضؓ کو حکم دیا۔ چنانچہ حضرت علی رضؓ نے عبداللہ بن جعفر کو حکم دیا۔ انہوں نے اسے چالیس درے لگائے

یہ وہ وجوہ تھے جن کی بنا پر حضرت عثمان رضؓ کی پالیسی لوگوں کے لئے اور بھی زیادہ بے اطمینانی کا موجب بن گئی تھی۔ (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۱۴)

(۱) اقرباء نوازی اور مناصب پر فائز کرنا (۲) بعض معزز ترین صحابہ کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو فائز کرنا جبکہ اس کا کردار واضح تھا۔ (۳) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کی زندگی منور کرنا اور منصب پہ فائز کرنا۔ جس کی سیرت آنحضرتؐ کی زندگی میں واضح ہو چکی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس جو واقعات خلافت و ملوکیت میں اس سلسلہ (عثمان رضؓ) میں پیش کئے گئے ہیں وہ تاریخی مستند کتب اور حوالہ جات سے تحریر کی گئی ہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ مولانا نے مستور واقعات کو کیوں بیان کیا۔ فتویٰ زنی کرنی ہے۔ تو ابن سعد اور ابن اثیر علیہ الرحمۃ کی ذات اقدس پر کرو۔ مولانا ناقل ہیں۔ اس پر مولانا نے یہ فیصلہ تحریر کیا ہے۔

مرحلہ

حضرت عثمان رضؓ کی پالیسی کا یہ پہلو بلاشبہ غلط تھا۔ اور غلط کام بہر حال غلط ہے۔ خواہ وہ کسی نے کیا ہو۔ اس کو خواہ مخواہ کی سخن سازیوں سے صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا نہ عقل و انصاف کا تقاضا ہے۔ اور نہ ہی دین کا یہ مطالبہ ہے۔ اگر کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ مانا جائے۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ اس ایک پہلو کو چھوڑ کر باقی جملہ پہلوؤں سے ان کا کردار بحیثیت خلیفہ ایک مثالی کردار تھا۔ جس پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۱۶

نصرت کی بددیانتی

ہفت روزہ "نصرت" لاہور ۱۶ اگست صفحہ ۲۶ ۔ ۔ سنہ
خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۱۶ اشاعت چہارم ۔ سے

Marfat.com

عبارت کا ایک حصہ نقل کر دیا اور اس پر سرخی جما دی ۔ باقی حصہ کو حذف کر دیا جس سے پہلی عبارت کی وضاحت ہوتی تھی ۔

حضرت عثمان کی پالیسی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ کسی صحابی کی غلطی کو غلطی نہ کہا جائے ۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اس پہلو کو چھوڑ کر باقی جملہ پہلوؤں سے ان کا کردار بحیثیت خلیفہ ایک مثالی کردار تھا جس پر اعتراض کی گنجائش نہیں ہے (ملاحظہ ہو خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۱۶)

حضرت عثمان رضہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی حیات خلافت کے متعلق علامہ ابن سعد اور علامہ سیوطی نے ۱۲ سال سے چھ سال کے دور کو فاروقی خلافت سے بھی عوام کی نگاہ میں زیادہ موثر ثابت کیا ہے ۔ لیکن آخری چھ سال ۔ ۔ ۔ ۔ وہ مختلف اسباب کی بناء پر آپ کو شک اور شبہ کی نظر سے صحابہ کرام اور غیر صحابہ ——— مستحسن کہنے سے انکار کر دیا ۔ اور خصوصاً ایسے اصحاب کو خلعت اور مناصب جلیلہ پر فائز کرنا جن کی پوزیشن اعلیٰ نہ تھی ۔ یہ اس صدی کے مورخ کی بات نہیں ہے ۔ بلکہ سابقہ مورخین نے اپنی کتب میں پوری تفصیل کے ساتھ حالات کو قلمبند کیا ۔

مصنف نے اپنی کتاب میں جو "مرحلہ" کے نام سے تبصرہ کیا ہے ۔ وہ کسی کتاب سے ماخوذ نہیں ہے ۔ اس پر مولف کا اپنا فیصلہ ہے ۔ اسی فیصلہ کی بناء پر عوام ، علماء ، صحافی ، سیاسی لیڈر ، اور مذہبی لیڈر محض عصبیت کے پیش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ موصوف کی ذات اور قلم کو معاف نہیں کیا ۔ حالانکہ قاعدہ یہ تھا ۔ کہ پوری کتاب کا مطالعہ کرتے اور تاریخ پر پوری نگاہ رکھتے ۔ تو وہ خود یہ فیصلہ لکھنے پر مجبور ہوتے ۔ کہ واقعتہً آپ کی خلافت کے آخری چھ سال اہل کاروں کے غلط انتخاب پر آپ کو یہ خمیازہ بھگتنا پڑا ۔ جیسا کہ نائلہ (زوجہ عثمان رض) اور حضرت علی رض نے آپ کو آگاہ کیا تھا ۔ باقی رہا صحابہ کی جملہ خطا یا کو رب العزت نے معاف کر دیا ہے ۔ اور ہمارا یہ موقف نہیں ہے ۔ کہ ہم جسٹس کی پوزیشن میں ان کی کسی سابقہ غلطی کو سامنے رکھ کر ان کے کردار پر قلم اٹھا کر ان کو رسوا زمانہ قرار دیں ۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ آں حضرت ص کی حیات مقدس کے بعد صحابہ سے غلطی سرزد نہیں ہوئی ۔ کیوں کہ بشری تقاضا میں خطاء اور نسیان موجود ہے

صاحب نبوت کی لطافت اور اخلاقی بلندی

حضرت عائشہ ام المومنین نے ——— یہود

جو آپ کے گھر آئے اور السام علیکم کہا۔ اور آں حضرت ؐ نے انہیں مناسب جواب دیا حالانکہ موصوفہ نے ـــــ غضب اور سختی میں جواب دیا۔ اس پر آں حضرت ؐ نے فرمایا۔ لا تکونی فاحشۃ ـــ ایاک والغضب ـ ایسی زیادتی اور تلخی اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں ہے۔ کیا یہ خوبی تھی جس پر آپ موصوفہ کو کہہ رہے تھے۔ (مشکوٰۃ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ؐ غلطی پر فوراً تنبیہہ کر دیتے اور ساتھ ہی واضح کر دیتے تھے۔ معصومیت کا خاصہ صرف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی وابستہ ہے غلطی کا سرزد ہونا اور امکانِ خطا بشری تقاضا ہے (مولف)

عورت اور منصب امامت و خلافت و نبوت

اسلامی سیرت میں عورت منصب امامت، خلافت اور نبوت سے الگ رکھی گئی ہے۔ کیوں کہ اپنی نحیف جبلت کی بنا پر ان عہدوں پر فائز نہیں ہو سکتی۔ اور اس پر سخت ترین امر نبوی موجود ہے۔

(۱) لن یفلح قوم اسندوا امرھم الی امرأۃ ۔

(۲) لا تکون امرأۃ حکما ۔

(۳) لا یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ ۔ (بخاری شریف)

عورت کی سربراہی خلافت اور امارت عدم فلاح ۔ ناکامی کا سبب ہی نہیں۔ بلکہ آں حضرت ؐ نے فرمایا۔ وہ قوم ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی جس نے اس منصب پر عورت کو فائز کیا۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۷ ح ۲۲۹۳ ۔۳۴/۴۳ ۔ ج ۶ ص ۱۲ ح ۴۴۴۳)

کیوں کہ نقصانِ عقل اور عبادت دونوں اس میں موجود ہیں (مشکوٰۃ ج ۱)

حضرت معاویہؓ ـــــ نے حضرت عثمان رضؓ کا خون آلودہ قمیص اور حضرت نائلہؓ زوجہ عثمان رضؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں دمشق میں لٹکا دیں۔ تاکہ اہل شام کے جذبات بھڑک اٹھیں۔ حضرت عثمان رضؓ کی شہادت ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ھ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۲)

محرم ۳۶ ھ میں حضرت علی رضؓ نے معاویہؓ کو معزول کر کے ان کی جگہ سہل بن حنیف کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔ لیکن ان کے ساتھ بھی معاویہ کے لشکر نے اچھا سلوک نہ کیا۔ بلکہ انتقام عثمانؓ کا مسئلہ سامنے رکھا۔ اور کہا اگر آپ ان کے معاملہ میں معاون ہیں تو بہتر۔ ورنہ

Marfat.com

واپس مدینہ چلے جاؤ۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ حضرت معاویہؓ خلیفہ کی اطاعت کو نا پسند کرتے تھے ۔ ۔ ۔ حضرت معاویہؓ کے ۱ھ میں اختیارات کا ۱ (ناخلافت سے ملوکیت کی طرف اسلامی ریاست کے انتقال کا عبوری مرحلہ تھا (خلافت و ملوکیت ص۱۴۲)

حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت معاویہؓ کی بیعت ہو جانے کے بعد ان سے ملے تو السلام علیک ایہا الملک ۔ کہہ کر خطاب کیا ۔ حضرت معاویہؓ نے کہا ۔ اگر آپ امیر المومنین کہتے تو کیا حرج تھا ؟ ۔ انہوں نے جواب دیا خدا کی قسم جس طرح آپ کو یہ حکومت ملی ہے ۔ اس طریقے سے اگر مجھے مل رہی ہوتی ۔ تو میں اس کا لینا ہرگز پسند نہ کرتا ۔

حضرت معاویہؓ خود بھی اس حقیقت کو سمجھتے تھے ۔ ایک مرتبہ انہوں نے خود کہا ۔ کہ انا اول الملوک ۔ میں مسلمانوں میں پہلا بادشاہ ہوں ۔ بلکہ حافظ ابن کثیرؒ کے بقول سنت بھی یہی ہے ۔ کہ ان کو خلیفہ کی بجائے بادشاہ کہا جائے ۔ کیوں کہ نبی ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی ۔ کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی ۔ پھر بادشاہی ہوگی ۔ اور یہ مدت ربیع الاول ۴۱ھ میں ختم ہو گئی جبکہ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے ۔ (خلافت و ملوکیت ص۱۴۸)

علامہ سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے ۔ کہ آپ کو لوگ ملوک ۔ بادشاہ کے نام سے پکارتے تھے ۔ (اس کتاب کے سابقہ صفحات میں گذر چکا ہے)

آپ کے اوصاف جمیلہ سے عدم التفات نہیں ۔ ہاں یہ ضرور ہے ۔ کہ آپ نے اپنے بیٹے کی ولی عہدی کے لئے صحابہ کرام کو بے بس کیا ۔ اور انہیں روپے کی پیش کش بھی کی ۔ اس سلسلہ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو مروان نے دھمکی دی اور موصوف نے خود مدینہ میں جا کر حضرت ابن عمرؓ کو قتل کی دھمکی دی ۔ اور اس پر اصحاب رسول نے آپ کو منع کیا ۔

بعدہ آپ نے انہیں روپے دینے کی پیش کش کی ۔ آپ نے یہ کہہ کر رد کر دیا ۔ میرا دین اتنا سستا نہیں ہے ۔ اور عبدالرحمٰن نے کہا میں اس روپے کے عوض میں اپنا دین فروخت نہیں کرنا چاہتا (طبقات ابن سعد   اور اسد الغابہ

ملاحظہ ہو اس کتاب کے ص۔۔ پر مذکور ہے ـــــــ حضرت علیؓ کا دور خلافت اور امیر معاویہ کی زندگی دور ملوکیت سے بھرپور تھا ـــــ مغیرہ بن شعبہ اور مروان یزید کی بیعت کے لئے معاون اور مددگار کی حیثیت سے کام کرتے تھے ۔

اسی بناء پر حضرت حسن نے اپنا موقف ۔ ۔ ۔ ۔ ایسے انداز سے پیش کیا کہ آپ سے مصالحت کرلی ۔ اگرچہ آپ کے ساتھی ایسا کرنے پر نالاں تھے ۔ اور آپ کو اس عظیم سانحہ کا شکار ہونا پڑا ۔

حضرت علیؓ کے بعد سنہری کام حضرت حسنؓ نے کیا ہے ۔ اور اس تاریخ میں آج تک ایسا صلح کن فرد پیدا نہیں ہوا ۔ جس نے امت کو کشت وخون سے بچالیا ۔ حضرت معاویہؓ کا قول ملاحظہ ہو ۔ بخدا میں تمہاری حکومت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس بات سے ناواقف نہ تھا ۔ کہ تم میرے برسر اقتدار آنے سے خوش نہیں ہو ۔ اور اسے پسند نہیں کرتے اس معاملہ میں جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے خوب جانتا ہوں ۔ مگر میں نے اپنی اس تلوار کے زور سے تم کو مغلوب کرکے اسے لیا ہے ۔ اب اگر تم یہ دیکھو ۔ کہ میں تمہارا پورا پورا حق ادا نہیں کررہا ہوں ۔ تو تھوڑے مجھ سے راضی رہو ۔ (خلافت وملوکیت ص ۱۵۹)

اما بعد فانی واللہ ماولیت امرکم حین ولیتہ وانا اعلم انکم لاتسرون بولایتی ولاتحبونھا ۔ وانی لعالم بمافی نفوسکم من ذلک ولکنی خالستکم لسیفی ھذا مخالستۃ وان تجدونی اتوم بحقکم کلہ فارضوا منی ببعضہ (ایضا)

مال غنیمت کی تقسیم کے معاملے میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے صریح احکام کی خلاف ورزی کی ۔ کتاب اللہ وسنت کی رو سے پورے مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت المال میں داخل ہونا چاہیئے ۔ اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کئے جانے چاہئیں ۔ جو لڑائی میں شریک ہوئی ۔ لیکن حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ مال غنیمت میں سے چاندی، سونا ان کے لئے الگ نکال لیا جائے ۔ پھر باقی مال شرعی قاعدے کے مطابق تقسیم کیا جائے ۔

خلافت وملوکیت ص ۱۷۳

نمبر ۸

امام شعبی رحمہ نے فرمایا پہلا شخص جس نے بیٹھ کر خطبہ دیا وہ امیر معاویہؓ تھے (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۲ تا ۱۵۳)

سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ جس نے عید میں اذان کہلائی وہ امیر معاویہؓ تھے (ایضاً)

Marfat.com

مروان کو یزید کی بیعت کے لئے نمائندہ بنانا۔ اور پھر اس کا صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنا جیسا کہ اس نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے متعلق کہا اور حضرت عائشہؓ نے فرمایا کذب مروان مروان جھوٹا ہے۔ اور عبدالرحمٰن نے مروان کو صاف کہدیا تو ابن لعین۔ اور تیرا باپ بھی لعین تھا عقیلؓ جو کہ حضرت علیؓ کے بھائی ہیں۔ انہوں نے موصوف سے مال طلب کیا۔ آپ نے کہا بیت المال میں نہیں دے سکتا۔ وہ ناراض ہو کر امیر معاویہؓ کے پاس چلا گیا اور موصوف نے ایک لاکھ درہم عطا کیا۔

امام شعبیؒ فرمایا کرتے تھے۔ عرب کے ہوشیار اور تجربہ کار معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں۔

ابی سعید خدریؓ صحابی رسول بیان کرتے ہیں۔ ہم عہد نبوی میں صدقۃ الفطر تمام اجناس سے ایک صاعؒ (ٹوپہ) ادا کرتے تھے۔ لیکن امیر معاویہؓ نے ـــــ گندم کا ایک (مد) رطل کو (دو مد) کے برابر کرتا تھا۔ (بخاری ج ا ص ۲۰۴)

یہ سب کچھ ملوکیت کی بناء پر تھا۔ اور امیر معاویہ شدید ترین ملوک تھے (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۲)

حضرت امیر معاویہؓ کے محامد و مناقب اپنی جگہ پر ہیں۔ ان کا شرف صحابیت بھی واجب الاحترام ہے۔ ان کی یہ خدمت بھی ناقابل انکار ہے۔ کہ انہوں نے پھر سے دنیائے اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور دنیا اسلام کے غلبے کا دائرہ پہلے سے زیادہ وسیع کر دیا۔ ان پر جو شخص لعن طعن کرتا ہے وہ بلاشبہ زیادتی کرتا ہے۔ لیکن ان کے غلط کام کو غلط کہنا ہی ہوگا۔ اسے صحیح کہنے کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ ہم اپنے صحیح اور غلط کے معیار کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ (خلافت و ملوکیت ص ۱۵۳)

حضرت امیر معاویہؓ کی حیثیت دو طرح سے تھی۔ بحیثیت صحابی ہونے کے آپ نیک سیرت اور بلند کردار کے مالک اور آنحضرتؐ کی دعا۔ اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا وعلمہ الکتب والحساب (طبقات ابن سعد (ترمذی ج ۲

اور دوسری حیثیت حاکم ہونا۔ تو وہ آپ کا معاملہ کچھ قدرے نازک تھا۔ اور خصوصاً آپ کا یزید کو اپنی زندگی میں ولی عہد بنانا اور کبار صحابہ کو رقم دینا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آنا۔ یہ آپ کی غلطی بحیثیت حکمران کے تھی۔ اور یہی وجہ بعض لوگ آپ کو اول ملوک (پہلا بادشاہ کہا کرتے تھے) غلطی کا سرزد ہونا صحابی ہونے کے منافی نہیں ہے۔ ابن عمر حج کے موقعہ پر ڈاڑھی کٹوالیا کرتے تھے (مشکوٰۃ ج ۲) یہ آپ کی صریحاً غلطی تھی جبکہ

آنحضرتؐ سے قطعاً کٹوانے کا حکم موجود نہیں ہے۔ یہ معیار صاحب خلافت و ملوکیت کا نہیں ہے۔ مورخین نے بدلیل پیش کیا ہے۔ صحابہ کے اجتہادی امور کتب حدیث میں بے شمار موجود ہیں۔

یزید بن معاویہؓ

امام احمدؒ ۔۔۔۔ یزید پر لعنت کرنے کو پسند نہ کرتے تھے۔ علماء اہل سنت میں سے جو لوگ لعنت کے قائل ہیں۔ ان میں ابن جوزیؒ۔ قاضی ابو یعلیٰؒ۔ علامہ تفتازانیؒ۔ اور جلال الدین سیوطیؒ نمایاں ہیں۔ اور عدم جواز کے قائلین میں نمایاں ترین بزرگ امام غزالیؒ اور امام ابن تیمیہؒ ہیں۔

خلافت و ملوکیت ص ۱۸۳

سید ابوالاعلیٰ مودودی

میرا اپنا میلان اسی طرف ہے۔ کہ صفات ملعونہ کے حاملین پر جامع طریقے سے تو لعنت کی جا سکتی ہے۔ (مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ظالموں پر خدا کی لعنت) مگر کسی شخص خاص پر متعین طریقے سے لعنت کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بعد میں توفیق عطا کر دے۔ اور اگر مر چکا ہے۔ تو ہم نہیں جانتے کہ اس کا خاتمہ کس چیز پر ہوا ہے۔ اس لئے ہمیں ایسے لوگوں کے غلط کاموں کو غلط کہنا پر اکتفا کرنا چاہیئے اور لعنت سے پرہیز ہی اولیٰ ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ بھی نہیں ہیں۔ کہ اب یزید کی تعریف کی جائے۔ اور اسے رضی اللہ عنہ لکھا جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مجلس میں ایک مرتبہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے امیر المومنین یزید کے الفاظ استعمال کئے۔ تو سخت ناراض ہوئے۔ انہوں نے فرمایا: تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے اور اسے بیس۲۰ کوڑے لگائے (تہذیب التہذیب ج ۱۱۔ ص ۳۶۱)

خلافت و ملوکیت ص ۱۸۳

ارشاد نبویؐ:۔ لا تلعنوا بلعنۃ اللہ۔ ربانی لعنت کسی کو مت کیا کرو۔ آپؐ نے بے شمار مقامات پر مجرمین کو لعنتی کہا ہے۔ چونکہ آپ کی حیثیت نبی کی ہے آپؐ کو اختیار ہے۔ ہاں زندہ شخص کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ تیرے اندر وہ اسباب موجود ہیں جن پر لعنت کی جا سکتی ہے۔ اور اگر فوت ہونے والے کے متعلق علم ہو جائے خاتمہ

Marfat.com

وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا تھا۔ تو اسے لا تسبوا الاموات کے پیش نظر ایسے کلمات نہ کہو جس سے اس کے اہل و اقارب کو تکلیف ہو۔ ہاں اگر مرنے والا مرتد ہے اور لعنتی ہے اور اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ یا وہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو اسے مرتد، لعنتی اور زندیق نہ کہنا جرم عظیم ہے۔ مسلمان کا مسلمان کو لعنتی کہنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ درست نہیں ہے۔

سید العرب والعجم جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری ایام میں فرمایا تھا۔ یا اللہ! جس کو میں نے زبان سے یا اور کسی طریقہ سے سزا اور ایذا دی ہے۔ یا لعنتی کہا ہے۔ یا اللہ وہ میری سزا اور ایذا اس کے حق میں رحمت کر دے۔ (بخاری۔ دارمی)

حضرت عمرو بن عاص رضہ کے تحکیم کے سلسلہ میں فیصلہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

کوئی غلط کام محض شرف صحابیت کی وجہ سے مشرف نہیں ہو جاتا۔ بلکہ صحابی کے بلند مرتبہ کی وجہ سے وہ غلطی اور زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ لیکن اس پر رائے زنی کرنے والے کو لازماً احتیاط ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ کہ غلط کو صرف غلط سمجھے اور کہنے پر اکتفا کرے۔ اس سے آگے بڑھ کر صحابی کی ذات کو بحیثیت مجموعی مطعون نہ کرنے لگے۔ حضرت عمرو بن عاص یقیناً بڑے مرتبے کے بزرگ ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ البتہ ان سے یہ دو کام ایسے سرزد ہو گئے ہیں۔ جنہیں غلط کہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے (خلافت و ملوکیت صفحہ ۱۴۱ تا ۱۴۳)

حضرت عمرو بن عاص کے متعلق علامہ ابن سعد نے اور اسد الغابہ والے نے جو تحریر کیا ہے۔ اس سے عیاں ہے کہ آپ کا فیصلہ بقول ابو موسیٰ اشعری رضہ درست نہ تھا۔ کیوں کہ جو معاہدہ ہو چکا تھا۔ اس پر دونوں کو قائم رہنا چاہیئے تھا۔ اور پوری ہوشیاری سے عمرو بن عاص نے امیر معاویہ کے حق میں فیصلہ دینا ـــ کا اثر یہ ہوا کہ ابو موسیٰ مطعون قرار دیئے گئے۔ اور حضرت علی رضہ کے مخالفین میں ایک اور اینگی ایسی پیدا ہوئی۔ کہ جس کا مداوا مشکل تھا۔ اس کتاب کے سابقہ صفحات میں تفصیل مذکور ہے۔ (اسد الغابہ۔ طبقات ابن سعد)

نوٹ:۔

صحابہ کرام کا صحابہ پر تنقید کرنا جرم نہیں ہے۔ ہاں کسی غیر صحابی اور فقیہہ اور مولوی کا تنقید دیکھنا ایمان ہے۔ (عبد الرشید)

جنگِ جمل اور صفین

یہ دونوں جنگیں صحابہ کرام کے مابین رونما ہوئیں۔ اور اس کا سبب صرف ایک ہی تھا۔ وہ تھا قاتلین عثمان رضہ سے انتقام۔ اس لئے جتنے فریقین کے قتل ہوئے وہ سب کے سب جنتی ہیں۔ اور اس کے قاتلین کا جرم اور سزا قاتلین عثمان رض پر ہے۔ اس کی دوسری بڑی وجہ یہ ہے۔ آنحضرت کی پیشگوئی کے مطابق ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عمار کا قتل ان دونوں امیر معاویہ رض اور حضرت علی رضہ کی جنگ میں ہوا۔ اور حضرت معاویہ رض نے صاف کہدیا انما قتلہ من اخرجہ اس کا وہی قاتل ہے جس نے اسے نکالا ہے۔ تو اس پر محشی القواصم من العواصم تحریر کرتے

ان کل من قتل من المسلمین بایدی المسلمین منذ قتل عثمان فانما اثمہ علی قتلۃ عثمان لانھم فتحوا باب الفتنۃ ولانھم واصلوا تسعیر نارھا ولانھم الذی اشعروا صدور المسلمین بعضھم علی بعض فکما کانوا قتلۃ عثمان فانھم کانوا القاتلین لکل من قتل بعدہ فیھم عمار ومن ھم افضل من عمار کطلحۃ والزبیر ـــ الی ان انتھت فتنتھم بقتلھم علیًا نفسہ وقد کانوا من جندہ وفی الطائفۃ التی کان قائمًا علیھا۔

قاتلین عثمان رضہ ہی صحابہ کی خانہ جنگی کے موجب ہیں۔ لہذا جتنے آپس میں مسلمان مارے گئے۔ ان کا جرم قاتلین عثمان رضہ پر ہے۔ اور وہی فتنہ کو ہوا دینے والے تھے۔ اور یہ فتنہ اتنا سنگین ہوا۔ کہ حضرت علی رضہ بھی ان کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔ ؎۱

؎۱ القواصم من العواصم ابن عربی صفحہ ۱۷۱ حاشیہ نمبر ۱۔ (ولادت ۴۶۸ھ۔ وفات ۵۴۳ھ)

Marfat.com

خدام الدین

حضرت عثمانؓ سے لوگوں کی ناراضگی کا سبب

زہریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے بارہ سال خلافت کی۔ چھ سال تک کسی کو کوئی شکایت آپ سے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کو قریش حضرت عمرؓ کی نسبت اچھا سمجھتے تھے۔ کیوں کہ حضرت عمرؓ کی مزاج میں شدت زیادہ تھی۔ لیکن پھر آپ نے بہت نرمی کرلی اور اپنے اعزہ واقرباء کو عامل بنانا شروع کیا۔ اور مروان کو ملک افریقہ کا خمس معاف کر دیا۔ اور اپنے اقرباء کو بہت سا مال دے ڈالا۔ اور اس کی تاویل میں فرمایا۔ کہ گو حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے نہیں کیا۔ مگر میں حکم خدا کے موافق صلہ رحمی کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ لوگوں میں آپ کے خلاف شورش پیدا ہو گئی۔[1]

حضرت عثمانؓ کی شہادت کا حسرتناک واقعہ

قصہ یہ ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت بعض صحابہ کو ناگوار ہوئی۔ کیوں کہ یہ سب کو معلوم تھا۔ کہ آپ اپنے اعزہ واقرباء کی بہت رعایت کرتے ہیں۔ آپ بارہ برس خلیفہ رہے۔ اس وقت اس قسم کے کئی ایک بنی امیہ سے عامل تھے۔ جو کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نہ تھے۔ اور جن کو اصحاب رسول اچھا نہ جانتے تھے۔ مگر آپ چھ برس برابر ان اصحابہ کی تالیف کرتے رہے جو آپ کے خلاف تھے۔ اور ان کو معزول نہ کیا۔ لیکن پچھلے چھ برسوں میں ـــــ اپنے چچا کی اولاد پر مہربان ہوئے اور ان کو مع ان کے ہم خیال شرکاء کے عامل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ عبداللہ ابو سرح[2] کو مصر کا حاکم مقرر کیا۔ اس کو وہاں دو ہی برس ہوئے تھے۔ کہ اہل مصر ان کی شکایات ظلم کرنے کے سلسلے میں دار الخلافہ آئے۔ اس سے پہلے عبداللہ بن مسعودؓ، ابوذرؓ۔ اور عمار بن یاسرؓ کے معاملات میں بنو ہذیل، بنو زہرہ کے دلوں میں اور ابن مسعود کے معاملہ کی نسبت بنو غفار اور اس کے احلاف کو حضرت عثمانؓ سے شکایت پیدا ہو چکی تھی۔ اہل مصر کی شکایت نے اور

---

[1] ہفت روزہ خدام الدین لاہور ص ۳ شمارہ نمبر ۲۰۲ ذوالحجہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۵۷ء

[2] عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ اصل نام ان کا یہ ہے۔ (مؤلف)

Marfat.com

بھی بارود کا کام دیا۔ جس نے ابوذر کے دل میں بہت رنجش ڈال۔ اور بنو مخزوم بے متعلق عمار بن یاسرؓ آپ سے بہت خشمناک ہوئے۔ اہل مصر ... ۔ ابن ابی سرح کے ظلم سے روتے ہوئے پھر آپ کے پاس آئے۔ پس حضرت عثمانؓ نے عبداللہ بن ابی سرح کو تہدیدی نامہ لکھا۔ مگر اس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ممنوعہ امورات کی تعمیل سے انکار کیا۔ اور جو لوگ دارالخلافہ میں شکایتیں کرنے آئے تھے۔ ان کو مارا پیٹا اور بعض کو قتل کر دیا۔ یہ حالت دیکھ کر مصر کے سات سو آدمی دارالخلافہ میں آئے۔ اور صحابہ سے عبداللہ بن ابوسرح کی شکایتیں کیں۔ اور خاص کر یہ کہ اس نے اوقات نماز میں تبدیلیاں کر دی ہیں

(ص۲۶ کالم نمبر ۲، ۳)

فیصلہ

حضرت عثمان رضہ نے حلفیہ طور پر کہہ دیا۔ یہ میری تحریر نہیں ہے۔ یہ تحریر مروان کی پہچانی گئی۔ اور حضرت عثمان رضہ پر اس معاملہ میں شک ہوا۔ اور آپ سے کہا گیا۔ کہ مروان کو ہمارے سپرد کریں۔ مگر آپ نے اس کے سپرد کر دینے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ مروان آپ کے مکان میں موجود تھا۔ آخر تمام صحابہ سخت ناخوش ہو کر وہاں سے شکایت کرتے ہوئے چلے آئے۔ آپ کو اس بات کا یقین کامل تھا۔ کہ حضرت عثمانؓ کبھی جھوٹی قسم نہ کھائیں گے مگر بعض نے کہا کہ ہمارے دلوں ——— کا غصہ دور نہیں ہو سکتا ہے۔ اور حضرت عثمان رضہ شک سے بری نہیں ہو سکتے۔ تا وقتیکہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کریں۔ (خدام الدین خطبہ جمعہ مولانا احمد علیؒ لاہور ۱۳، ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ، ۱۲ جولائی ۱۹۵۷ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان ذی النورین رضہ کے حالات۔

ایک نرالی دعاء

یا اللہ! چینی افواج کو امریکی افواج پر ہر محاذ میں غلبہ عطا کر

(خدام الدین ۵ ستمبر ۱۹۶۹ء بحوالہ آئین لاہور ص۱۲ ۔ ۲۱، ۱۰ اگست ۱۹۷۰ء)

نوٹ:

آپ اپنے ایمان کا اپنی تحریرات سے جائزہ لیں کہ کفار کی فتح کی آپ دعائیں کرتے ہیں اور ادھر حضرت عثمانؓ کی حمایت پر سیخ پا ہوتے ہیں۔ کفار کیلئے دعائیں اور مسلمانوں سے ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں

خدارا انصاف کیجئے

مولانا احمد علی لاہوری اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کا موقف

خلافت وملوکیت ص۱۰۰ و ص۱۰۵ و ص۱۰۶ کی جملہ عبارات جن پر علماء اور صحافی حضرات نے قابل ہدف بنایا ہے۔ ان کا گہرائی سے مطالعہ کریں۔ اور ساتھ خدام الدین ص۶، ۷ کی مجموعی ۲۶ سطور کو مقابلہ کرکے موازنہ کریں تو معلوم یہی ہوتا ہے۔ نام ان کے مختلف ہیں۔ اور موقف ایک جیسا ہے نہ معلوم کس انصاف کی گرانی سے صاحب خلافت وملوکیت صحابہ کا گستاخ اور صاحب خدام الدین صحابہ کی عظمت کا محافظ قرار دیا جاتا ہے۔ راقم نے دونوں اصحاب کی کتب اور رسالے سے عبارتیں نقل کردی ہیں۔ اور انصاف قارئین پر چھوڑ دیا۔۔۔ جاتا ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی کسی کتاب میں صحابہ کے شان کے لئے کوئی ایسا اصول نہیں وضع کیا جس سے صحابہ کی صراحتاً توہین بیان کی گئی ہو انہوں نے اپنی معلومات کی بساط کے پیش نظر جن امور کی نشاندہی کی ہے اسی کے مطابق اپنے بعض مقامات پر تبصرہ کیا۔ جس سے عوام میں ایک ہلچل پیدا ہو۔۔۔ گئی ہے۔ چونکہ مولانا خالصتاً آزاد حنفی المسلک ہیں۔ اور آپ کی طرف مختلف الزامات لگانے والے اکثریت سے خالصتاً مذہباً حنفی المسلک اور مشرب ہیں۔ تقلید جامد کا شکار ایسا ہو گئے ہیں کہ احادیث سے عداوت اور تقلید سے محبت

ہمارا اصول اس مسئلہ میں ان تمام حضرات کی مسلکی پابندیوں سے آزاد ہے۔ ہم صرف مسائل کا حل قرآن اور حدیث کی گرانی پر پرکھتے ہیں۔ اس لئے ہمارے اپنے اصول نہیں بلکہ ہم ربانی اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

اصول کے مطابق تنقید اور تبصرہ کو پیش کرتے ہیں۔
حضرت عثمان رضؓ اور امیر معاویہؓ کی زندگی ہمارے نزدیک ۔۔۔ بحیثیت شرف صحابیت تمام عیوب سے پاک اور صاف ہے چونکہ ہمارے سامنے ارشادات نبوی بے شمار ان اصحاب اور ان کے علاوہ اصحاب کے موجود ہیں۔ ان کی حیثیت خلیفہ اور امارت کے بعض چیزیں لغزش کی آغوش میں پڑ ان پڑھیں جنگ جمل اور صفین کا مسئلہ اور آپ کی حیات قدسی میں حضرت عائشہؓ والا مسئلہ بڑا سنگین تھا۔ اور اس میں مسطح بنؓ اثاثہؓ ۔ حسان بن ثابتؓ ، حمنہؓ بنت جحش موجود تھے۔ چنانچہ انہیں بیدہ (۸۰) اسی دروں کی سزا دی گئی ۔ ان واقعات کو جب بھی پیش کیا جائے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا ۔ ان اصحاب کی جملہ غلطیوں کی نشان دہی رب تعالیٰ نے کی اور آقا محترم نے بیان کر دی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی جملہ لغزشات اور غلطیوں کو معاف کر دیا ۔
اگر آج کوئی ان کی قرآنی اور احادیث سے غلطیاں نکال کر ان کی تذلیل کرتا ہے۔ وہ شخص براہ راست سیدنا جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت اور نبوت کے معیار کو غلط ثابت کرتا ہے۔ جس سے وہ ربانی عذاب کا منتظر ہے ۔
اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی خطیئات پر پردہ ڈالے اور آپ کے مقدس گروہ پر قلم زنی ۔ زبان زنی سے محفوظ رکھے ۔ آمین ۔
پھر کبھی اوراق لطیفہ پر ملاقات ہوگی

۲۴ ستمبر ۱۹۸۰ء

ناظم ادارہ نشر علوم اسلامی جھنگ صدر ؛ عبد الرشید حنیف
حال وارد ۔ پیچھ وطنی

Marfat.com

مُصنّف کی مُنوّرِ قلوب کُتب

و مترجمہ کُتب

			پیسہ	روپیہ
۱	قیام اللیل مروزی • مترجم	اعلیٰ	—	۵
		سستا	—	۳
۲	تنویرِ معاشرہ		—	۱
۳	فضائلِ قرآن	زیرِ طبع		
۴	معجزاتِ رسول		۵۰	
۵	مقبول نماز		—	۱
۶	خصوصیتِ ماہ شعبان		۵۰	
۷	ماہ مبارک		۵۰	
۸	برکاتِ رمضان		—	۱
۹	فضائلِ ابی بکر عمرہ عشارہ	مترجم	—	
۱۰	فکراہلِ حدیث	زیرِ طبع		
۱۱	اسلامی تہذیب قرآن و حدیث کی روشنی میں		۵۰	—
۱۲	الدّعا مخ العبادہ		۵۰	
۱۳	نقوشِ صحابہ و خلافت و ملوکیت		—	۴
۱۴	فضائل ابی بکر [illegible]		—	۲

تمام کُتب ملنے کا پتہ!

۱:- ادارہ اسلامیہ بلاک اے . چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

۲:- گوشۂ ادب کالج روڈ ٹوبہ

۳:- ادارہ نشرِ علوم اسلامی جھنگ صدر

۴:- مکتبہ زبیریہ ، جھنگ صدر!

Marfat.com

تعارف

ادارہ نشرِ علومِ اسلامی

مقاصد

- ✲ ــــــ قرآن حدیث کی دعوت کو نشر کرنا۔
- ✲ ــــــ ہر مکتبۂ فکر اسلامی سٹیج پر متفق کرنا۔
- ✲ ــــــ اسلامی لٹریچر کو شائع کرنا۔
- ✲ ــــــ اقامت دین کے لئے کوشش کرنا۔
- ✲ ــــــ باطل قوتوں اور ملحدین سے دفاع اسلامی تعلیمات سے کرنا۔
- ✲ ــــــ معاشرے کی اصلاح کے لئے ہر ممکن سعی کرنا۔
- ✲ ــــــ نزاعی اور اختلافی امور سے کنارہ کشی کرنا اور دینی امور کو فروغ دینا۔
- ✲ ــــــ اسلامی تہذیب اور ثقافت کو اپنانا۔
- ✲ ــــــ کلمہ حق کو شعار بنانا۔
- ✲ ــــــ ائمہ دین، اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور محدثین کرام کی تعلیمات کو منصۂ شہود پر لانا۔

اس سلسلے میں ہم اصحاب ذوق سے بھرپور تعاون کی توقع رکھتے ہیں!

ناظم ادارہ

نشرِ علومِ اسلامی، سمن آباد، جھنگ صدر

Marfat.com

ایک علمی اور اصلاحی شاہکار

تالیف ــــــــــــ عبداللہ شبیر حنیف جھنگوی

تنویرِ معاشرہ

اس میں معاشرہ کی پوری پوری اصلاح کی ترجمانی کی گئی ہے!

- اس کتاب میں قرآنی اصولوں کو یک جا کر دیا گیا ہے۔ (ترجمان القرآن لاہور)
- یہ کتاب نوجوانوں کے لئے مفید ہے۔ (چٹان لاہور)
- یہ کتاب معاشرے کے لئے انتہائی مفید ہے۔ (ہفت روزہ "المنبر" لائلپور)
- تنویرِ معاشرہ کتاب زندگی میں انقلاب پیدا کرتی ہے۔ (تنظیم اہلحدیث لاہور)

مبصرین کے اقتباس پر اکتفا کیا گیا ہے؟

ملنے کا پتہ

مکتبہ تنویرِ ادب سمن آباد

جھنگ صدر

ہدیہ	اول	۱-۵۰
	دوم	۱-۰۰

Marfat.com

مصنف کی دیگر کتب :

- **مقبول نماز** (چوتھا ایڈیشن) — اس میں نماز کے جملہ مسائل بالتفصیل درج کئے گئے ہیں۔
- **تنویر معاشرہ**، — یہ ایک علمی و اصلاحی شاہکار ہے۔
- **معجزات رسول** صلی اللہ علیہ وسلم — اس میں چند احادیث کا ترجمہ کیا گیا ہے۔
- **خصوصیات ماہ شعبان** — اس میں شعبان میں بدعات کی تردید امام شوکانی اور ملا علی قاری کی زبان سے پیش کی گئی ہے۔
- **اسلامی تہذیب** قرآن و حدیث کی روشنی میں — اس میں توحید، رسالت اور قیامت کا تذکرہ ہے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے عظیم شاہکار ہے۔
- **فضائل ابی بکرؓ** (ترجمہ) — عربی کی ایک کتاب کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ اسمیں تاریخی شواہد کو آراستہ کیا گیا ہے۔

- قنوت نازلہ
- فلسفہ معراج (زیر طبع)
- تحفۂ عید قربان "
- قرآنی اور نبوی دعائیں (زیر طبع)

نوٹ :- عربی اور اردو کتب خریدنے کے لئے تشریف لا دیں شکریہ

ملنے کا پتہ

۱- ناظم مکتبہ تنویر ادب ۳ سمن آباد جھنگ صدر نو
۲- جامع اہلحدیث ۔ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال)
۳- گوشۂ ادب ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ (ضلع لائلپور)

Marfat.com

اردو خواں حضرات کیلئے بیش بہا تحفہ

قیام اللیل (عربی)

تصنیف لطیف ——— علامہ مروزی

اردو ترجمہ ——— عبد الرشید حنیف

اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور اس میں مندرج مسائل پر کتاب اور سنت کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس میں قرآن اور حدیث کے مسائل کے تحت فقہی مسائل پر خوب تبصرہ کیا گیا ہے۔

اس کے پڑھنے سے بہت سے پیچیدہ مسائل حل ہوں گے۔ اور علمی ذخیرہ بھی محفوظ ہو جائے گا۔ اس کتاب کا ہر گھر اور لائبریری میں ہونا ضروری ہے۔ تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا!

اعلیٰ ایڈیشن ۱ سات روپے   سستا ایڈیشن ۵۰-۵ روپے

پتے

- المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ، لاہور۔
- نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر۔
- گوشۂ ادب۔ کالج روڈ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ،
- مکتبہ الاعتصام شیش محل روڈ۔ لاہور

Marfat.com

رسالہ

فضائلِ ابی بکرؓ

پر

تبصرہ

یہ رسالہ عرصہ سے نایاب ہو چکا تھا۔ ادارہ نشرِ علوم اسلامی جھنگ صدر کے ناظم نے اسے استفادہ عوام کے لئے اردو میں ترجمہ کر کے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ جس میں خلیفۂ اوّل ؓ کے فضائل و مناقب بہترین پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ متعدد صحابہ کے علاوہ حضرت علیؓ کے تاثرات بھی وضاحت سے تحریر ہیں۔

تنظیم اہلحدیث۔ ۶ جون ۱۹۶۹ء — الاعتصام۔ ۲۷ فروری ۱۹۷۰ء جلد ۲۱

مقبول نماز

اس کتاب میں قرآن اور حدیث سے دعائیں اور وظائف درج ہیں۔ اور ساتھ ہی اس میں نماز کے جملہ مسائل درج ہیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ ھذا

عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	نگارش	۴
۲	پوزیشن صحابہ و صحابیت کا معنی	۶
۳	سبّ صحابہ	۷
۴	ایمان صحابہ پر قرآنی شہادت	۹
۵	عصیان و تنازع صحابہ	۱۵
۶	خلافت النبیہ و صحابہ	۱۷
۷	ربانی دستور میں عورت کا حق ۔	۱۸
۸	احادیث نبویہ	۲۰
۹	بستر علالت اور مطالبات صحابہ	۲۹
۱۰	وفات نبویؐ	۳۰
۱۱	قبائل عرب کی حالت	۳۲
۱۲	مسئلہ خلافت اور تدفین نبویؐ	۳۴
۱۳	خطبہ خلافت	۳۶
۱۴	خلافت صدیقی کے کارنامے	۳۷
۱۵	دیانت و امانت صدیقی اور فلسفہ عدم ملکیت وراثت انبیاء	۳۸
۱۶	نرالی دعاء ۔ (۱۱۸)	[illegible]
۱۷	خلیفہ کا ذریعہ معاش	۴۲
۱۸	خلقت ابوبکرؓ عین فطرت نبوت	۴۳
۱۹	ارشاد نبوی برائے صدیق	۴۴
۲۰	آیات قرآنی کا نزول	۴۶
۲۱	اسلام عمرؓ	۴۸

عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۲	خلیفہ ثانی	۴۹
۲۳	انقلاب	۴۹
۲۴	خطبہ خلافت	۵۰
۲۵	امور خلافت	۵۲
۲۶	خلیفہ اور سائلین	〃
۲۷	ذریعہ معاش	۵۴
۲۸	موافقات ربانی	۵۸
۲۹	شہادت	〃
۳۰	حضرت علیؓ کا پیغام تعزیت	۵۹
۳۱	اقوال زریں	۶۰
۳۲	خلیفہ ثالث	۶۲
۳۳	پیغام تعزیت	۶۴
۳۳	قاتلین عثمانؓ	۶۵
۳۴	ارشادات	۶۷
۳۵	خلیفہ رابع	۶۹
۳۶	خلافت	۷۱
۳۷	صحابہ اور بیعت علیؓ	۷۲
۳۸	خطبہ خلافت	〃
۳۹	جنگ جمل	۷۳
۴۰	جنگ صفین	۷۴
۴۱	وصیت علیؓ	۷۵
۴۲	آیات قرآنی برائے علیؓ	〃

Marfat.com

٤٣	عمار بن یاسر کے متعلق ارشادات نبوی	٧٦
٤٤	حسن بن علی رضؓ	٧٧
٤٥	امیر معاویہ بن ابی سفیان رضؓ	٧٩
٤٦	بیعت یزید اور عوام اور امیر معاویہ کا موقف	٨٠
٤٧	یزید بن معاویہ	٨٣
٤٨	دور یزید	٨٤
٤٩	حضرت حسین بن علی کا رد عمل	"
٥٠	قتل حسین پر سلیمان بن قبہ کا مرثیہ	٨٦
٥١	علی بن حسین کا واقعہ	"
٥٢	یزید اور علماء کا موقف	٩٠
٥٣	خلافت وملوکیت۔ تاریخی شاہکار	٩١
٥٤	سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ تاریخی جھلک	٩٢
٥٥	دور حاضر اور تبصرہ مولف	٩٣
٥٦	لٹریچر	"
٥٧	خلافت وملوکیت پر تبصرہ	٩٤

٥٨	خلافت سے ملوکیت تک	١٠٥
٥٩	ہفت روزہ نصرت، لاہور کی بددیانتی	١٠٨
٦٠	مرحلہ	"
٦١	عودت اور منصب امامت اور نبوت	١١٠
٦٢	تبصرہ	١١٢
٦٣	علامہ سیوطی کا موقف برائے معاویہ رضؓ	١١١
٦٤	لعنت کا فلسفہ	
٦٥	جنگ جمل اور صفین پر محب الدین خ کا فیصلہ	١١٨
٦٦	صاحب خدام الدین کا موقف حضرت عثمان رضؓ کے متعلق	١١٧
٦٧	خدارا انصاف کیجئے	١١٩
٦٨	مولانا احمد علی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی کا موقف برائے عثمان رضؓ	"
٦٩	اسلامی متحدہ محاذ اور جمعیت اہلحدیث کا موقف	١٢٤

1

31

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (اسرالنبی ص ۳۴/۲۲)

ان کا عقیدہ کی اساس لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ہے۔

۲۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِی فَامْسِکُوْا (اسرالنبی ص ۲۰/۲۲)

نقوشِ صحابہ

و

خلافت و ملوکیت

عبد الرشید حنیف

مکتبہ تنویر ادب۔ جھنگ صدر

([illegible] ساہیوال)

GAR ACA... LAHO...

Marfat.com